دیوان ضامن

تیر مژگان کمان ابرو سے
اسکو کس کس ندار سے ہمین مارا

سا دے مرگ ہم نے سمجھے
مہرباں یار نے ہمین مارا

مثل موسیٰ کے لن ترانی تن
شوق دیدار نے ہمین مارا

جس نے مارا ہے لے ضامن کو
اسی ستمگار نے ہمین مارا

نعت جو رخ کا آپ کے بانی آتا رہا
لوح و قلم کو کلک پہ چڑھا کے ولرتا

موسیٰ جو دیکھتا تجھے ارنی پکارتا
کیوں نار لن ترانی ہمیشہ سہارتا

رلوین کا دھیان دل میں ہون جسم گرتا
شیشہ مین دل کے جون میں پری گرتا

تیرے لبون سے لکھی العظام سخن
جیسے ہمارے سامنے کچھ دم نہ مارتا

آدم مین جلوہ گر جو ہوا نور احدی
شیطاں سجدہ کرتا تو بازی نہ ہارتا

گر دیکھتا مین لف عنبر کو آپ کی
مژگان کو شانہ سے کیا کیا سنوارتا

ہر آرزو کہ روضہ اقدس ہی ہوں تا
آنکھوں سے آون اپنے دل و جان کو وارتا

صل علی محمد الشافع الامم
دن حشر کے ٹھو گا ہی مین پکارتا

بیٹھے ہو کس لیے نہیں ضامن سے یا نبی
ہر کوچہ و گلی مین پھرون ہون پکارتا

تربت وصل صنم تجھسے بلا یا گیا
اپنے کشتے کو مسیحا سے ملا یا گیا

دین ایمان جان ہی اور تمکو ما ما کر دیا | کیوں خفا ہم نے کیا نقصان تمہارا کر دیا

حسن کا طالب ہر فضا کن ازنگاہ پیارا کیا
راز پنہاں تیرا ایما آشکارا کر دیا

پا بزنجیر دلا زلف دوتا کا دیکھا | عشق بازوں کو گرفتار بلا کا دیکھا

[illegible] تر جلوہ نما حسن ازل کا ہے صنم | جسنے دیکھا تجھے دیدار خدا کا دیکھا

مثل سایہ کے پڑے رہتے ہیں الفت کے سبب | جسنے سایہ کو ترے سایہ ہما کا دیکھا

وصل کے دن کا ترے جنت فردوس کا | شب ہجران کو تری روز جزا کا دیکھا

دل کھچا جاتا ہے قبلہ کی طرف لے قبلہ | ابروؤں میں یہ اثر قبلہ نما کا دیکھا

[illegible] میں جان کبھی وصل کی امید میں | تجھکو پابند سدا شرم و حیا کا دیکھا

کھل گئے ظاہر باطن کے میاں تم بھی | جسنے تیرا کھلا بند قبا کا دیکھا

ہو وفا تو نے وفا کچھ بھی کی ہے ہم سے کبھی | ہمنے کیا کیا یہ ستم تیری جفا کا دیکھا

اپنے ہاتوں سے کیا اپنا ہی خون ہائے ہم | جسنے ہاتوں پہ ترے رنگ حنا کا دیکھا

دھوکا مجنون کا ہوا اس پہ [illegible] کبھی | میری تصویر کا جب نسخہ کہ خفا کا دیکھا

لے گیا پہلو سے دل آنکھ ملاتے ہی صنم | فتنہ گر آنکھوں میں تیری چھپا کا دیکھا

ظاہر الطف جتا کر تجھے مارا تو نے | حسن اخلاق ترا پایہ وفا کا دیکھا

ہو گیا پہلے فنا ہونے سے فانی میں صنم | شیوہ بسمل فنا اہل فنا کا دیکھا

جو کیا نہ کیا سب میں فضا ترے بدلا
آپ طالب ہوے جو دل اپنکو مطلوب کیا

اچھا ہے وہ جو اچھا ہے یا بسمل اچھا
ہے زایا لعیسا جیسا دلدار بلا اچھا

کاکل نے تری ہمکو اب مار لیا اچھا
اس مار سیہ گون سے یہ کا کیا اچھا

فرقت میں تری کب تک تھا جینا اچھا
آ بہر خدا اتنا ای یار ذرا اچھا

انکار ہے بوسے سے اقرار ہے ملنے کا
انکار کیا اچھا اقرار کیا اچھا

زلفوں کا ترے قیدی سختی میں رہے گر
اٹک ہوا ہاے بیمار بلا اچھا

ساقی ترا میخانہ آباد رہا ہے
پیمانہ الفت ہر بار پلا اچھا

ہر بار کے ملنے سے ہو جاتی ہے کھٹک
اب شمع ہے پروانہ کیا رحلا اچھا

کیا کیا ہی تماشے ہیں باغ جہاں تیری
کیا گلشن عالم میں گلزار کھلا اچھا

ہے رسم یہ خوباں کی ہو جائیں اگر چین
ہوتا ہو نہیں انکا ای یار برا اچھا

قاتل تو ذرا الیسے بسمل کو تڑپنے دے
کاتا ہے جواب تم نے تو بیجو کیا اچھا

غیروں میں مجھ جانے ہیں جتنے ہو کر دل سے فضا
اور مجھ سے گھر آ کر تو سے انکار ہوا اچھا

یا علی جب ترے لطف کا سایہ ہوگا
تخت شاہی سے بلند اپنکا پایہ ہوگا

یا محمد ہے ترے سامنے یوسف [illegible]
دست قدرت نے ترا [illegible] سایہ ہوگا

آپ کو ڈھونڈھا آپ پایا آسکا انجام ہو		قاب ہو بہت آپ ہی یا اپنے اندر آجانا

آپ ہی اللہ آپ ہی محمد آپ ہی عاشق اور معشوق ہوا
اپنا نام رکھا کے خدا میں آپ ہی وہ بدنام ہوا

سنے جانان کے تیغ نظر جانا جانا — لیکن اس جان کے دشمن میں بیاہا جانا
میرے خون سے تر آلودہ جو دامن — کہکے تیار ستمگار اٹھانا ما
تم کو کہتا تھا اے دل تو حاصلا یگا — اسکے کوچہ میں ترا کھو سوز کا آنا جانا
کیوں خیال آوے کسی غیر کا دل میں اپنے — عشق نے تیرے کیا ہمیں ٹھکانا جانا
نام کا کل میں ہے جسدا دیکھتے ہی میرا دل — رخ سیاہ دیدہ ناداں نے دانا جانا
ہاتھ پاؤں تیرے قتل کے جو ہوں لہا — وہ مستی تیغ سے جس ہاتھ اٹھانا جانا
مرتے لب کے لیے خون مرا کافی تھا — برگ تنبول بنا کرکے رکھانا جانا
نقش پا تیرے جبکہ آنکھ لگا لیوں — ہاتھ پر سینے کو جب ہاتھ اٹھانا جانا
غرض طرب مست ہو بیٹھ ہون جرعہ کشتہ — اپنے بسمل کا منہ دیکھ کے جانا جانا
تیرے مردوں کی قسم تو نہ تکیہ ہو ترا — بستر گل پہ یہ بہتر ہو سرہانا جانا
جبکو احسان کیا احباب نے کردو ہے بدا — جنے اسکے تیغ ابلیس کا مانا جانا
تیرے عاشق کو ٹھکانا ملا جبکہ کہیں — تیرے کوچہ میں فقط اپنا ٹھکانا جانا
تیر گیا آرے میرے دل اپنا پریشان ہوا — جبکہ زلفوں میں کیا تم نے وہ شانہ جانا

آئی ہے نظر ہکو بتوں میں بھی تجلی
در پردہ وہ ہو تیرے میں طلبگار ہوں کسکا

میں صورت گل آنکھ میں بلبل کی ہوا ہا
اعدا کے سوا اور کہو خار ہوں کسکا

اسطرح گرا خاک پہ ہوں اٹھ نہیں سکتا
پامال روش نازک رفتار ہوں کسکا

اے عشق شہنشاہ خداوند دو عالم
جز آپ کے میں بندۂ سرکار ہوں کسکا

اب دیدۂ حق بین سے حقیقت ہے نمایاں
دیکھو تو کہ میں مظہر اسرار ہوں کسکا

بکتا ہوں مجھے لو کوئی یہ مفت ہے سودا
سر دو ہوکا میں سر بازار ہوں کسکا

پہلو میں اجل کے مری اوقات بسر ہو
میں اب ہدف تیر نظر وار ہوں کسکا

پہلو میں ترے یار ہے جو حاجی گیا ہے
میں چھپا تک بار و زن دید

ڈھونڈا ملے عالم میں نشاں اسکا نہ پایا
وہ کون ہے ضامن میں گرفتار ہوں کسکا

ص

ہے عشق اور محبت سے بات کا لم پایا
مشہور عاشقوں میں ہموں ہے نام اپنا

کس طرح ہاتھ آوے وہ مرغ لامکانی
صیاد ہے نہ اپنا دانہ نہ دام اپنا

رندی مے پرستی مذہب ہوا ہے اپنا
یہ ذکر جا بجا ہے خاصوں میں عام اپنا

ہم قید دو جہان سے آزاد ہو گئے ہیں
اسلام کفر سے ہے آگے مقام اپنا

ہم جان و دل سے گذرے وہ جور سے نہ گذرا
لیے صنم کو ضامن صاحب سلام اپنا

ردیف باء موحدہ

ہے وصل یار ہم ہوئے بادہ نوش آج
ہے ہجر یار نے دیے دشنام بے سبب

ساقی مجھے پلا بادہ گلگلوں سے ست
دائر ہیں زمین تیرے گرجام بے سبب

مانند ہوں کو کہ جا ہیں شہید نگاہ یار
تیغ نگہ سے مارے گئے عام بے سبب

بس دیکھ روئے یار کے کلمہ پڑھا تو کیا
عشاق اسکو کہتے ہیں اسلام بے سبب

رشک ارم ہوا مرا بیت الحزن آہ
گھر میرے آپ آیا جو گلفام بے سبب

شاید کمند زلف میں دل اسیر ہوا چاہیے
صیاد نے لگایا ہے کب دام بے سبب

حاضر ہوں جان و دل سے محبوب چھینے
پھر کیوں خفا ہے ہوئے وہ خود کام بے سبب

امید وصل یار ہے حق سے حشر تک
خالق نے کر دیے ہیں بہت کام بے سبب

جب تک کہ جان دیویگا ضامن تو یار کو
ہوتا ہے کب دو رام دل آرام بے سبب

ردیف تاء مثناۃ فوقانی

ہے مرے دل میں مدینہ کی زیارت کی طلب
مصحف روی محمد کی تلاوت کی طلب

ہو نہیں اہل مرے کشف کرامت کی طلب
ہے مگر مجھکو مدینہ کی زیارت کی طلب

دیکھ لوں میں جو در غار دھال روشن
پھر ہو مجھکو کسی کشف و کرامت کی طلب

نور آنکھوں میں ہو پیدا سے غبار روشن سے تر
چشم خورشید کرے مجھسے بصارت کی طلب

ناخدا کشتی امت ہے وہ طوفان بلا
لو خبر جلد کہ ہے تمسے حفاظت کی طلب

دیوان ضامن

کیا دیکھیے یہ پروانہ دل زار کی ہمت
غالب ہے رخ شمع دل آزار کی ہمت

ہرگز ہو سر و سامان سے کیا کرتے ہیں ...
دیکھو مرے دیدۂ خونبار کی ہمت

دیکھیں گے کبھی جو رگ جاں میں مری حال
یاں تک ہے ترے سطوت بیمار کی ہمت

نے میرے بلائے مرے گھر آپ وہ آئے
عالی ہے اس حالی ستمگار کی ہمت

عالم کو کیا مست خرابات مئے ناب
مصروف ہے ساقی سرشار کی ہمت

تھی دل میں تمنا کہ بیاں کیجیے کچھ حال
قاصر ہے زبان دوستو گفتار کی ہمت

وہ کشتۂ حیات سے ... دم میں جلائے
ہے رشک مسیحا تری رفتار کی ہمت

صحرا میں ترے مجنوں کی پابوسی کو آئے
ای آبلہ پا دیکھیے ... خار کی ہمت

عاشق کو غم ہجر سے کیا دم میں جھنجھلایا
کیا کہیے کہ کیا ہے تری تلوار کی ہمت

دائر ہے یہاں عشق کے ... گو سب عالم
جاذب ہے ترے نقطۂ پرکار کی ہمت

ہر زخم جگر پر مرے زنگار چھڑک دو
ای یار دوا گر ہے تجھے بیمار کی ہمت

اب سینہ و دل میں مرے بازو کی ...
ہو جائے خدا ... کرار کی ہمت

ضامن سے نہ اٹھ سکے پردہ ہے خودی کا
اُٹھ جائے اگر صرف ہو اُس یار کی ہمت

یا خدا آتش گل موزوں ... بہار ہو بسنت
ساقیا بادۂ گلگوں ... بہار کی بسنت

جنبش رنگ خط سبز ... ہو ...
یا الٰہی ترے ... بہار کی ہو بسنت

شرماؤں کسی کو یہ دل ازمیں ہرگز
ہیجانئے ہر یہ عشق دل آزار کا باعث

اقرار ہو گیا تجھے سب دل میں تجھے
ظاہر ہوا تجکو مرے انکار کا باعث

بات جسے مل گئے وہ جو کام ستمگر
موقوف ہو نہ رہا نہ تسبیح کا باعث

سو نا کی طرح کر گئے ہو دل سے سب
ای یار دیہ ہر جلوہ دیدار کا باعث

اس دل نے چال نئی باز نئے میں
یہ سب ہی بیان حسن کے اظہار کا باعث

سب حال بیان آنسے کرو [illegible]
بے پردہ اگر ہو کوئی گفتار کا باعث

کہتا ہے غم درسے میں کیوں عاشق
کچھ تمکو بھی معلوم ہے بیمار کا باعث

معشوق کا کہنا ہو نہ لے کوئی ضامن
ہر یہ بھی تو اک خفگی دلدار کا باعث

تو جو تجھسے خفا ہے کیا باعث
سچ بتا ارس میں کیا ہے کیا باعث

میرے کہنے کو دوست وہ شوخ
کیوں نہیں مانتا ہے کیا باعث

باہمہ چند جور و ظلم و ستم
دل تمھیں چاہتا ہے کیا باعث

کاہش غم سے اب فراق سینہ
شق ہوا جاتا ہے کیا باعث

دام کاکل میں تیرے او صیاد
مرغ دل جا پھنسا ہے کیا باعث

یار اغیار کا ہے ہوس غیر
پرتو ہم سے جدا ہے کیا باعث

میں ہوں دیں [illegible] ضامن
ہوگیا پارسا ہے کیا باعث

ردیف جیم

لاشہ پامال ہوا عاشق شیدا کا ترے — سر ترے اسکو یہ ملی آپ کی ٹھوکر کا سر آج

ظلم کرتے ہیں وہ اور دل میں محبت ہے تری — ہمکو ثابت یہ ہوا آپ کی گفتار سے آج

ایسے انداز سے اور بارے سے اس پیر — دل ملے جائینگے پندار کی رفتار سے آج

جذبۂ عشق اُسے پردے سے باہر لایا — وا کیا یار کسی طالب دیدار سے آج

کشتۂ تیغ جفا او بت کافر ہوں میں — کان عیسی نے ہی پکڑا ترے بیمار سے آج

وائے دل کو ترے [illegible] سے [illegible] — ربط پیدا یہ ہوا سبحہ و زنار سے آج

جس کے دل میں ہے لیوں جیسی میں ای ضامن — جا کے پوچھیگے کہ کیا طلب سر ایسے آج

ہم اٹھینگے اگر اٹھے یہ یار کو رنج — کو کہ حرقت یہ یار [illegible] کو رنج

ملی گیا اک رہو [illegible] — یعنی ہوتا ہے سدا طالب دیدار کو رنج

مار ڈالے وہ ہمیں ذبح کرتے سے گر — ہو اُس یار کے ابرو [illegible]

رنج و غم ہجر میں مجبور جو گذرتا ہے سدا — کب گذرتا ہے جو وہ کسی یار کو رنج

خط لکھے ہمنے بہت پر نہ لکھا اُسنے جواب — رہ و فور دی سے ہوا ایک [illegible] کو رنج

رنج اٹھاؤں جتنے کو ہم یہ ہیں [illegible] — یا حد ہو ہو مگر اُس بت عیار کو ترے

لو بیک کے جو لگا سرمہ میں تیرے حسن — حور عاشق سے ہوا [illegible]

[illegible] — دست [illegible]

طاہر اُس بت کی باتون پر ہوا ہو مشتاق / اُس زبان کے ہجر وہ تو مثلِ سنگلاخ

کاکلِ دلدار مین پیچ کھا کر رہ گیا / پیچ پر یون پیچ کھا کر خشک ہوا آہوی ختن

کھینچ لایا آج اپنا جذبۂ دل سوخ کو / دشمنون کے منہ پہ صد نا آلف اُس گستاخ

کس کسی کی بات ہم سنتے ہین دلگیر کان سے / یار کی باتون سے پُر ہوا ہے کانون کا سوراخ

دفترِ وحدت ہی ضامن صفحۂ عالم ترا / لوحِ دل سے ہوگیا حرفِ دوئی کا انتساخ

ردیف دال مہملہ

کیا کیا نہین مجھ پہ کرے بیداد / الحذر ہے بتون کی فریاد

قد کو ترے قامتِ قیامت / شمشاد کہون کہ سرو آزاد

ہین سامنے تیرے دست بستہ / خوبان کا مگر تو ہی ہی اُستاد

انکھون مین ہی نور تیرے دم سے / ہی خانۂ دل تجھی سے آباد

تو غمزہ نواز فتنہ زا ہی / ہی ناز و ادا کی تو ہی بنیاد

یہ چرخ کہن ہی پیر دیرین / صد ہا اسے داؤن گھات ہین یاد

ہی ظلم شعار آفتِ جان / اس فن مین ترا ہی کون اُستاد

شیرین ترے غم مین کھائے تیشہ / اور تیرا کوہکن ہی فرہاد

وہ سخت ہی سنگدل ترا دل / ہی سامنے جسکے موم فولاد

نہ توڑ دے ضبط سے کبھی زبان ہر گز | کہ جور و ستم ہم پہ ہے بیان میرا
سین ہر چمن میں بلبل کی تباہ بسمل | ہر اک کے دل سے اٹھا آہ و نالہ و فغان میرا
پھڑک کے تو لیے مرغ دل بسمل | نہ ایک دم بھی ہوا اسکا پاسبان میرا
عکس دیکھا تو ہوا بے خبر مست گئے پھیری | ہوا ہر رنگ پر انگشت عیان میرا
نگاہ تیری نے بس کر دیا ہے کام تمام | اٹھا ما تھ میں لیے تیر و کمان میرا
شب وصال میں مرغ سحر کھٹکتا ہے | الٰہی کاٹ ڈالے کوئی زبان میرا
بنا را طائر دل کر کے دام زلف میں قید | لیے پھرتا ہے کہاں کہاں میرا
قفس میں بند کر کے مجھے قتل | حضرت دست قیامت سے ہستی کی مہر

وصال یار میسر ہو کس طرح صنا کن
ہمیشہ کھات میں رہتا ہے آسمان میرا

احد سے کون ہے آیا مجدد محمد ہے محمد | شکل بشر ہے آن نور رب محمد ہے محمد
تحیات درود و حمد حق سلام بے تعداد | ملک آ آیا بر آل امجد محمد ہے محمد
مدح ہے آئے نور الٰہی محبوب ذات احمدیٰ | ہو جاؤ نہ جان مرا محمد ہے محمد
مشرف لقب لولاک ہے ہمیشہ نور کل احمد | وہ موصوف سعادت حق ہمیشہ محمد ہے محمد
ہے مدح جبرائیل سب تیرا ہو کی تیرے ور | ہا تکیہ شفاعت ہو وہ محمد ہے محمد
سجود ملائک شکل آدم ہے جس کا مظہر نور آدم | ہوا وہ رب العلیٰ و شریف احمد محمد ہے محمد

کرے نہ تو ... باشیوں میں [illegible] — بسا ... یا محمد [illegible]

... — کہ نشان ... [illegible]

ردیف ذال معجمہ

لکھوں میں اپنا جگر سوز نامہ کاغذ — عزیزو کوئی شہر سے منگائیے کاغذ

اگر ایک حرف مرے خط کا دام الفت ہے — جدا جدا لگے قاصد [illegible] کاغذ

جو تیرے [illegible] سنائیے نامہ [illegible] — کسی جلے کو بلا کر [illegible] کاغذ

غم فراق کو یار دو [illegible] لیجے قلم — ہزاروں دفتر غم کے بنائیے کاغذ

[illegible] — تو اپنے فضل سے یارب [illegible] کاغذ

[illegible] — دلا یہ دفتر غم [illegible] کاغذ

[illegible] — صنم کو شیر وصل [illegible] کاغذ

[illegible] — ابھی منگا کے [illegible] کاغذ

کسی کے ہاتھ نہ آجائے راز دل فدا کر — مرے لئے بد کی نظر سے بچائیے کاغذ

ردیف کے مہملہ

ہوں لشکر غم ہر دل [illegible] کے [illegible] — جوں پیل [illegible] پیادہ [illegible]

[illegible] تری کاکل [illegible] — [illegible] گنج کے [illegible]

[illegible]

جسکو مزا یار کے خنجر کا ملا ہے
جلنے ہے وہی شیوۂ خنجر تہِ خنجر

ہر روز جو مر جاتے ہیں اس یار پہ فدا کن
کرتے ہیں وہی دعوی خنجر تہِ خنجر

کہیے نہ دلا اسکو حجر تہِ خنجر
تسلیم و رضا چاہیے خنجر تہِ خنجر

طاقت نہیں بسمل میں ہے یا کند ہوا
یا حلق مرا ہو گیا خنجر تہِ خنجر

خوں ہو کے مرا دل مژگاں میں ہے
اب دل کا ہوا تو ہے بستر تہِ خنجر

ہر زخم پہ کہتا ہوں کہ رحمت ہے
ہمسایہ ہے یہاں کون دلاور تہِ خنجر

کیا لطف دم ذبح ترے عاشق نے اٹھائے
گردن جو کٹا لیتے ہیں اکثر تہِ خنجر

بسمل کو ترے نیند نہیں دیتا ہے وہ قاتل
کیا کیا نہیں کرتا ہے ستمگر تہِ خنجر

ڈرتا ہوں تجھے قتل کرکے سنبھلے آہیں
ہے آتش الفت مری اندر تہِ خنجر

فرقت کی مصیبت سے چھوٹا
ہو جائے ادا شکر تو بہتر تہِ خنجر

تڑپے ہے کوئی لوٹے ہے بیتاب کوئی
جانباز ہیں اکثر ترے در پر تہِ خنجر

میں اف نہیں کرتا ہوں کٹا لیتا ہوں گو سر
قاتل وہ مرا کون ہے مضطر تہِ خنجر

گر قتل کی ٹھہرے تو دکھائے رخ زیبا
ضامن یہ مزا ترے ہی کافر تہِ خنجر

دو لطرا آتا ہمیں [illegible]
جسم [illegible]

دیوان ضامن

[illegible]

ہو کہیں خاک نشین تارکِ دنیا لیکن
پاؤں رکھتے ہی نہیں تخت شہان پر ہرگز

ہو گیا سینہ مشبّک بدن تیر نگاہ
دیکھ کر رکھنا نہ اچھی تیر کمان پر ہرگز

دست خاص ہے اور یہ طلسمات جہاں
حیف آتے ہی کرو ناز بتان پر ہرگز

راہ واحد ہے الفت یہ بنایا وحشی
یعنی چھوڑا نہ کبھی مجکو مکان پر ہرگز

دولت حسن کمالات یہ فانی سب ہیں
تو غرور اتنا کرے عمر دوان پر ہرگز

ضامن اسرار ولایت کا بیان کیجیے کیا
وہ تو موقوف نہیں شرح و بیان پر ہرگز

کیا سبب ہے کہ وہ آیا نہیں کل شام ہنوز
وعدہ کر آیا ہو ورے ہر صبح و شام ہنوز

الفت یار میں بیتاب ہے بدنام کوئی
عشق اسکا بخدا عام ہے پر خام ہنوز

مرغ دل بند کیے سیکڑوں صیاد نے
زلف پیچان کا لیپٹا نہیں ہے دام ہنوز

کیوں گل لالہ مزار دل سوزاں پہ جھڑے
کیا تہ خاک بھی ہیں ہے نہیں آرام ہنوز

کر جو بیٹھا نہیں دعوی تری ہمچشمی کا
اس لیے سنگ سے کٹتا ہے یہ بادام ہنوز

دل میں بیٹھا اور صبر کا قلعہ ٹوٹ گیا
آہ دلبر نظر آیا نہ لب بام ہنوز

رات دن یار رہے حسن کی سرکار سے کچ
بھیک مانگے ہے مہ نو کے لیے بام ہنوز

آج کل سے ترے عاشق تو آرام لذت
ای مسرت دل ضامن ہے ناکام ہنوز

اسکے کوچے سے تو نہ ٹک جا / میرا چھپتا عیار سو سو کوس

بو سی گل کی طرح سیاں تیسے / ہر گز پیاں وو یار سو سو کوس

ہر یہ وادی عشق دیکھ کے چل / جا سجا ہیں یہ جار سو سو کوس

جتنا آہوے صید اگس سنے / اب پھوڑا شکار سو سو کوس

گیا پہلو سے برق کے مانند / دل مرا بے قرار سو سو کوس

ہر سیا تیرے دام سے صیاد / مرغ دل ہوشیار سو سو کوس

کہ جیا تنگ گیا تو بیٹھ رہا / رب ارنی پکار سو سو کوس

ہم کاں اسکے پیادہ پا نہ چلے / جون نظر جا سوار سو سو کوس

کل سفر میں تو پاؤں در ... / سبتے ہیں لے شمار سو سو کوس

غواصی اسکا پتا کہیں نہ ملا
ہیے ڈھونڈا وو یار سو سو کوس

جو صید کس کو ہوئی دام اورقس کی / تو مرغ دل کو ہے ...

کسی کو تا دیہ لیلی کے ہر جرس کی ہوس / ہمیں ہر بار کے ...

مثال عاشق پروانہ شمع رو پر جل / ہمیا است ...

ہمیں ہے پاک نعشق جمال یار کا شوق / ہجس کو ہوتی ہر دلدار ...

... صادق تو جان ... / مقام عشق میں باطل ہے ...

دیوان غواصی ۴۲

[illegible]

کچھ جی میں سمانے کا ہیں بیگانہ جاں [illegible]	یا [illegible] اللہ بس باقی ہوس
آخر ہی مرتا ہر [illegible] جیتا [illegible] سو برس	کر سو برس [illegible] سو برس اللہ بس باقی ہوس
لیلیٰ کا مجنوں کی آتی ہے [illegible] بانگ جرس	بانگ جرس [illegible] اللہ بس باقی ہوس
[illegible] مجنوں [illegible]	[illegible] اللہ بس باقی ہوس
[illegible]	کیا پانچ دن کیا پانچ دن اللہ بس باقی ہوس
[illegible] ہر سب [illegible] ہوس	[illegible] اللہ بس باقی ہوس
[illegible] طائر جان [illegible] قفس فریاد [illegible]	اے [illegible] قفس اے [illegible] قفس اللہ بس باقی ہوس
مجنوں [illegible]	اے خار و خس اے خار و خس اللہ بس باقی ہوس
[illegible] نفس [illegible]	اے ہم نفس اے ہم نفس اللہ بس باقی ہوس
فریاد [illegible] داد رس [illegible]	اے داد رس اے داد رس اللہ بس باقی ہوس
[illegible] کریاد [illegible] اے ہم نفس	اے ہم نفس اے ہم نفس اللہ بس باقی ہوس

[illegible] داد رس [illegible] فریاد رس

فریاد رس فریاد رس اللہ بس باقی ہوس

ولہ [illegible] معجمہ

آتے ہیں [illegible] عاشق [illegible]	مجنوں کی طرح [illegible] لیلیٰ کو [illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

ردیف ظاے معجمہ

[illegible]

۲۴

دیوان حسن

ردیف ضاد معجمہ

ہمکو نہیں ہے کچھ بھی عبارت سے غرض
رکھتے ہیں ہم تو مالک و مختار سے غرض

ہمکو غرض فقط ہے تو اک یار سے غرض
کیا ایک سے ہے ہم کو نہ دو چار سے غرض

تا زیست گر رہا یار تیرے ساتھ
تجھ کو کام نہ رفتار سے غرض

ٹانکے لگا زخم پہ مرہم لگائیے
بسمل کو یار کے نہیں تلوار سے غرض

مژدہ ملے ہے عشق وا لیجئے
رکھتا ہے یار بھی دل بیمار سے غرض

اب لگاوے کام نہ عیسیٰ و خضر سے
ضامن کو یار تیرے دیدار سے غرض

ردیف ظاے معجمہ

ہمکو سمجھے تھے صحیح ہم اسکو اب پایا غلط
حرف تجلی یار کے دیکھا نظر آیا غلط

دفتر موہوم ہستی کا سبق ہم پر کھلا
حرف مضمون غلط انسان غلط

پہلے ہم کب تھے کہاں ہوں گے پھر
ہم جو پی میں آکر کھل گئے ہوا غلط

دیکھا ہے جہاں
ہو گیا سودا ہمارا زلف کا غلط

بتا مولوی کس ہم
عشق میں ہو سمجھا غلط

میں سے
دیکھ تو اب کیا صحیح اور کیا غلط

مصحف رو حمائل رمضان صحیح
وہی سب جھگڑا غلط

ردیف عین مہملہ

[illegible]

یہ میں کیا لکھوں کیونکر حال آتش ... / وان آشنا تو تو واصد پار ہو تیغ

عالم کو تم نے قتل کیا تیغ ناز سے / نہ قتل مجھ غریب کا خونخوار ہو تیغ

ہوں کس سبب ہو نہ کسی بات کا وبال / اترا بھی منع ہو نیا اکا ہو منع

وحدت کیسے ہیں نہ آ پکا ہو گذر
خامن وہان تو نہ پہنے دستار ہو تیغ

ردیف غین معجمہ

... ہیں ہو شرش تن نفس ہاے داغ / رکھتا جون سکل ہاے دریا قبا سے داغ

بھائی سے کیون بتون نے کیون لگا داغ / تو داغ دل کے واسطے دل ہو ...

چھپا چھپتے ... کے دل نے مجھا سے داغ / چھپتے ہیں کب چھپانے سے ...

ہو ... میرے سینہ پر داغ کی بہار / ملیں ... آنکھوں ... میرے لگے

میں ... غم سے جلتا ہوں ... / رکھتا ہوں سینہ میں ... داغ

... ہکو ... یار حسیم میں / ... کسی کو دکھائے داغ

... کا ... میں ... خیال / ... سے ہمیں بھی ... داغ

... نے جو تن گل خورد و باغ / ... نے بھی ... اپنے چھپائے داغ

... دیا ... کا ... سے / کیا کیا ... سے ... داغ

... کا ... داغ ازل ... / کیا صانع قضا نے یہ میرے ... داغ

ردیف ف

۲۵

یہ چاروں کی ہے فصل بہار گلشن میں	ہر رنگ حسن پیا ہر گل کر تو آسا لالہ

اسی کو نما کعبے میں اے ضامن
جو دل ترا پاک کدورت سے مثل آئینہ صفات

ردیف قاف

بہت جہاں میں ڈھونڈھا نہ پایا	سوا خدا کے سب تھے کوئی شفیق
خیال چشم بتاں میں ہیں بیٹھا ہوں	کہ جیسے مست کہ پی موے کے ہوے رحیق
ہر ایک موج کو کہتے ہیں اسکی موج فنا	سنا ہے عشق کا دریا بہت بڑا ہے عمیق
مقام عشق میں شاہ و گدا برابر ہیں	یہ بات عشق سکھاتا ہے جو کئی تصدیق
یہ کار خیر ہے جلدی ضرور ہے آئین	ہمارے قتل میں کرتے ہو کیسے تعویق
ہوا خجل ہے دنداں سے تیرے در یتیم	لبوں کے آگے ہے شرمندہ عقیق
عدو سے ہو گیا ہے تجھکو وصل	ترے تبسم سے ہوا ہے جو کیا تحقیق
مرا تو ہادی ہے مولا ہے احمد مختار	دو کون میں نہیں ہے اپنا کوئی شفیق

ہمارے سینے کا ہے ماند احمد ضامن
ازل سے قلم رحمت میں ہم ہوے ہیں غریق

ردیف کاف

بشر یہ کیا کرے وصال صنم	ہوا اسکی موج میں سرگرم خود

بدل مین ہوائے یار کی دلداریان کیے
عزت طلب ہے ناز طلب لانے کا دل

خوشبو کا فرش باد صبا نے بچھا دیا
کھاتا پھرے ہے ٹھوکریں کس لاڈلے کا دل

شمع کی طرح جل ہی گیا اب کچھ کہا
پیدا کیا ہے ہنسنے کیس حوصلے کا دل

خندان ہے گاہ گریہ کریزان ہے برق سا
ضامن ہے یا خدا نے تجھے جلنے کا دل

نہین دل اب اہ ہے بہلانے کے قابل
نگہ تیر کا ہون نشانے کے قابل

مرا سر ہے قاتل کٹانے کے قابل
تری تیغ ہے آزمانے کے قابل

اگر کوئی سر ہے کٹانے کے قابل
رہی اس گلی مین ہے آنے کے قابل

ہنسایا کسی کو دیا ہمکو گریہ
فقط ایک ہین ہم رلانے کے قابل

شہید ستم کو نہ پانی سے دو غسل
یہ لاشہ ہے خون سے نہلانے کے قابل

یہ عید قربان دکھلائے ہے ہمکو
گلے سے ہے خنجر لگانے کے قابل

مین نقش الف بائے جانان ہون اے غم
نہین ہے یہ نقشہ مٹانے کے قابل

مرا عشق اور جور تیرا ستمگر
یہ نادر ہین دونون فسانے کے قابل

مین وہ ناتوان ہون مرا دم ہے آہ کی
ہوا باد غم کے اڑانے کے قابل

ہوا مار گیسو یہ عاشق مرا دل
یہ سانپون سے لپٹا ہے کٹانے کے قابل

ہوا ہون کسی گل کی الفت مین بلبل
مری قبر ہے گل چڑھانے کے قابل

تو نہ چھوڑیگا ہمیں بے قتل دلربا
مار ہی ڈالو خدا را مر جائینگے ہم

ہمکو مارا ہی محبت نے کسی کو عار کی
مثلِ بلبل بر سرِ گلزار مر جائینگے ہم

وہ وحدت کا فر ہوا کیا ہم کافر ہوئے
تارِ گیسو کی ہیں ہم مر جائینگے ہم

مرنے کو مدت سے بیٹھے ہیں پر دنیا
اس تمنا میں بھی ہوا مر جائینگے ہم

آج کل پر چھوڑتے وعدے کر تا ہی صبح و شام
لیکن یوں ہی اگر رہا مر جائینگے ہم

تیری فرقت میں او بتِ خود کام
کام اپنا ہوا تمام تمام

بت پرست آپ اور ہمارا نام
حسرتِ دل ... سلام سلام

تو رہا اپنی یار ستم ستم
ہم سے جا ملینگے ترسے دشنام

کیا ہی تازہ ہو سنگل سے داغ
ہے آباد باغِ حسن مدام

لیکے دل اس پری ... دیو
وحشیوں میں کیا مجھے بدنام

ہمنے سیکھی بت پرستی کی
نہ ہوا ارام پر وہ دل آرام

کربلا کوئے یار ہے ضامن
اور بلا اسکی ابروئے صمصام

دم بند تھا جو ہمکو دے گئے گیا ہم
آرام لیگیا ہمیں غم دے گیا ہم

امید وصل تھی ہمیں فرقت ...
... وصل ... کے ہمیں ... دے گیا ہم

نہ ضامن کو الفت ہے اسیر قفس سے
یہ سمجھے ہین ہمکو گوارا چمن مین

ڈھونڈھا اُسے جہان مین ابتک کہین پتا نہین
ارض و سما مین یار کا ملتا پتا نہین

کو دیکھا فرض کیا کربلا نہین
پر قتلگاہ دہلی سے کم بھی ذرا نہین

مجھسے زیادہ تم پہ کوئی مبتلا نہین
گر مبتلا بھی ہے تو یہ اسیر بلا نہین

جل کر کے خاک بھی ہوا اور کچھ بجھا
جسطرح مین جلا کوئی ایسا جلا نہین

بلبل بھی مر گئی غم باغ و بہار مین
شاید کہ اس چمن مین کوئی گل کھلا نہین

جو کچھ کہ مجھپہ گذرا وہ قابل بیان نہین
راز درون پردہ کسی نے کہا نہین

دل مین بھی ہے تمھری کہ مر جائیے کہین
پر کیا کرون کہ آئی یہان تک قضا نہین

گردن پہ آپ کی تو مرا خون ہو چکا
ہے جرم قتل مجھکو کیا تمنے کیا نہین

ہے تنگ خیال زلف سیہ کسی کا دل
افعی کو آستین مین کوئی پالتا نہین

شاید ہمارے خون کی مہندی لگاؤ گے
دست حنا آپ کے رنگ حنا نہین

ضامن ادھر سے چلنے کی تدبیر کیجیے
بن وصل یار جینے کا اپنے مزا نہین

عاشق کسی پری کے نہ ہم دلربا کے ہین
ہمکو قسم خدا کی ہے طالب خدا کے ہین

غنچے کھلے جو آپ کی جیب قبا کے ہین
رشک قمر ظہور یہ نور خدا کے ہین

شیرازۂ محبت و عشق کی کتاب ہیں	سب منتشر ہیں پیارے پریشاں کتاب تجھ بن

حاصل ہوا نہ ضامن جز یاس اور حسرت
برباد کر دیا ہے اپنا شباب تجھ بن

پیتے نہیں ہیں ساقی ہم تو شراب تجھ بن	اور جام مے صراحی سب ہیں خراب تجھ بن
گنتا ہوں شب کو تارے ہو ماہتاب تجھ بن	تاریک سب جہاں ہے ہو آفتاب تجھ بن
ہیں صبح تک پیے ساقی شراب تجھ بن	جل جل کے دل ہوا ہے میرا کباب تجھ بن
آہوں کا ابر ہو سیا زیر فلک ستمگر	جھڑ میں لگا رہی ہیں چشم پر آب تجھ بن
ہے کہ نور تیرا آنکھوں میں آ سمایا	ہر طرف تجھکو دیکھا اس میں نظر آب تجھ بن
آنکھوں میں ہم نے تجھ کو آ کر پری بسایا	ورنہ کل ہی جا سکا ہے ہم تسات تجھ بن
تیری قسم ہے پیارے فرقت میں مر رہے ہم	کیا خاک دگی ہوا ہے کامیاب تجھ بن
فرقت نے اک پری کی ستا رکھا ہے	ہوتی نہیں ہے بالکل اک بار تاب تجھ بن
پہلو سے میرے دل جب سے کہ اٹھ گیا ہے	آتا نہیں ہے پیارے بستر پہ خواب تجھ بن
بالیں پہ گل ہمارے ہیں لوگ جا رہے ہیں	اور غش ہے ہم کو لایا عطر گلاب تجھ بن

قابل بیاں نہیں ہے حال خراب اپنا
ضامن یہ جو گذرا ہے عذاب تجھ بن

کس طرح دیکھوں منہ موت کو نظر آتا نہیں — کیوں کر خوش کو اپنے یار کہلا

[illegible] باد مژان نے یار کی برباد کر دیا — صبح ہمارے دل کا دیا تک بجھا دین
پیمانہ بھائے کوئی پلاوے سبیل آج — ہے میکدہ یہ پیر مغان کربلا نہین

دامن ترا مرے ہاتھ مین مخدوم پاک کا
ضامن کو خوب دونون جہان مین [illegible]

چشم گریان سینہ بریان سیکڑون — ہین ترے کوچے مین جانان سیکڑون
دیکھا کر کے پریشان لٹ یار — کر دیے ہین دل پریشان سیکڑون
ای جنون تجھ سے تیرے وحشی نے — پھاڑ ڈالے ہین گریبان سیکڑون
بستۂ زنجیر گیسوے دوتا — ہین صنم گبر و مسلمان سیکڑون
خستۂ یار مین ہین ناتوان — کا ہے افتان گاہ خیزان سیکڑون
عشق تو نے کر دیے ظاہر عیان — میرے دل کے راز پنہان سیکڑون
ای ستمگر تیری بیرحمی سے ہائے — جا بجا پھرتے ہین نالان سیکڑون
کس طرح جاؤن عزیزو اسکے گھر — ہین کھڑے ہر در پہ دربان سیکڑون
[illegible] خندان کوئی گریان درد سے — ہین بہت حیران پریشان سیکڑون
مجھ سے پوچھا کیا ہوا ای سنگدل — ہو گئے تجھ پر قربان سیکڑون
[illegible] لیلی نہین ملتا ہے قیس — چھان ڈالے ہین بیابان سیکڑون
میرے رشید کو نہین پروا ہے خلد — گو وہان ہون حور و غلمان سیکڑون

مرے حال زار کو دیکھ کر کوئی [illegible]
یہ لیس حسن [illegible] جنون [illegible]

ستے کوں اہل صفا گل الستیں [illegible] جلوہ
چمن حسن ان [illegible] جلوہ کہ شگفتہ [illegible]

کہ ہمیں نقش کی ہمی صورت گری [illegible]
کہ جو تابع ہو ترے [illegible]

نہ تو [illegible] گل کا کان [illegible]
ہوس کیوں [illegible] کو [illegible]

کبھی مرقسان [illegible] آب زلال [illegible]
گیا [illegible] لیا ساب ہر کوئی [illegible]

ترا کوچہ تنگ [illegible] ہوا ہے [illegible]
ہوا رشک [illegible] لا [illegible]

مرے اشک تر [illegible] گریہ سے کر [illegible]
یہ [illegible] گل [illegible] عقیق سا [illegible]

سیاں ترے کو [illegible] ہیں سر عدم [illegible]
تو خود ہی [illegible] کوئی [illegible]

میں ہیں جلوہ نما آپ ہر [illegible]
نقش [illegible] سے سنوار [illegible]

رقیب یار کا یار [illegible] نہیں یار [illegible]
عشق نے شور مچایا ہر دو [illegible]

یار کو ڈھونڈھا تو سیر آپ میں پایا
نحن اقرب کا دہ کرتا ہے [illegible]

کورہ گر [illegible] خاک کا تو جام [illegible]
شوق نے گوندھ لیا عشق کا [illegible]

نام سے غیر کے غیرت ہے تو [illegible]
ہجر کا تیرے نہیں [illegible] سہار [illegible]

راز [illegible] کیا انسان میں ظاہر [illegible]
چارہ گر آپ ہی ڈھونڈے [illegible]

ہر قطرہ ہوں [illegible] میں ہوں [illegible]
بحر عرفاں کا ہے گم گشتہ کنار

دیوان فغان ٣٣

اکھین نہین کرہے یہ کوئی شب
قاتل عالم ہر آپ کی تلوار رات دن

مال شباب کا میرا سارا اُلٹ گیا
امید وصل میں تو ہی عیار رات دن

مجنون کو فغان نے تو اب ایسا بنا دیا
میلا ہی بھر گئی میں ہی تکرار رات دن

مدح خلائق اس کی شب تار و دولت تر
گویا ہم میں بار دیدہ و دیدار رات دن

سمجھا جو دلربا نے مجھے آپ مبتلا
تسکین دل سے کرتا ہے انکار رات دن

مرد و جہان سے یہ شادات کو گرے کر
زلفون کا ہو گیا ہون گرفتار رات دن

دلدار استعاے یار مین جا کر کوئی کہے
اور وہ فغان میں ہی تیرا بیمار رات دن

کو عام خاص طالب حور و قصور ہیں
فغان حضور کا ہی طلبگار رات دن

دلا مین محبوب پیا پیتا ہون کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
ترا جلوہ ہی کو نا کون کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں

کہون کو اور مین لگی آتش ہے
مین اس بن گیا ہون کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں

ابھی عمر پیاری فراق یار مین گذری
کہ افسوس ملتا ہون کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں

لیے اسکا نہین ملتا تمام عالم مین ڈھونڈا
بجز گرد تری دل کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں

بالطبع عشق اٹھا یا نہین بیمار
چھپا پردے میں ایسا کیون کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں

مین نا قابل اگر اسکو ٹھکانے میں پکڑ اسکو
کبھی اسکو سمجھانے دو ہون کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں

اسا کہ کیے فغان کو کیا کلا ز رشک گل
مین خود سے ہی وہ پڑھوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں

بسے ہم عشق میں سر جیدا کرنا ہاتھ پاؤں
اب ہو موج سلاسل کے کنارے ہاتھ پاؤں

نہیں محسوس کچھ تیرے خوش ہاتھ پاؤں
جھٹ ہیں بکتے سلاسل سے ہمارے ہاتھ پاؤں

کیچ کب سکتا ہوں تیرے دست پا کی شکل
مانی قدرت تیرے یہ سولے ہاتھ پاؤں

وسع کر کے مجھکو قتل نے کہا ہوش کر یوں
اتنو ٹھنڈے ہو گئے بس کہ سارے ہاتھ پاؤں

بیسے دست پا کی مدت دیکھ مجنون رو دیا
قیدی کب تجھ بند سے الیسے ہاتھ پاؤں

تیر دستی کر چکا دل کہاں تھک گیا
یہ تڑپتا ہی پڑا اسکے ہاسے ہاتھ پاؤں

بہ خورشید سے رفتار جون کبک بیا
تیرے دست پا یہ ہر اک کیون ہوئے ہاتھ پاؤں

ہر دلیل جون عاشق بندق رنگ حنا
دیکھتے ہیں سرخ ہم جو تمہارے ہاتھ پاؤں

جابجا لالہ کھلا جو بان ہے رترش میں
کون ہے عاشق تیرے یان پسارا ہاتھ پاؤں

موج سے دریا کی ساحل تن ہم ریز ور
میں اگر دریا ہوں تو کیا ہیں کنارے ہاتھ پاؤں

عمر ساری کٹ گئی صامن کی راہ عشق میں
جب سے کھلی ہیں گھر سے گرسو اور ہے تو پاؤں

وہ آپ آکے ملا آج عید ہے صامن
نصیب نیک ہے طالع سعید ہے صامن

یہ ایک باغ ہے ہر رنگ کے کھلے ہیں گل
بچشم غور جو دیکھا تو دید ہے صامن

ہزاروں قتل کئے مجھ سے بے گنہ قاتل
تمہاری تیغ نگہ کا شہید ہے صامن

جو راز غیب کا چاہے کہ مجھ پہ کھل جاوے
تو عشق گنج نہاں کی کلید ہے صامن

کیوں نہو پیارے دل میں یہ دو ر الس — نظر یار سے دیکھی ہیں پیاری آنکھیں

شوق دل میں ہا نرگس شہلا کا ذرا — جب سے دیکھی ہیں تمھاری پیاری آنکھیں

انکی نذر کرتے ہی سر از خدا بمعہ کیلا — انکی آنکھوں پہ ہیں قربان پیاری آنکھیں

بیخود و مست ہوا عاشق شیدا ضامن
جب سے دیکھی ہیں تمھاری وہ خماری آنکھیں

ردیف واو

فرقت یار کا یارو نہیں یارا ہمکو — ہجر کافر نے تو اب جان سے مارا ہمکو

غم فرقت نے ستمگار کے مارا ہمکو — سخت مشکل ہے بغیر اُسکے گزارا ہمکو

اپنے بیگانوں کی نظروں سے گرایا ہمکو — ایسی حالت میں گیا چھوڑ کے پیارا ہمکو

جس تجلی سے جلا طور ہوے محو کلیم
ضامن ارنی کہکے دکھلا دہ خدارا ہمکو

عشق نے خاک میں کیا خوب ملایا ہمکو — پھر نشان اپنا خود ڈھونڈا تو نہ پایا ہمکو

خواب نابود میں آرام سے سوتے تھے — سوزش عشق مگر تونے جگایا ہمکو

اسکی خوابیدہ آنکھوں نے عزیز ہمکو — آنکھ لگتے ہی تہ خاک سلایا ہمکو

دفن کرنا مجھے یارو تہ دیوار صنم — سایۂ عرش سے بہتر ہے وہ سایا ہمکو

استخوان پھینکے ہوگئے کیا دل سے — اب سگ کوچۂ جانان نے گرایا ہمکو

۳۵

قطرہ ہی بحر دانش رہ وہی بہرآب ہی — قطرہ بقطرہ یم بیم نہر بنہر جو بجو
کعبہ و دیر سیکدہ مظہر یار جا بجا — طرف بطرف سو بسو بہر ببہر
نکہت نور احمدی جسکی بہشت تلک — سیحہ بغنچہ گل بگل رنگ برنگ

بیا رے صنم نقاب اُٹھا صاحب جمالی کی منہ دکھا
تازہ بتازہ نو بنو غمزہ بغمزہ دو بدو

مائل اُسکے حُسن پر اپنی طبیعت ہو بہو — ہر کسی کو کام کیا ہم سے مصیبت
عاشق جانباز کو کیا چاہیے ناموس و ننگ — مثل مجنون ہو جہان میں گو ہمیں
سخت بے رحمی ہی تمکو او ستمگر بے نظیر — عاشق شیدا کو تیرے گر دیئے ذلت
جام دو ست پیتے ہی کب ہیں ہم محتسب — واعظون کی آمین کیسی ہی نصیحت
رُو ہوئے ملائک تمامل بے حقیقت ہی مگر — سامنے آگے کسی کی کچھ حقیقت
آپ گم ہاکے صنم میں اور لیلیٰ کہے — مذہب عشاق میں ہاں تیر محبت

میری وحشت نے کیا بادیہ و دشت کو — مجنون کی سمجھے نہ ستان طاقت ہو تو

مجکو دیکھو تو میں کیا ہوں تنہا یا ہو — مطلع نور خدا ہوں تنہا یا ہو
درد من ہندو تم درد دوا ہے دوری — درد کی اپنے دوا ہوں تنہا
فکر کا کل کی عدم میں تیرہ تھی اب لیکر — بستۂ زلف دو تا
مجکو عاشق کہو معشوق کہو عشق کہو — جا بجا جلوہ نما ہوں تنہا

ایسے شگفتہ ہے گل وبیری کرنا شعلہ رو / گیا وہ جو محفل سے تنہا مثال شمع جلا کئے

کیا سرا پی الہام ہیں وہ ولی کہ دو / ہم آہی بیٹھے رہ غم کے مارے تیرے فرقہ میں

غریب بیکس فقیر ضامن نگاہ ہو تو ادھر بھی اے رہنما

کہ رشک حسرت میں ہم کو بیٹھا ہاں آن جھمک آکر

ردیف یا

کس طرح ہمدم نہ دیتے جسکا پتا نہو / مسکن ہر ایک جائے کا جب تا آشنا نہو

ہر جیب تک خیال غیر سے سینہ صفا نہو / آتش بت کدہ سے میں رجمال خدا نہو

شمع کی طرح جلکے تر ا آزردہ نہو / خاموش بیل بجھے کہ دھواں یک ذرا نہو

جیسے فقط ادب نام خدا نہو / بیجرم قتل یار کسی کا روا نہو

سرسبز ہو کہاں شجر و شاخ برگ گل / دانہ کی طرح خاک میں جبتک ملا نہو

بلبل کے کھا گئی ہوا اور غنچہ کھلا / جیسا کہ میں ملا کوئی ایسا ملا نہو

کر جلے بار سے نکلجائے دم بھی گر / پر دل سے تیرے عاشق شیدا گرا نہو

کیا جانے کوئی گریہ سوزان شمع کو / راز نہفتہ بدون اگر بر ملا نہو

حال تباہ میرا بیان کس سے کیجیو / اسطرح نامہ بر کہ تو فن میں گلا نہو

ساماں عیش کیجیو مہمان سرائے میں / دنیا میں یار کوئی ہمیشہ رہا نہو

اسکے سوا نہیں ہے کوئی ساز گار خلق

ضامن ہر ایک کار کا غیر از خدا نہو

خبر لو میری کہ اب تو بتاہ دم کو میرے ہے تنگی / کہ مجھ پر تو نازل بلا ہے پے بار

وہ نور جمال مقدس کہ مشتاق جس کا تھا
تم بن فضاں کہاں تک سے مبارک دل میں ملا

کیا بیان کیجے بیقراری آہ / دم گیا اپنا آہ کے ہمراہ
عشق میں سر ہمارے ہوا ہے گدا / نہ ملا مجھ فقیر سے وہ شاہ
نیم بسمل تڑپ رہا ہوں میں / دل میں میرے لگا ہے تیر نگاہ
عشق سے لامکان میں آ پہنچا / ام ہانی کے گھر سے ہے صد آہ
عشق ہے پیر زاہد اپنا / عشق کو جانے کیا کوئی گمراہ
عشق یار کوئی بری ہے بلا / خانمان جان و دل کرے ہے تباہ

عشق میں تیرے مر گیا فضاں
تجکو ڈھونڈھوں کہاں مرے الہ

مظہر اسرار ہے دل آئینہ / آئینہ اسکندری سے
جب ہوا روئے مقابل تیرے آئینہ / ہو گیا حیرت زدہ ساد
زنگ عصیاں سے جو ہو دل کا آئینہ / سنگدل تیرے ...
مہ کا آئینہ بھی ہے سعد کا ستارہ / اسلیے پھرتا ہے گردوں لیکر آئینہ
آئینہ بندی کیونکر میں کروں ... / ہے تری تصویر ...

۳۹

قسمت نے دلدار ہم کو کیا اور زیادہ
اندازِ نے ناز نے طور زیادہ

الفت نہ محبت نہ تلطف نہ مروت
دن رات ستمگار کے ہین دور زیادہ

ممکن ہو صفت سیم دہن ہونے کی کی
ہوتا ہے مگر حرف بیان غور زیادہ

دہ چند ہوا حسن رخ یار کا خط سے
جون صفر سے اعداد ہون فی الفور زیادہ

گھبرا کے جو صحرا کو نکل جاتے ہو خاقان
ہو جاتی ہے وحشت بھی اسی طور زیادہ

ردیف یاے

دکھا سکے مانند سنبل سے جب سینہ اپنا
تو مانی مر گیا حسرت سے یہ بسیار

پڑھے جو فاتحہ تو قبر پر سیہ فام
تو گور سے تر آگ نہ شمع پیا ہے

ہو مرگ بعد مرے خاک مین جو عاشق
بنائے قیس جو آ جائے دو کھا کے

ہماری پیاس بجھا آب تیغ سے
لسان تیغ ستم سے جو ہو گا اپنے

زلف عشق سے کہ دو پڑھے نماز قضا
لگا کے گر لے تیمم مرے غبار سے

ادا کیجیو غسل کے ناخن خوب نہلا دو
غریق بحر محبت مین ہو ادا کے

دفن گیا ہون گلی مین صنم کی ہو کے فنا
غرض یہ ہو کے قدم تک کھنک سا کے

عزیز و کیا کرے صاحب بہار دنیا کو
نہون کیلے مین ہو آس بار غمگسار کے

دے کے خط ملمع ... کتنا الجھا ہے | شکوۂ جور و جفا کر دو زبانی لگے
دفتر عشق کا یہ طول ہیں کیونکر کہوں | ایک عالم سے قصہ کی کہانی لگے

یاد میں کسی کیا سنت ضامن کے
دل و جان تجھے جو وہ یوسف ثانی لگے

فرقت نے تری جان مری یار نکالی | کیوں تیغ ستم تو نے ستمگر نکالی
تدبیر کوئی اور اگر یار نکالی | کیوں قتل کے خاطر میرے تلوار نکالا
گر آہ کوئی ہم نے قضا کار نکالی | جان سخت تیروں کی ہیں مار
خستگی کی نظر میں ہیں حکایات محبت | یہ وضع نئی تو نے مزہ دار نکالا
ابروے کماں تیر نگہ ناوک انداز | پیکاں ہدف دل سے مرے پار
اس مار ستم آلودہ کاکل نے تمہارے | مارے ہوئے دلوں کے لیا
رخسار روشن پہ سیہ زلف کو چھوڑا | اس صبح سعادت پہ شب تار نکالی
ہمکو جو کیا قتل کسی پردہ نشین نے | اب لاش مری یوں سر بازار نکالی
کس حوض میں ہے دختر رز تیری کٹی | زاہد نے گرو کرنے کو دستار نکالا
جلی آئیگا قیمہ ترا ای ... سے کا | گر آہ کوئی ہم نے شرربار نکالا
دم بھر نہیں دم لیتا ہے پہلو میں ... | بسمل کی صفت ... ہے یہ فنا بر
زاہد نے تجھے دیکھ کے تسبیح کو پھینکا | گردن سے برہمن نے ...

دیوان ضامن ۳۰

عاشق جانباز اکثر مر گئے
وصل کی اسکے تمنا کر گئے

پند وہ آکر ملا آرام جان
گھر سے کتنون کے آمین ہر گئے

دولت ر جمع کر جو مر گئے
سر بسر قارون کے وہ بھر گئے

باز دے ملکوت وہان پر جلگئے
لامکان تک پر شب پر گئے

مرد تھے جو مر گئے زندہ ہو گئے
اس جہان مین نام اپنا کر گئے

جی گئے جو مر گئے وہ چھپ گئے
ہم سے عمواون سے وہ بھر گئے

اسکے جور و ظلم نے مارا آمین
جی گئے جیتے ہی جی جو مر گئے

ابر چشم زار برسے اس قدر
نالہ و نالا ب ضامن بھر گئے

نبی جی کا وہ شاہی استان ہر
زمین اوپر ہر نیچے آسمان ہر

اڈیالی خاک ہمنے اب تہان ہر
زمین اوپر ہر نیچے آسمان ہر

مکان اپنا ہوا جب لامکان ہر
زمین اوپر ہر نیچے آسمان ہر

شب معراج مین بولے ملایک
زمین اوپر ہر نیچے آسمان ہر

شب یلدا مین نیچے ہو گیا چاند
زمین اوپر ہر نیچے آسمان ہر

تماشا تک گئے رضوان شداد
زمین اوپر ہر نیچے آسمان ہر

وہان خاکی نہ کوئی پہونچا ہے عشق
زمین اوپر ہر نیچے آسمان ہر

اے یار وصال میں سب کی ہے بہار
یہ دل کی بہت تنگی ہوئے گلزار

اس حال کو دیکھا ہے ذرا کرکے توجہ
آئی تھی قضا لینے کو پر تنے شاد

بیٹھا ہوا جائے کوئی پھر کے پیچ
پھر تو ہر ہر اک کو پھر تو قتل

آرام سے سوتے تھے پلنگ پہ ہم
اے عشق محبت لاکے بیان

اے دوستو احباب محبت کر اعدا
یہ بی ملاقات میں کرکے

اس حق ولائے میں سبھی کے مہر
شادی تو مرا غم ہوا اور غم

لئے کی قسم کھاؤ ہم تاکہ دیکھیں
اے رہ صید ملک کیا تو

مقصد کو ملنا ستر جانا کو وہ تب
ان مسن آپ کا بالکل

اے عشق نے ملاقات ہو پیدا ہر طرف ما مسن
لوٹا کے ہیں لیکر کے مری بنا کی شادی

دیکھا دیکھو بال بنائے ...
یہ کا ساعت ... کیا ہے

کہا یہ جس قول ...
تمہارے ... کر کے

لگا ہو جمال ... کہ ...
کر تیرے ... کہ تمہاری

تمہارے مندر ... نام ...
حیا ... بعد ...

آنکھ ... سبکو ...
... اب ...

تمہارا صادق ... نام ...
... دیکھ ... تم ...

مولوی جی تم ہوے بلا سے پاک صاف آپ — ان کی ملاقاتی کے مسلوں کا بتانا چھوڑ دے

بیگانہ ایک دن ایکا رنگ حنا — بیگناہوں کا ستمگر خون بہانا چھوڑ دے

زہد و تقوے سبحہ و مسواک تسبیح بیان یہ ہے

ضامن نیا طرز اب تماشا چھوڑ دے

گئے ہیں دنیا میں یار داغ حسرت لیچلے — داغ دلبر لیچلے کیا یار نعمت لیچلے

نہیں دم سوز جگر یہ بیتاب دل لیچلے — ہم بغل میں اپنے اک شور قیامت لیچلے

کس کیف جاتے ہیں کوے یار میں ہم کو — سر کو اپنے دوش پر ہم یہ جو ہل قسمت لیچلے

عشق عاشق ہو گیا ہے حضرت بلبل پر — چیں کے ملکوت سے بار امانت لیچلے

کوے جاناں میں جب آئے ہو گئے بیمار عشق — جائیے ہم دار الشفا میں سے صحت لیچلے

رشک گلزار ارم تھا آپکے جلوہ سے گھر — کلبۂ احزان سے ہم تو برکت لیچلے

ہم رقیبوں کو جو قاتل ساتھ اپنے لیچلے — تمکو وحشت لیچلی ہم ساتھ وحشت لیچلے

اس صنم کو ساتھ اپنے اہل ہمت لیچلے — وائے قسمت ہم تو اپنے دل میں حسرت لیچلے

ہم محبت کر کے جان پر آفت لیچلے — درد ہی اپنے دل کو ہر دم کی مصیبت لیچلے

دم مارا جسنے قاتل تیغ دو دم کے تلے — جان کو تسلیم کی ایمان سلامت لیچلے

کوچۂ جاناں میں ضامن جو گیا مارا گیا

شکر ہے تم جان کو حضرت سلامت لیچلے

۳۴

آگ لگی ہے جل گیا ہے خاک ہے بالکل ہوا ہے | جیسا جلا ہوں ویسا جلاتا کوئی نہیں ہے
عشق جدا ہے یار الامانت آمیں کوئی جیا [illegible] | ایسے گراں کو سر پہ اٹھاتا کوئی نہیں

ضامن علی تو خوب سمجھ لے کہ ہر چیز کچھ بھی نہیں ہے
ایسے ہمارا ہو [illegible] پھر کے آتا کوئی نہیں ہے

عجب ہیں قدرت کے کارخانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے | دکھائے ہر دم نئے تماشے خدا کی باتیں خدا ہی جانے
میں حکیا ہوں بہت تماشہ کہ اگلی باتیں جدا ہیں [illegible] | یہ خدا کا ہے کہ [illegible] اگلی باتیں
کھلا یہ پردہ کا بھید یارو جدا ہی جا کے [illegible] | ہے سے ہیں جا بجا [illegible] خدا کی
کسی کے سر پر ہے تاج شاہی کسی کی قسمت [illegible] | کوئی ہے محروم [illegible] خدا کی باتیں
ستارہ گردش کے چشم گر دو ہمکو جانے تھے عشق [illegible] | آنکھیں ہمسے لگے چرانے خدا کی
[illegible] کسی نے [illegible] دل کے ڈالے | کوئی قدرت کا بھید جانے اگر [illegible]
وہ قید مذہب کے ہیں مقید [illegible] | کہیں ہیں [illegible] اگر [illegible]
جو آگے پڑھتے تھے جیسے [illegible] | وہ ہمکو آتے ہیں یاد [illegible] خدا کی باتیں
ہزار دانا ہزار عاقل ہزار عالم ہزار فاضل | جو کچھ کہ جانا کیا ہے خدا کی باتیں
کسی کو آب بقا پلایا کسی کو [illegible] | کسی کو آگے [illegible] خدا کی
نہ فکر کر تو [illegible] غم کا خدا ہی [illegible] | ہمارا کیا ہے کون [illegible] خدا کی باتیں
کہا جو موسیٰ نے رب ارنی کہا خدا نے کہ لن ترانی | دی ہیں جلوہ دکھا کے [illegible] خدا کی باتیں

ہجر میں تیرے پروانہ بیمار ہو چکا	فکر فرقت غم بھی اب دیتا نہیں جانے مجھے

یا رب رضا من درد اب ہو چکا دل جان
واعظ اور ناصح عبث آتے ہیں سمجھانے مجھے

مصطفےٰ یا مرتضیٰ نام علی ضامن علی	مشکل کشا صل علے ضامن علی ضامن علی
احمد محمد مصطفےٰ مالک جنت ہے یا	حسنین جان مرتضیٰ ضامن علی ضامن علی
شاہ نجف شیر خدا	سلطان شاہ ولایتی ضامن علی ضامن علی
حکم کاف نون تو شمع میں پروانہ ہوں	الفت میں تیری دل جلا ضامن علی ضامن علی
تیرا سا	ابنائے دشمن نے کہا ضامن علی ضامن علی
تو کہاں اور میں کہاں سب ہو گئے حیران	پردہ خودی کا اٹھ گیا ضامن علی ضامن علی
اے نور ذات پنجتن دشمن ہی سمجھے	تجھسے ہے عالم پر ضیا ضامن علی ضامن علی
علی نام خدا ہر شان میں جلوہ گیا	اے رگ و بندہ گم خدا ضامن علی ضامن علی

ظاہر ہوا ازل پر شکل و شان جزو کل
میں کیا کہوں اس سے سوا ضامن علی ضامن علی

پیاری تمہیں عشرت مبارک ہو	تمہارے گھر کا سہرا بہار نعمت مبارک ہو
دستار اور مقنع گل بہار	قبا رحمت مبارک ہو
آج دولہا تو بزم انجم میں جلوہ گر ہے	فلک رشک ہے مبارک

اگرچہ نور ہو یا ہو پری منسا تو — دو اپنے عشق شیدا سے اگر ملے

جلا ملا کے مجھے خاک سا جینے کیا — الٰہی آتش الفت میں وہ بھی جل جائے

پھروں ہوں کوہ بیاباں میں [illegible] — گل کی کر کے وہ جنگل میں [illegible]

میں حال دل میں کہتا پھرا [illegible] — الٰہی اپنے جگر زبوں سے [illegible]

دعا یہ [illegible] سکین ہو الٰہی قبول — کہ اپنے [illegible] تو بھی [illegible]

وہ گل جو حسن پہ اپنے غرور کرتا ہے — خزاں بھی آ کے [illegible]

یہ عشق تم کرو اہل مجاز [illegible] کا
کہاں تلک تمہیں منظر یہ سمجھائے

کون و مکان میں [illegible] دنیا کے [illegible] — اس نور احمدی کو [illegible]

ہر کوچہ و گلی [illegible] مدینہ کی [illegible] — موسیٰ کے واسطے [illegible]

ہم دیکھتے ہیں نور محمد کو [illegible] — نور [illegible] کے مثل [illegible]

دنیا سے [illegible] کی [illegible] — لیتا خبر جہاز کی [illegible]

تاباں ہے آفتاب جمال محمدی — دیکھے نہ چشم کور تو اپنا [illegible]

[illegible] دیکھیے [illegible] — شیشہ ہمارے دل کا [illegible]

عقل [illegible] کمالات [illegible] — تو [illegible] ذات پاک [illegible]

منکر جو ہو شفاعت احمد شفیع کا — ذات خدا سے ہو گیا [illegible]

عکس جمال یار ہویدا ہی ہر ملا
ہر آئینہ ظہور مین جلوہ دکھا رکھے

ہو نام ہر جسکو رازِ انا الحق کا دوستی
دارِ فنا مین وارد ہ پہلے بر رکھے

منزل مین عشق کے ہی پہونچیگا تیر
نفس لعین پہ جو کہ ستم کا عمل رکھے

ابرو کے اک اشارہ نے مارا ہزار کو
کہہ دو صنم سے طاق مین تیغ آبدار رکھے

مجکو بھی ایک جرعہ سے ساقیا پلا
آباد میکدے کو تمہارے سدا رکھے

ہر دم ہی اپنا چاک گریبان نیا جنون
ضامن ہمیشہ اسکو کہان تک سیا رکھے

قاتل ہزار حلق پہ تیغ جفا رکھے
عاشق کو چاہیے کہ سر اپنا ہو کار رکھے

لیوے نکر ہی تیرے عاشق نہ گردن کنار رکھے
تیغ جفا سے یار تو آب شفا رکھے

آس دن سے مصحف نے کیا نسخ دین رشید
واعظ سے کہہ دو اپنی کتابین اٹھا رکھے

نازو ادا کے حصہ مین لطف خدا ہی
دانا کو چاہیے کہ وہ فکر رسا رکھے

جسکو خیال زلف سر مو بیا رہو
سو سو طرح کی سر پہ وہ اپنے بلا رکھے

غنچون نے آب سے بہار ہی گل آج خیرا
بلبل سے کہہ دو کان مین گل کی صدا رکھے

بلبل کے دل کے غنچہ کا عقدہ نکھو کھلا
باد صبا چمن مین کیا گل کھلا رکھے

شیرین لبون کا بوسہ لیا جسنے ایکبار
محشر تلک لبون پہ وہ اپنے زبان رکھے

مشکل ہے راہِ عشق مین ثابت قدم رہے
ضامن علی رکھے مجھے مشکل کشا رکھے

ہوئے جب سے عاشق ہم اے پرو — طلب ہم کو اپنی ہے اور جستجو

کہ حق بین ہے کوئی جسم و جان بین — صدائے انا الحق کی ہے

کبھی بنکے منصور ہم کو سدا — کہیں چاک داماں کرتا رفو

کہیں متقی ہوکے مسجد میں بیٹھا — کہیں خون عاشق

کہیں بدمست کہیں — کہیں آس سے خالی

ہزاروں ہوئے ستی ایک کر کر — پیارے کی مے کا

شہید ازل اسکے خنجر کے ہوں — سما جسکے کوچہ میں لیا لہو

نہ دل اسکی رحمت ہے ہمیشہ — جو کہتا مدد خود آپ لا تقنطوا

لگے آگ جل جائے پیمانہ اور سر — جو ساقی نہیں اور مے

سوا تیرے غواص نہ دیکھے کسی کو
یہی ہے تمنا یہی آرزو ہر

ظاہر و باطن تو نظر آیا جو کچھ ہے سو ہے تو — اے دل آخر تو ہی خدا یا

قاضی جسکے فتوا اٹھایا ملا ہوکے بیٹھا — دیر میں جا ناقوس بجایا ہو

وحدت کثرت آئینہ تیری ذات سے — کیا کیا جلوہ تو نے دکھایا

سولی کھیلی برف اور آپ ہی — اپنے اندر آپ سمایا جو کچھ

عالم ناقص ہو تو زندہ سبو کش — فوق تحت سب بنایا

کبھی نظر کبھی صنا من کہیں شکل کتا دید
چھپا پردون میں ہر کیا کیا کہیں تیغ کہیں تیر ہو

...ی نہ میں رہوں نہ میری آرزو رہے	یہ آرزو ہماری ذات مقدس کی تو رہے
...مار ہے نیستان یقین کا سربسر	ذات سخت محیط مگر ہو بہو رہے
...شق کو چاہیے کہ نماز فنا پڑھے	خون جگر کے آب سے کرتا وضو رہے
...ہو تیری ناف میں اتنی خوشبو	جس سے دماغ تیرا اسد مشکبو رہے
...سا جائے کوئی تیری میں سلونا	جاری ہے یہ دور ترا جیسا سبو رہے
...جنون جائیگا ہرگز یہ بلا	باقی نہ کوئی تن میں ہمارے لہو رہے
...ش کو تیری دولت وصل ہو یار	حاصل ہو تو حشر تلک جستجو رہے
...سل تجھے قسم ہے ذبح کر تو دیں مجھے	تسمہ لگا نہ باقی ذرا ایک مو رہے
...ل میں عاشقوں کے نہیں الفت کو راہ	جانان کو جان سے تو تری آبرو رہے
...عزیز مجکو دیا ہے جواب صاف	مونس ہمارا ایک یہی یا ہو رہے

ای یہ سینے والی تو ذرا دل میں تو دیکھ
صناعی ہوں ساحر جو اگر وہ کھیتو رہے

...عاشق میں نہ شور و شر ہے	زمین پر پاؤں ہیں گئے دل پہ تیر
بیست بقراری سے مرتا ہا	ارے ظالم تجھے کچھ بھی خبر ہے

[illegible]

صورت [illegible] | [illegible] اور [illegible]
[illegible] کہ [illegible] | [illegible] سب [illegible]
دشمن [illegible] | [illegible] کی [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] ایک [illegible] | [illegible] کے [illegible]
[illegible] | [illegible]

اور [illegible] کے [illegible] رنگ [illegible]
[illegible]

دل [illegible] | [illegible] کے [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] دل [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

[illegible]

[illegible]

ظلم گریہ کے تو وہاں ہیں بہا کیا تیغ	ہم حباب آسا ہیں چشم تر کے سامنے
دل تو میں سے ہی چکا ہوں کیوں ہی تیر	تیر تن کے سامنے ہے تیغ سر کے سامنے
یار سے حاود سے غمزہ کرے ہے تیر	کس طرح کوئی بچے اس قد کے سامنے
میں کیا مرا دل تجھ وہ لگا گئے کہ جیوں	ہم تو جب جانیں کہ کھائے ہم کہ سر کے سامنے

ساقیا تشنہ لبی فغاں کی حد سے گزر گئی
ساغر مے لائیے جلدی سے ان کے سامنے

ہم ہیں کافر عشق کے گو ہیں آشنا عشق کر	راحت جان عشق ہر جان ہے بیمار عشق کر
عشق لایا تھا عدم سے کیوں گئے	پھر لیے جاتا ہے ہم کو وان دوبارہ عشق کر
لی مع اللہ آپ لا او انا الحق بڑا	اور صدا لے لن ترانی کہ یہ ہیکا عشق کر
عشق کے دریا میں گر کر کون نکلا ہے	جس کو کہتے ہیں وہ دریا ہے کنارہ عشق کر
عشق ہے معشوق ملا عشق کا سب ظہور	عرش سے لے فرش تک بالکل پسارا عشق کر
لب فرشتوں کی ہے طاقت لا مکان پر جا	منزلت لسان کو وا تنگ لے سد جا عشق کر
یار الفت میں وہ پایا تنگ کہ اٹھ سکتا نہیں	اے صنم سینہ یہ میرے سنگ خارا عشق کر
کہ پیا کی طرح میں تو صبر کر کے رہ گیا	سر پہ میرے دمبدم چلتا یہ آرا عشق کر
حل نہیں سکتا ہے عقدہ نا خن تدبیر سے	اس طرح کا نرم سنگیں ہاے یارہ عشق کر
قصہ کو میں حاصل عشق تجھے ہے	سعد اکبر کیمیا کا ستارہ عشق کر

[illegible]

تا صبح دل کو تو ہوا ہے غم فرقت تیرے
ایک مہتاب تو کہیں آتش کی طرح

بیدلوں کے ساتھ ہم کو...
حالت صبح میں بس ہم کو سنبھال...

سر دل یار تلک جائے نہ پہنچا ضامن
آخر عمر کو اس راہ میں چلتے گئے

پہلو سے لیگیا وہ مرے دل نکال کے
دل کو جگر و دونوں کو تاکس نکال کے

کاکل کے دام میں ہوا مرغ دل اسیر
صیاد تو نے صبح یہ سینہ سے نکال کے

ناحق کیا جو قتل مجھے مین کہا
باب الفعال کا وہیں فاعل نکال کے

آنکھیں تری ہیں [illegible]
لیتا ہیں جان کو یہ مسیحا نکال کے

جاتے گئے ہم جان وصل سے پہلے ہی [illegible]
صحت ہویں کرتا ہے مشکل [illegible]

یہ ذبح کیا مجھکو تو جب آپ [illegible]
بس کی جان تن سے [illegible]

تیغ جفا سے اُسکی خطا وار [illegible]
چمن چمن کے آیا ہو وہ گلشن [illegible]

قاتل یہ یاد کر [illegible] پیکان [illegible] تہمت
دیگا ہمیں جگر سے پیکان نکال کے

عنقا ہے دیا ہے [illegible] شہرہ
ضامن خیال سر سے یہ باطل نکال کے

عارض سے کب ہے زلف معنبر لگی ہوئی
ناکن ہی ہے گل سے [illegible]

ہر عشق میں طبل معطر لگی ہوئی
سر بر خزاں ہے گل کے برگ لگی ہوئی

میاں لیلی ہے ... اگر ... ملنے ... تو
... جان ہی ... گیا مر ...

وہ مجنوں ... تیری قسم ...
... گیا مر ...

... کر شکر ...
کل نہ ... گیا مر ...

... ساتھ ...
کیا ... گیا مر ...

لگی آتش عشق جلا ہی دیا مجھے خاک فنا میں ملا ہی دیا
نصیب میں میرے تھا فضان ... گیا مر ...

یہ جب سے ڈھونڈتا مجنوں کو مر گئی لیلی
کہ اب تلک نہیں آئی ہے میرے گھر لیلی

وہی ہے ... مجنوں کے بیشتر لیلی
کہ جیتے رہ سے آئی نہیں نظر لیلی

سحر سے شام تلک قیس نے یہ کی فریاد
کہاں گئی مری لیلی گئی کدھر لیلی

تجھے بھی چاہیے مجنوں کی منزلت جانی
ہماری چاہ سے تیری ہوئی نظر لیلی

پسند عالم بالا سے تیرا رنگ ہوا
مدام رکھتا ہے آغوش میں قمر لیلی

غضب ہے خاک میں ملجائے یہ آئینہ
اور اسکے خال سے اپنی ہو بے خبر لیلی

مثال نے کے ہے مجنوں کے استخوان میں دم
جفا و جور و ستم اسقدر نہ کر لیلی

وسوز عشق میں جلجائے جان مجنوں کی
مثال شمع یہ جلتا ہے جگر لیلی

سیاہ رنگ میں ہے راز صنعت خالق
کہ لگ نجائے کسی کی تجھے نظر لیلی

... ہے جو یوسف ہوا ...
نہ دیکھے مجنوں سوا تیرے غور کر لیلی

دیوان ضامن ۵۸

سحر پر انجم نہیں معشوقوں کی یاد نے
ہیں یہ ڈالے جا بجا چرخ کہن پر آبلے

ہیں میرے تن پہ علاقل کا تا یہ مجھ سے سر
ہر نشان ہیں یار کے سینے و تن پر آبلے

جستجوے یار میں پڑتے ہیں عاشق کے
پاؤں میں مجنوں کے دست و کف پر آبلے

واہ وا امر گرمی سودا تری جوش
بیٹھے بیٹھے پڑ گئے میرے سر و گردن پر آبلے

کس بغل میں ہیں چھپائے شیشہ محتسب
ہیں دل دیوانہ آتش گلشن میں

رہ گئے کانوں میں جو بازو کے چھالے
پھول گل کے کھلے ہیں یہ آبلے

کس کے کھلنے کی سرشتہ جوئی ہے
آنکھ چھپائے سے چھپے ہیں یہ ہوس پر

مثل پروانے کے ضامن شمع کے عشق میں
سوز اپنے دل کے تو آگ لگن میں آبلے

تھی زبان خار صحرا کے دہن میں آبلے
آبلے پا لیکے لیکر کے بن میں

حلق میں خشک ہوا اور آب خنجر تر زبان
کوئی کتنا ہی نہیں جانے ہر ایک

راہ عشق میں تھکا سر پر لیا جب سنگ
تھے رفیق راہ و رنج و محن میں آبلے

پاؤں میں مجنوں کے چھالے تھے تجھے ناز کے آبلے
اب و ضامن تو نے پائے ہیں سخن میں آبلے

اے عشق میں مجنوں کی قدر کیا ہی بے قدری
وے نہ پوچھا حال کچھ تیرے

ہو خشک لیلیٰ بار من ہی بادہ گل نہ بایں
مگر ایک نرگس چشم نرم تیرے دیکھے کو

[illegible]

اچھا ہوا جو بت کے نہ آباد ہو گیا
تا تیر کوے یار مین دار الشفا کی ہے

تیر نگاہ یار سے کیونکر بچے کوئی
مژگان چشم دیکھیے برچھی قضا کی ہے

فرہاد کی طرح لب شیرین کو تمھی بوسہ دین
بیمرم مارا جاؤن یہ مرضی خدا کی ہے

سجدہ کرون نہ کیونکہ تہ تیغ بت بھلا
آواز کان مین سے مرے قالو بلیٰ کی ہے

بیخود ہو میان ہستی سے ماگذر
منزل یہی فنا کی ہے یہ ہی بقا کی ہے

ضامن علی ہو جسکا اسے خوف حشر کیا
امداد ساتھ میرے تو مشکلکشا کی ہے

دل کو ہمارے چاہ اسی بیوفا کی ہے
دن رات جسکی چاہ مین خواہش لقا کی ہے

کسطرح چوم لون مین کف پاے نازنین
پابوس کی طلب اسی رنگ حنا کی ہے

کیا آرزوے وصل بت بیوفا کی ہے
عادت جسے ہمیشہ سے جور و جفا کی ہے

ہر ہر قدم پہ اسکے ہے اعجاز عیسوی
رفتار اس پری کی یہ ناز و ادا کی ہے

باب قبول یا تو عزیزو ہوے ہین بند
بازو شکستہ یا کہین مرغ دعا کی ہے

خانہ خدا مین سانپ نے آکر کیا ہے گھر
دل مین ہمارے یاد جو زلف دوتا کی ہے

ہمکو ہوا ہے شوق اوڑا لیجیے ادھر
دل مین ابھری مرے آتش ریا کی ہے

گلشن مین سیر کو وہ گیا نو بہار حسن
لب پہ ندا یہ غنچون کے صل علیٰ کی ہے

ہمکو خیال حور و پری بھی کبھی نہ تھا
اب چاہ مین تمکو یہ بھی تو قدرت خدا کی ہے

۵۵

منتظر آمد جانان ہوں ہمیشہ یارو | اسکی آنے کی کسی سے تو شنائی ہوتی
کیا نگین تاکہ جہاں ہاے نگین تیغ زخم | گر رفو گر کہیں ملتا تو سلائی ہوتی
تاب ہوتی رخ تاباں کے نظارہ کی اگر | ہنسنے بھی آنکھ ستمگر سے لڑائی ہوتی

بت ہوا اس بت عیار کے لئے ضامن
کچھ تو بن آتی جو کچھ بات بنائی ہوتی

ہمیں سنا ہو قاتل تم آپ ہی تھامینگے | بن آئی جو کہ مریا نہ لگے تمھارا نام کرتا جینگے
صنم کے عشق میں ناقع بھی ہو صبر ہی ہے | بجز یہ نالے اگر کٹتے تو کٹتے ہی سینہ مانگے
صراحی جام و مینا کے کرو گا توڑ کر شیشے | دل اکثر احمد کے لیکے جبو ہر سنگ جائینگے
یہاں محفل میں ہزن میں جرچا ہیں یہ باتیں | ہمیں چلے دوا ہے تم اپنے نالے گر
نہیں جیسے کا کشتہ تری تیغ عاشق کا | جواب ملگی لیکر وہاں جو غیر جائینگے
بتائے ہاتھ رنگین مرلے ہوں جگمگاتے ہوں | بہانہ کر کے سندی کا وہ گر کر جائینگے

یہ کوئی عشق ہے ضامن یہ شکل آج جتا کر
ترے کوچے سے اے عیار کہاں کدھر جائینگے

میں کیا ہوں کون ہوں کس کو کہا میرا نام ہے | حیرت نے لیا مجھے ہر صبح و شام ہے
حیرت ہی یا عدم ہے یا محو ہوں اس میں | راہ تفکر میں کیا ہی وہ عالی مقام ہے
ذات و صفات گم گئے بھر کے کیا رہا | ہو ہو سے لامکاں ہے الف ہے سلام ہے

مرا دل لیکے ظالم نے وفا دی
جفا دو کی کہ توبہ ہر خدا کی

تری کاکل سے بیٹھے ہیں کہیں دل
مصیبت ہو گئی ہر کس بلا کی

ہزاروں قتل کیے ہیں تو نے پامال
تری وہ چال ہر ناز و ادا کی

ہم آسکے جیا ہیں وہ جیسے خدا ہو
دلا یہ بھی تو ہر قدرت خدا کی

پلایا زہر فرقت او مسیحا
مریض عشق کی اچھی دوا کی

جفا کی اُسنے جب ہمنے وفا کی
ارے ظالم یہی لایق تمہارا کی

مریض عشق کو دے زہر فرقت
یہی دارو ہی اُس دار الشفا کی

ہمارے عشق نے کین ہڈیان تن
ضیافت کر چکے ہیں تو ہما کی

یہی باران رحمت ہر خدا کی
ہمیں آنکھیں جو گریہ کی عطا کی

رنگے میرے لہو مین حیلہ گر ہاتھ
یہ سرخی ہر کہاں رنگ حنا کی

سنجا ناسور دل شمع کا یارو
وہ ساری رات محفل میں جلا کی

رخ آئینہ پر نور خوبان
تجلی ہر یہ دیدار خدا کی

سوا تیرے نہیں ہر کوئی ایسا
ہمارے درد و غم کا جو دوا کی

سرود عشق سے دل ہیں ہمارے
ہمیشہ غم کی سارنگی بجا کی

اذیت اور مصیبت میں ہمیشہ
دل ضامن نے بس اُنکو دعا کی

تمھاری کاکل شکیں کو گیسو کیا سمجھے
کہا کہ سنبل تر اسکو ہم بلا سمجھے

تمھاری ابرو حمدار جیدکی ہلال
ہم اسکو تیغ جفا خنجر قضا سمجھے

صنم کو کوئی سمجھتا ہے سنگدل کافر
ہم اسکو کعبۂ جاں جلوۂ خدا سمجھے

تمھاری جسم سیہ چشمۂ حیات ہے یہ
ہم اسکو جام قصا بین مین مدترا سمجھے

کہاں وہ یار محبت کہاں وہ لطف کرم
ہوے ہو نسے جدا اب کہو کہ کیا سمجھے

ہم اسلیے ترے ملنے کو سرکٹ بین چلے
صنم کے کوچہ کو ہم دشت کربلا سمجھے

مدعی کو دوست ہیں تو کو تم کہانا
سمجھ یہ آپ کی زبان آپ کیا سمجھے

میں اسکو دوست سمجھتا ہوں وہ مجھے دشمن
ہم اسکو سمجھیں جو کیا اور یا وہ کیا سمجھے

مدا کا عشق سر رہ و تاج سلطانہ
ہم اسکو ظل خدا سایۂ ہما سمجھے

احمد اسکے نہیں ہر کسی کے بیٹر
وہی ہے بانی حوص کے تیئیں لقا سمجھے

یار دل دا کا موں تے دان کا غلام
یہ ہی سمجھے تو ضامن اسے بلا سمجھے

اس سال لے دو ہم حباب کی لکڑی
بس ہو گئی وہ قیمت یاب کی لکڑی

لے دست حنائی یہ حنا کی لکڑی
پھولوں کی پیالا لا جو مہتاب کی لکڑی

روتا ہوں مین یا رو فریاد ہوں کرتا
جسطرح کدہ تی ہرہ و دولاب کی لکڑی

ہیں لعنت سیہ یار کی الفت مین تاکر
اک سانپ کی مانند ستیاب کی لکڑی

سالک سے یہ ناتوان ہر منزل گیا جو چہرہ کم
ہنس کے وقت میں حالت ہر تنائی دیکھلی
طالب مراد دنیا عاقبت کر کے خراب
فکر تسکین کیا کیا پر دنیا پائی دیکھلی

یا مدد و کھلا دے ہمکو جلوہ دیدار خاص
تیرے ضامن نے صدا و مدد آئی دیکھلی

جیب دریدہ ہو تو رفوگر سیا کرے
ٹکڑے ہو غم سے دل تو علاج مسیحا کیا کرے
میں گریہ کار ہوں غم فرقت میں جس طرح
اور مثل گل رقیب بغل میں ہنسا کرے
پروانہ کی صفت نہ ملا وصل میں کبھی
ہم شمع رو کی بزم میں شب بھر جلا کرے
آزاد کیجیے مجھے یا قتل کیجیے
دشنام آپ کی کہو کب تک سنا کرے
اب تقاضے نہ لب لعل یار کا
خون جگر یہ کیونکہ ہمیشہ پیا کرے
رنگ حنا ہو خون سرا پائے یار کا
لاشہ کو میرے پانوں سے اپنے ملا کرے
از رشک ماہ رات کو محفل میں جسکے
مانند شمع رات سحر تک جلا کرے
دست جنوں نے چاک گریبان کر دیا
کب تک یہ دامن وحشت سیا کرے

مرنے دو زہر کھا کے مجھے دوستو اسے
ضامن فراق یار میں کب تک جیا کرے

آج دیکھے تیرے پہلو میں ہیں اغیار کئی
مر گئے ہیں اسی حسرت میں دل افگار کئی
عشق میں تیرے صنم اوٹ کا وعدہ
ڈالے گردن میں یہاں بیٹھے ہیں زنار کئی

دل کو جیں ہر جگہ یہ سکو منتا [illegible]
دل بیتاب یہ پیا شتال برق [illegible]

ست کا ور کی الست میں تو ہم [illegible]
صنم کا دل نگر اتنک ہی تجھ کا [illegible]

لکیریں ہیں سیں [illegible]
لکھا قدرت کے ہاتھوں نے [illegible]

دو دیا گل [illegible] ہے حرف الف
تو کاشانہ مرا ای دوستو [illegible]

میں محو [illegible] آرام [illegible]
سرے ہر خار صحرا [illegible] اپنا بستر ہے

ہمارا ناخدا دل ہے تو کشتی میں ای غواصی
کہ جنے عشق کے دریا میں [illegible] اپنا لنگر ہے

سامنے لب کے ترے لعل میں پتھر کے
رو برو دانتوں کے ہیں [illegible] عدن [illegible]

رحم آتا ہی نہیں گر [illegible]
دل [illegible] میں [illegible]

اگر گل [illegible] ریور
سرمہ کا نوں میں [illegible]

ماکساروں کو ترا کوچہ ہے فردوس بریں
کر گئے بیٹھے مقام اپنے زمیں [illegible]

دیکھو فرہاد نے کس شوق سے [illegible]
انے کیا کیا [illegible]

ہو پسندیدہ دل اہل سخن کو [illegible]
نظم میں تیرے [illegible] سخن [illegible]

لب عشاق سے کب بات نکلتی [illegible]
[illegible] دیکھ کر [illegible]

مار ڈالو گے [illegible] ترے کوچے
ہم تو دل سنگ میں [illegible]

کیا سبب [illegible]
آج کیا نکلے ہیں [illegible] چمن [illegible]

61

سيونا سيلاد ي پيارا ئي
کرو نه مجمد جي کنارا جي

علي جي سيري جان بجاني جي
علي جي تي سيري بيت ثنا تي جي

ابو سيرے جاڳے ہين ڀڳاڳ
سينان سڪے من شگن منائي جي

ره جہان ہارے عالم جو اول پیدا ہوا ۔ یہ موسی کو یہ بقا دم عیسوی نہ بہا
عرش آکا بعد حضرت سبھی جاے جلوہ نما ۔ دل آ یہ دات حق آیہ کھلا تو ہو تجلّی

تو بدین جمال و خوبی برطور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

قدم آپ کا جو پہونچا بہار ناز و نعمت ۔ سر عرش پر جو رکھا تو ہوئی لیا ہو
کہ ہوا وہ تخت بی وہ محل جاس رحمت ۔ کہ مقام وصل و تھا یہ جہاں تیر ناز

تو بدین جمال و خوبی برطور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

ملکوت بیچ قدسیاں سبھی حور اور غلمان ۔ یہ تمام جمع ہو کر یہ در حضور پیش
صفت آپ احمدی کو یہ سبھی یک زبان ۔ دیے شوق دل سے خلعت بیچ

تو بدین جمال و خوبی برطور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

قد سرو ناز دیکھ رخ رشک حور نو ۔ وہ جبین غیرت حور مہ تو قد لے ابرو
لب ترین آب حیوان دو چشم عین جا ۔ سر زلف سنبل تر تب قہر ہے وہ گیسو

تو بدین جمال و خوبی برطور اگر خرامی ۔ ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی
شب روز تو ہر گردان تیرا کسی کی نور ۔ رخ شمس زر دجو شفق تمک ہر خون

وہ دیکھو لاگی ہے آگ | جلی بھجی پی کے گل لاگ

پتہ ہا جب سے لاگا رو دیا
جلی بھجی پی کے گل لاگ
وہ دیکھو لاگی ہے آگ
من گئی رانی رادھے سنگ
عشق دکھا کے کیا کیا رنگ
جلی بھجی پی کے گل لاگ
وہ دیکھو لاگی ہے آگ
جل بل ہو گئے سارے حال

پی کے کارن کیا ہے روگ
پیا ملے تو بنے سہاگ
جلی بھجی پی کے گل لاگ
وہ دیکھو لاگی ہے آگ
جل گیا جیوڑا جل گیا انگ
عشق پلائی وہ مے ناب
جلی بھجی پی کے گل لاگ
وہ دیکھو لاگی ہے آگ

وہ دیکھو لاگی ہے آگ
ملا نہ پی تو کیونکر بھاگ
جلا ہو دیوا جلا پتنگ
جلی بھجی پی کے گل لاگ
وہ دیکھو لاگی ہے آگ
بر گئیں نینن سکھی بیتاب
آگ لگی ہے تن من غمناک
جلی بھجی پی کے گل لاگ

ذکر تناد بیجوب مین بھولی میاں کے
ڈھونڈھت ڈھونڈھت بیتی ہی اسے بلاؤ

نتایج ہندی

رات دن ماری پھرتی پی بن دل یکا

ذکر تناد بیجوڑے میں بھولی میاں سے

حال برا ہے یار بن سجن ملے ہو مین | ارب رنی کہ ربا کو کٹ ہون کیا

ذکر تناد بیجوڑے مین بھولی میاں سے

چلتے چلتے تھک گئی عمر گئی ہے بیت | تا غم امیر الدکیا روٹھ گئے دوست

ذکر تناد بیجوڑے مین بھولی میاں سے

آمین ملا امین قاضی صوفی ہوت
ایا پاتا ساہر آتجا گیہان دھن لوکا

کچھ کر مین بسا ایسا گرین ہو
سب جگ کو تیس کوئی موجیے

کروٹ اپ سرا تاکے صاحب یار پیکو
آپ گا جب آپ کو پایا اپنا دیا آپ ہی

مجھ بر برہن کی باتی ہے کوئی جانا
ہو جاو تو نا عیا اپنا چلے ہین
نوگن سنکے بن بن ڈھوند ہون
کوکت ہون مین بن مین اکیلی
سو نی نگر مین بیٹھی اکیلی
سوکھ سا کھ تن بھسو نیر کر یا
بر ہا اگن نے ایسی جلائی
بیا ہی گئی جہان ساس ندشش

پیتیان مین تھاتی ہے کوئی جانے سنا
گر اپنے ذکّا قی ہے کوئی جانے سنا
اگ بھبوت ملے ہے کوئی جا
تاکوئی سنگ نہا گی تاکو ہے کوئی جانا سنا
تا دیا اپنا پی ہے کوئی جا سنا
سا گیت ہون را تی پی کو کوئی جا سا
دیا ت جن مین کالی ہے کوئی جانے سا
تاکو تی سنگ آتی ہے کوئی جا سا

لال آدھ مین کے ہیر با کہا
لنا من جانکو سنا آلی ہے کوئی جا سنا

اد و ہرہ اشلوک

آنے والا جات ہے دور جیسے ہی جات
دنیا ہے دن چار کی کال جگت کرتا

ہمدردی

نظر یار کا رنگ جو ہوس میں کھیلو ہیں گے — ضامن ری تک کی ہی جا ہی کیسی بات ہمر در ہے
عاشق نے رنگ سبھی جا دیں ہو سی کھیلو ہیں — ضامن ہاں کی خبر ہی نکلت آپ نکلے پاک ہے
عزیز ہاں تو جو تو زمانی ہی بھاگے ہو — دعوی ہے اگر اور تو تمکو سبھی ازلو
دیکھیگا جہان آپ کا اک دم عزیز ناشاد — ہر بات میں کہتے ہو کہ ضامن کو بگڑ دو
کچھ آج نظر آتے ہیں ہمارے وہ اگر دوستے — ہر وضع پہ مگر ایسے ہی ہر بات سمجھتے
ہم طرح شرافت کی طرح جو گئے انکو — ضامن سے ضد جانے وہ کسطرح سے
ہیں وہ ابلیس نہیں آپ خدا کے مارے — حاسد ہر دو عاشقان ہیں وفا کے مارے
جو کر خود بدبینی بد میں ہیں مٹا کے مارے — ضامن ایسوں سے نہ مل بیں جو یار کے یہ
نشار ہستی ہو ئی ہیں ہر اس کی کا خدا ہے — مہکتے ہیں بلبل غنچہ چمن میں بہار
سب کی ملت ہر ستے گئے جیسے کہ زمین — کر عاشق لوگی نگہت بار آج زمانہ
آ دھر تو بیکار یاں ہیں یار کی جو ہی — یار کے ہر سو قراری ہم ایک گیند اسکو
تمام سالاں ہو گئے پیت لاگ گئے ہیں — سویار ہر ان سے ایک کہیں ہونی بازہ
کہیں اس کے قاتل حریف ملک ہے پر — جیسے پر بلبل کا ہی ہی غل ہو دی کیا
کی ہر یہ خار رخنہ ملا کے تن سے تمہارے — جوانتک جاری ہے چشم تر کو نسوں کا
وہ جو ہے یار کی ملا کہتے سکھیو یہ تمنا — تمہارا تماس ہر گیا جانا ہم ایک گیند

ہجر میں اس کے گئے تو وحشت ہوئی
شام سے صبح تلک گنتا ہوں تارے یارو

مثل دانے کے ملے خاک میں سرسبز ہوئے
ثمر و برگ و گل و شاخ یہ سارے یارو

بحر دنیا میں جو ڈوبا تو نہ نکلا افسوس
کشتی عمر لگی ہاتھ کنارے یارو

گھر کی کھولی سر بازار پری نے آج
حسن دلدار کے تم کر لو نظارے یارو

عیش دنیا پہ نہ بھولو یہ نقارہ ہو کوچ کا
حسرتیں دل میں لیے جاتے ہیں سارے یارو

پاؤں کر توڑ کے جو بیٹھ رہا یار کے گھر
ہاتھ کو سامنے کیسے پیارے یارو

یار وہ ہے کہ مددگار ہو ہر غم میں تیرے یک
ہم سے بر عکس تمھیں کیا ہی پیارے یارو

سر کو ٹکرا کے در یار پہ جی دیکھا جی
چھوڑ تنہا ہمیں وہ گھر کو سدھارے یارو

مست میں لاتے ہیں کیا صدقے دنیا میں
پھرے سے جاتے ہیں کیوں ہاتھ سے پیارے یارو

ہست کی نیست کیے ٹھوکرے کو جانے ہو ور
ایسے بگڑے کو بھلا کون سدھارے یارو

اے طبیبو کوئی تدبیر دوا ایسی کرو
فتنۂ بار کہ الفت کو اتارے یارو

مر گیا میں غم فرقت میں کسی کا فنا کے
چارہ سازی نہ کیا کچھ بھی بچارے یارو

خضر بھی چھوڑ گیا تیرہ جنگل میں مجھے
ہم بھی ضامن کو چلے چھوڑ کے پیارے یارو

ہم کو جانا تم کو جانا پردہ در پردہ تمھیں تو ہو
ظاہر و باطن تمھیں ہو اور اول آخر تم ہو

ٹھوکرے دے کر کام کا تنے قتل کیا ہے عاشق کو
لعل لبان کو بولے لگے جیو دار ہے کے اے مسیحا تم ہو

تمہارے نام کا سکہ ہمیں تھیں جہان میں تھا
اندھیری گھر رہین و مثل تمہارے نور کا
فاوحیٰ حق نے فرمایا و ملائک اسرا اللہ
نہیں بھیجا ہوں تم کو رسل تک لکھی یہ حکم
فدیہ عنبر رخ روشن سراپا نور محبوبی

تمہاری ذات اقدس کا سہارا یا رسول اللہ
ہمارے سامنے چمکے ستارا یا رسول اللہ
تمہارے مصحف میں قرآن آتارا یا رسول اللہ
میں آیا دور کے منزل کا مارا یا رسول اللہ
خدا نے ہاتھ سے اپنے سنوارا یا رسول اللہ

تمہارے ہجر میں ضامن ہوا حیرت زدہ مجنون
مجھے کیون دل سے اب تم نے بسارا یا رسول اللہ

فی الحقیقت راز دانی اور ہے
مر گیا مرنے سے پہلے جو کوئی
شمع پر پروانہ جلنا چاہیے
عشق کے معشوق میں یہ نا ہیں
کوہکن نے جان شیرین مفت دی
یاد آیا وصل کا دن شام ہجر
زاہد و کعبہ کا بانی ہے خلیل
سمع کیون کرتے ہو اسکے عشق سے
ہو روہ آیا اور ٹھہری وصل کی

واعظو یہ قصہ خوانی اور ہے
اسکی عمر جاودانی اور ہے
وصبد میان جانفشانی اور ہے
پختیون کی یہ فشانی اور ہے
جانفشانی اور ہے اور کامرانی اور ہے
یہ بلائے ناگہانی اور ہے
کعبۂ دل کا تو بانی اور ہے
کیا عزیزو اسکا ثانی اور ہے
مہربان یہ قدردانی اور ہے

حسن حسین اور عالم حسید ایک ہی تھے کنج
احمد نے گر میم کا پردہ احمد نام رکھایا ہے

وہی محبوب رب انی لی ترانی آپ کہا
ڈال جلیل کو مار کے مدد کیا کیا تسو بجایا ہے

سولی پر منصور چڑھایا سر کو لیا سرمد کا
عشق نے دیکھو اللہ کو کیا کیا ناچ نچایا ہے

آدم سے تب آدمی نکلے آدم کہاں سے آیا ہے
سبھی ملائک سیس نوا دین آپ نے ...

آپ ہی ضامن آپ ہی مظہر آپ ہی جلوہ آپ ہی
بے رنگی جب رنگ میں آیا کیا کیا رنگ دکھایا ہے

اے شوخ ہمیں جلوۂ دیدار دکھا دے
وہ حسن گلو سوز بہر دوار دکھا دے

گر حسن تو ایسا سر بازار دکھا دے
بیمار کو وہ عین طور کا طور مار دکھا دے

اے یار ہمیں ابروے خمدار دکھا دے
تو اپنے شہیدوں کو یہ تلوار دکھا دے

بیمار تری آنکھوں کا ہوں فتنۂ عالم
وہ چشم سیہ نرگس بیمار دکھا دے

موسیٰ ہوئے بیہوش نہ تھی تاب تجلی
ہمکو بھی ذرا جلوۂ دیدار دکھا دے

عالم ترے جلوے کا ہر مشتاق پر ہو
تو کھول کے گھونگٹ کی سر یار دکھا دے

پامال کیا جس نے یہ شوخ ناز نے تیرے
اے شوخ نگن ہمکو وہ زنار دکھا دے

کوچہ میں ترے جا کے کوئی پھر نہ آیا
تو ہمکو وہی قہقہہ دیوار دکھا دے

تو دیکھ مری طرف خدا اور شمال
اے رشک قمر آئینۂ رخسار دکھا دے

اے غنچہ دہن رشک چمن باغ ارم
اے سرو رواں نوع گلزار دکھا دے

لوں گل کی طرح رو رونہ ہوا
سخت جان تھا اجل نصیب ہوا
شورش عشق نے کیا بدنام
آشناؤں نے اس زمانے کے
نور احمدی تیرے رخ میں عیان

تجھ اقرب صنم سنا کے مجھے
اس ستمگار کو بنا کے مجھے
سارے عالم میں خوار بنا کے مجھے
گھر میں چھوڑا نہ آشنا کے مجھے
آو کہ واسطے خدا کے مجھے

ضامن اسنے دیا بت دھوکا
عیش دنیا کے بس دکھا کے مجھے

اس سے ملنا چاہیے جس سے کہ تا دل ملے
قتل کر تیغ جفا سے جسکو چاہے ترا
جسکے ملنے سے ضرر ہو فائدہ کچھ بھی
دل کے مت مل کسی سے اور ہم ملنے لگے
کھینچکر شمشیر و تیر آئے ہے قتل کو
چھوٹ جائے اضطراب ہمیں نا شہ ہوا سے

جس سے چاہتا ہوں دل کو ہوا جس سے دل ملے
اور کوئی دوسرا ہمیں سا اگر بسمل ملے
ایسے موذی سے کوئی احمق جاہل ملے
گر ملا تو کیا ملے بیکار ہے حاصل ملے
ہم بھی سر کو لیے ہتھیلی پر سر محفل ملے
مرغ بسمل کے گلے سے تیغ گر قاتل ملے

کہ نہیں سکتا ہوں میں سرار دل کو برملا
واقف اسرار ضامن گر کوئی کامل ملے

دل آ آہ کی کسکی تاثیر نہیں رفتار ہم
اور صد اے قمر ما بین یار کی گفتار

[illegible] ایسا مکان ہے	مکین اسکے ہیں سب ...
ارے [illegible] ایسا مکان لامکاں ہے	تنزہ حیرت ہے اور کچھ بھی نہیں ہے
بہشت ... سنبل	وہ اسکی زلف مشکیں عنبریں ہے
ہمارے کمان و نازنیں ہے	نشاں اسکا نہیں لامکاں نہیں ہے
جو عاشقاں کشتہ ہیں اسکو	کہ اسکے پاؤں پر سر جبیں ہے
تماشا ہے اسکے کشتہ ہیں بہوت	ہزاروں مرتبہ بہتر زمیں ہے

لیا لک وہی ضامن سب ہیں ناز
سوا اسکے رہا کوئی نہیں ہے

خاتمۃ الطبع

شکر خدا کا ہے کہ ان دنوں میں اسی کے افضال سے دیوان اردو زبان فصاحت عنوان شوق انگیز اہل باطن مسمی بہ دیوان ضامن تصنیف سیاح دریاے طریقت سیاح بحر حقیقت آفتاب برج ... حضرت شاہ سید ضامن علی صاحب صابری چشتی کہ جسکا ہر ایک شعر رنگ مضامین عرفان سے بطور حقیقت کی صورت کو آئینہ مجاز میں دکھاتا ہے بار پنجم مقام لکھنؤ مطبع نامی مشہور منشی نولکشور میں ماہ جولائی ۱۸۹۵ء مطابق ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۳ ہجری حسن اہتمام سے چھپا

ستدم بر صورتی عاشق که بر وی میکنی غوغا — چه صورت صورت دلبر چه دلبر دلبر زیبا
اگر رویش نمی بینم بچشم چشمه گردد — چه چشمه چشمهٔ لولو چه لولو لولوے لالا
اگر در باغ بحر آمد بوصد غلغل برانگیزد — چه غلغل غلغل بلبل چه بلبل بلبل شیدا
حیاے راکه میا ارم غم ابدے باشد — چه همدم همدم محرم چه محرم محرم دلها
نگار من بعد جوبی دوز نقش نکهتی دارد — چه نکهت نکهت عنبر چه عنبر عنبر سارا
مرا از بجر جانانی نشامی شربتے تا — چه شربت شربت قابل چه قابل قابل جانا

غزل سعدی علیه الرحمة

تا جدا گشته ز ما حسنا — ملت العینین منے هر اک دما
آن مکن کز غم تو گشته شوم — لیس بے القلب منفع الدما
گر تو لیلے بحسن در عربے — انا مجنون سے الهوا عجما
اجلم گر بدست تو باشد — قد رضینا بما جرے القلما
اجه گردی بماز نیک وزبد — خالق الخلق بیسا حکما
خوش بگفتی تو این غزل سعدی — بارک الله ایها العلما

غزل حافظ علیه الرحمة

دل می رود ز دستم صاحبان خدارا — دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا
ده روز مهر گردون افسانه ایست افسون — نیکی بجاے یاران فرصت شمار یارا
کشتی شکستگانیم اے باد شرط برخیز — باشد که باز بینیم دیدار آشنارا
در حلقهٔ گل و مل خوش خواند دوش بلبل — هات الصبوح هبوا یا ایها السکارا
اے صاحب کرامت شکرانهٔ سلامت — روزے تفقدی کن درویش بینوارا
آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است — با دوستان تلطف با دشمنان مدارا
درکوے نیکنامی مارا گذر ندارد — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضارا

آئینهٔ سکندر جام جم است بنگر
تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا

سرکش مشو که چون شمع از غیرتت بسوزد
دلبر که در کف او موم است سنگ خارا

گر مطرب حریفان این پارسی بخواند
در رقص و حالت آرد پیران پارسا را

آن تلخ وش که صوفی ام الخبائثش خواند
اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی
کین کیمیای هستی قارون کند گدا را

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند
ساقی بده بشارت پیران پارسا را

حافظ بخود نپوشید این خرقهٔ می آلود
ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

غزل مولانا جامی علیه الرحمة

رحم شوقا الی دیار لقیت فیها جمال سلمی
که میرساند ازان نواحی نوید وصلت بجانب ما

بوادی غم منم فتاده زمام فکرت ز دست داده
نه بخت یاور نه عقل رهبر نه توش و توان نه دل شکیبا

زهی جمال تو قبلهٔ جان فان سجدنا الیک سجدا
حریم کوی تو کعبهٔ دل وان سعینا الیک نسعا

بنار گشتی کرای لجانی چه بود حالت درین جدائی
مرضت شوقا مت هجرا الیک اشکو الیک شکوا

ز سیر شقت که بود سالک زمام ارباب توق لیکن
ز بے زبانی ز غم نهانی چنانکه دانی شد آشکارا

بر آستانت کمینه جامی مجال بودن بدیده ان
بلغ فرقت لتسمه محزون بکوے محنت گریده ما

غزل صائب

گر نبودی مد بسم الله تاج فرق عنوانها
شکستی تا قیامت نوخط تیر از دیوانها

سر شوریده آورده‌ام از وادی مجنون
تهی سازند ار سنگ ملامت جیب دامانها

بنگر نیستی هر گرسنه افتند معذورا
اگرچه صورت مقراض لا دارد گریبانها

نمیدانی به استغنا زیر پا نمی بینی
که آخر میشود خار سر دیوار مژگانها

گلستان سخن را تازه رو دارد لب حکم
اگر جز من میرساند درسحال خشک بیجاها

حیات جاودان خواهی بصحرای قناعت رو
که دارد ناز هر موری دران وادی سلیمانها

چنان از فکر صائب تنگ افتاده ست دل عالم — که مرغان این چمن دارند با هم در گلستانها

غزل غنی

جنونی کو که از قید خرد بیرون کشم پا را — کنم زنجیر پای خویشتن دامان صحرا را
به بزم می پرستان محتسب خوش عزتی دارد — که چون آید بمجلس شیشه خالی می کند جا را
اگر شهرت طلب داری اسیر دام عزلت شو — که در پرواز دارد گوشه گیری نام عنقا را
شکست از هر در و دیوار می بارد مگر گردون — برنگ چهرهٔ ما ریخت رنگ خانهٔ ما را
نه بزم می پرستان سرکشی بر طاق نه زاهد — که می ریزند مستان بی محابا خون مینا را
نما ذره بگردون سوخ تا باشد نفس در تن — رسائی نیست در پرواز مرغ رشته بر پا را
غنی روز سیاه پیر کنعان را تماشا کن — که روشن کرد نور دیدهٔ اش چشم زلیخا را
نصیحت بر نسازد در دلم زخم جدائی را — نباشد در شکست شیشه دستی مومیائی را
بخاک و خون نشاندی همچو گل ما را درین گلشن — شعار خویش کردی تا چو شبنم بیوفائی را
حیات خویش را چون شمع صرف دیگران کردم — کسی چون من ندارد پاس رسم آشنائی را
بهر صورت برویت چهره همچون عکس می گردد — سبلی ناکس نمی داند طریق آشنائی را
امید از دست مردم چارهٔ دل بر نمی آید — ز مرهم بر نمی سازد کسی داغ جدائی را
برای سوختن یک شعله کافی نیست داغم را — حسد آتش خانه باید تا کند روشن چراغم را
نیم سرگشتهٔ شوق چراغ آرزوی گل — چرا از بلبل و پروانه می جوئی سراغم را
ز چشمم چند جوشد خون دل چون بادهٔ ساقی — بزم دیده پر خون بیا پر کن ایاغم را
پریشان شد دماغم ای نسیم صبحدم برخیز — ز بوی سنبل زلفش معطر کن دماغم را
دلم را طاقت محرومی غم کی بود قدسی — فراق صحبت پروانه سوزد چراغم را

غزل اشرف

بر سر فروزان دگر در بزم جانان شمع را — آتش حسرت مزن در رشتهٔ جان شمع را

چون نسیمی آید از کوی تو دل از جا می رود — یاد مے سازد بلے خاطر پریشان شمع را
داغ دل را وصل رویت مرہم کافور نیست — بہ شود در سجدم زخم نمایاں شمع را
عشق او در سینہ ہر شب مے گیرد قرار — در نمک باشد مکان وقت چراغان شمع را
نالہ دل مے فزاید گریہ کردن بیشتر — آری اشرف آب مے آرد بافغان شمع را

غزل حافظ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را — بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بدہ ساقی می باقی کہ در جنت نخواہی یافت — کنار آب رکناباد و گلگشت مصلا را
فغان کین لولیان شوخ شیرین کار شہرآشوب — چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
بوصف ناتمام ما جمال یار مستغنی ست — باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را
من از آن حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم — کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو — کہ کس نکشود و نگشاید بحکمت این معما را
نصیحت گوش کن جانا کہ از جان دوست تر دارند — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی — جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ — کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

غزل

بے حجابانہ در آ از در کاشانہ ما — کہ کسے نیست بجز درد تو در خانہ ما
فتنہ انگیز مشو کاکل مشکین بکشای — تاب زنجیر ندارد دل دیوانہ ما
مہر دُنی ز خیال مہ رویت آموز — کہ بباید ز در گوشہ ویرانہ ما
آنکہ از درد دلان باشد و رحمی نکند — جان ما سوخت ز بیرحمی جانانہ ما
گر بباید بسر تربت ویرانہ من — بیند از خون جگر پر شدہ پیمانہ ما

غزل حافظ

لطف باشد گر نمائی باگدا ماروت را … تا بکام دل به بیند دیدهٔ ماروت را
همچو ماروتیم دائم در بلاے عشق تو … کاشکے هرگز ندیدی دیدهٔ ماروت را
کے شدی ماروت در چاهِ زنخدانت اسیر … تا شگفتی شمهٔ از حسن او ماروت را
بهرِ گل برخاست گوئی در چمن ماروت نو … بلبلان مستند گویا دیدهٔ ماروت را
مے کشم جور وجفا هایت ز هجران ای صنم … روے بنما تا به بیند حافظ ماروت را

غزل جامی علیه الرحمة

روحی فداک اے صنمی است لطفے لقب … آشوب ترک شور عجم فتنهٔ عرب
کس نیست در جهان که ز حسنت عجب نماند … اے در کمال حسن عجب تر ز هر عجب
هر کس نیافت جرعهٔ از جام وصل تو … زین بزم گاه تشنه جگر رفت وخشک لب
تا زلف تو شب ست ورخت آفتابِ حسن … واللیل والضحٰے ست برابر در روز وشب
کامی ز لب به بخش که عشاقِ خسته را … صد خار خار در جگر افتاد زان طلب
رفتن بسر طریق ادب نیست در رهت … ما عاشقیم ومست نیاید ز ما ادب
دل باد منزلے غم وسر خاک مقدمت … کین موجب شرف بود وآن مایهٔ طرب
مطلوب جامی از طلبم گفته که چیست … مطلوب او همین که دهد جان درین طلب

غزل حافظ

تعالی الله چه دولت دارم امشب … که آمد ناگهان دلدارم امشب
چو دیدم روی خویش سجده کردم … بحمد الله نکو کردارم امشب
نهالِ عیش از وصلش برآورد … ز بخت خویش برخوردارم امشب
بران عزمم اگر خود مے بر دسر … که سرپوش از طبق بردارم امشب
کشد نقشِ انا الحق بر زمین خون … چو منصور ار کنی بردارم امشب
برات لیلة القدر بدستم … رسید از طالع بیدارم امشب

تو صاحب نصیبے من مستمندم — زکوة حسن ده حق دارم امشب
سہے ترسم که حافظ محو گردد — ازین شوری که در سر دارم امشب

غزل حالی

سرسے تا بہم رحمت پر طبیب — هر چه آید بر سر من یا نصیب
اگه گرئی چون شه و حال تو بیت — من نیز هم حال ما باشد غریب
تا رقیبے هست ما را نیست قدر — نیستم پیش تو مقدار رقیب
رار رست ناله حالی بے رخت — همچنان کز فرقت گل عندلیب

غزل علی حزین

عاشق مهجور وصل دلستان بیند بخواب — دیدهٔ محتاج گنج شایگان بیند بخواب
بعد از نیم چشم آن سرزمان بیند بخواب — دیدهٔ عاشق مگر بخت جوان بیند بخواب
دل کجا و طرهٔ نازک میان از کجا — مرغ بے بال و پر من آشیان بیند بخواب
دولت بیدار در دیده بریزم خاک اشک — گر جبینم سجدهٔ آن آستان بیند بخواب
مرگ هر کس در حقیقت نقش حال زندگیست — هر چه کس بیند به بیداری همان بیند بخواب
صبح محشر سر گران برخیز از خواب لحد — گر شبے زاهد خرابات مغان بیند بخواب
وصل از کف رفته را دیگر کجا یابی حزین — در خزان بلبل بهار بیخزان بیند بخواب
هر رگ گل رشتهٔ باشد بپای عندلیب — دام دیگر نیست حاجت از برای عندلیب
هست بر شاخ گل حسرت سرای عندلیب — تا زمین کی می رسد در باغ پای عندلیب
تا دمیدار گلشن رو تو بادی در چمن — هست هر گل آتشی در زیر پای عندلیب
در دو سال چمن مشتاق دیدار تو اند — هست در گلزار رویت گل بجای عندلیب
هیچ تخمی نیست ضایع در زمین پاک عشق — خنده های گل دمید از گریه های عندلیب
شد زمین شعر از گلهای مضمون گلشنے — هست هر بیتی غنی عشرت سرای عندلیب

ردیف بای فارسی

غزل [illegible]

پر دهد ساقی پیاله گاه راس و گاه چپ | از شراب دیر ساله گاه راس و گاه چپ
پند ناصح می کند از باده اما چه سود | می کند ساقی حواله گاه راس و گاه چپ
پیش او گر لاف خوبی گل زند باد افگند | از خجالت این رساله گاه راس و گاه چپ
پاکبازان راست چپ استاده اند در عشق تو | رو نمائی همچو لاله گاه راس و گاه چپ
پر تو حسن تو ما را مزرع امید هست | لیک هجرت همچو ژاله گاه راس و گاه چپ
پیر برنا بر مه روی تو عاشق شد بجان | صف زده گرد تو چو هاله گاه راس و گاه چپ
پارسائی تا بکی محمود را می چون دهد | ساقی مشکین کلاله گاه راس و گاه چپ

غزل صائب

درون گنبد گردون فتنه بار مخسب | بزیر سایهٔ گل موسم بهار مخسب
صفای چهرهٔ شبنم گل سحر خیز است | زکید گر بگشا چشم اعتبار مخسب
ز چشم دام بذوق شکار خوابی رفت | اگر تو یافتهٔ لذت شکار مخسب
باین امید که سر رشته بدست افتد | شود چو سوزن اگر پیکر هزار مخسب
ز حرف تلخ دریچه زبان خویش نگر | بخوابگاه لحد در دهان مار مخسب
جواب این غزل مولویست اے صائب | ز عمر یک شبه گم گیر و زنده دار مخسب

غزل بهلول

ردیف [illegible]

الف اندر غم عشق تو قد لام شده است | ب برو بیتو که روزم ز غمت شام شده است
ت ترا دیدم و از هر دو جهان بگذشتم | ث ثنا خوان تو گر خاص و گر عام شده است
ج در جمله جهان کرده جمال تو ظهور | جنبش جمله جهان از تو انجام شده است
ح بحال من دل سوخته انداز نظر | خ خیالم بوصالت طمع خام شده است
دال درویست دلم را که دوائیش نبود | ذال ذوق ذقنت لذت هر گام شده است
ر ربود ست دل و صبر و قرار و هوشم | ز ز زلف تو دلم بسته اندام شده است

س سعادت بود آندم که هم پای تو سر
ش ستم بهر رغم ساقی اکجام شده است

ص صبرم مدهی تا بغمت صبر کنم
ض ضائع نکنی چون کرمت نام شده است

ط طلبگار وصال تو دل من همه وقت
ظ ظهور تو سر قوره اعلام شده است

ع عقل دو جهان در صفت حیران است
غ غمخواری و از غم دلم ابرام شده است

ف فراق ست که جز وصل تو درمانش نیست
ق قبله تو رخ کعبه اسلام شده است

ک کفر ست همه قهر جلالیت از دوست
ل لبیک ابد جانب اسلام شده است

م ملک همه عالم ز ملک تا ملکوت
ن نشین انسان کمل یکی گام شده است

ن نهایت نبود حسن جهانگیر ترا
ماه خورشید ز حسن تو برین نام شده است

و واویل کنان خلق جهان در عرصات
ه همه مست و حیران که چه الهام شده است

لام الف وار به بهلول بپیچید دست عشق
ی یکی مین و یکی دال چو الف لام شده است

غزل شمس الدین

دلم کز بادهٔ جبار شد مست
تنم از صحبت دلدار شد مست

نه من تنها درین میخانه مستم
ازین می ابجو من بسیار شد مست

بمیخانه گذر کردم چو دیدم
خطیب و قاضی و خمار شد مست

ازین می جرعه پاکان چشیدند
جنید و شبلی و عطار شد مست

تو با حسن و جمال خویش مستی
علی با تیغ ذو الفقار شد مست

گلستان ارم را سیر کردم
چو دیدم سبزه گلزار شد مست

ازین می جرعه دادند به منصور
انا الحق گفت و بر دار شد مست

بروح پاک شمس الدین تبریز
که ملا بر سر بازار شد مست

غزل جامی رح

باز هواسی جیهم آرزوست　جلوه سمن وسیمنم آرزوست

نکهت گل راچکنم ای نسیم　بوسه ازان سیر تنم آرزوست

از دُرِ دندان تو ای نازنین　همچو عقیق یمنم آرزوست

بگرمی هندم دل وجانم بسوخت　جنت کابل وطنم آرزوست

شیشه بردست شب ماهتاب　در بغلم گلبدنم آرزوست

توبه زمی کردم و آمد بهار　ساقی توبه شکنم آرزوست

باز نگر جامی ازان لب سخن　کین سخن زان دهنم آرزوست

غزل خاقانی

رُخ تو رونق قمر بشکست　لب تو قیمت شکر بشکست

من زاول شکسته پا بودم　عشقت آمد مرا بسر بشکست

ترک چشمت مرا به نیزه بزد　نوک آن نیزه در جگر بشکست

بر در دل رسید و حلقه بزد　پاسبان خفته بود در بشکست

غزلی این نوشت خاقانی　قلم اینجا رسید و سر بشکست

غزل سعدی علیه الرحمه

ای که میگوئی بخوبان آشنائی مشکلست　آشنائی بیتوان کردن جدائی مشکلست

یش بید روان گریبان پاره کردن مشکلست　دل که شد بیچاره او را چاره کردن مشکلست

زندگانی در جهان بی یار کردن مشکلست　راز دل با هر کسی اظهار کردن مشکلست

ل که رنجید از کسی خرسند کردن مشکلست　شیشه بشکسته را پیوند کردن مشکلست

سعدیا سهل ست با هر کس گرفتن دوستی　لیک چون پیوند کردی پاره کردن مشکلست

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست　هر رگ من تار گشته حاجت زنار نیست

از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب　درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

شاد باش ای دل که فردا بر سر بازار عشق / وعدهٔ قتل است گرچه وعدهٔ دیدار نیست
ما غریبان را تماشای چمن در کار نیست / داغهای سینهٔ ما کمتر از گلزار نیست
ناخدای کشتی ما گر نباشد گو مباش / ما خدا داریم ما را ناخدا در کار نیست
خلق می گوید که خسرو بت پرستی میکند / آری آری می کنم با خلق و عالم کار نیست

غزل سعدی رح

خوش بدیدم صوفیان را صحبت خمار مست / عاشقان با صدق مانده وعدهٔ دیدار مست
مست عاشق مست عشق هم با ندار مست بود / پیر مست و میر مست و شیخ در بازار مست
محتسب را مست دیدم در میان میکده / صحن مست و خانه مست و جنگلی بازار مست
هر کرا در باغ دیدم مست بود و بیخبر / زاغ مست و بلبل مست و غنچهٔ دیگر مست
پادشاهان مال مست و ما غریبان حال مست / خوبرویان ناز مست و طرهٔ طرار مست
یار من بد مست آمد خون ز لبها می چکید / زلف مست و خال مست و عاشقان دیدار مست
ساقیا باقی نماند از شراب عشق فضل / سال مست و ماه مست و روز و شب هموار مست

غزل نعمتخان عالی

آن بیوفا که آمد یکدم نشست و رفت / پرسید دل کجاست بگفتم شکست و رفت
تا چشم او فتاد بمن گرد رو بغیب / گویا غزال بود که فی الحال جست و رفت
مهوسیات موجهٔ دریای هستی است / نقش وجود خویش بر یک حباب بست و رفت
همیان پر فلوس درین عهد بی ثبات / مانند ماهی است که آمد بشست و رفت
خوش حلال شد عوض بادهٔ حرام / یعنی که محتسب خم می را شکست و رفت
شوخی چنانکه یاد تو آمد در دلم نماند / از خاطرم خیال که چون برق جست و رفت
دل بستگی حاصلهٔ زنجیر زندگی / عالی خوش آن کسیکه ازین قید جست و رفت

غزل والہ

دوست را گر دل ز سنگ ست ما دایم دوست
در بر رنگ شیشه نازک خوست ما دایم دوست

نیست ناصح عاشقان را از جفایی دست پاک
الله الله این چه گفت و گوست ما دایم دوست

خون ما گر به تیغ ناز ریزد هر نفس
اختیار ما بدست اوست ما دایم دوست

منصب ما عاشقان نبود بجز پروانگی
شمع سان گر دوست آتش روست ما دایم دوست

زاهدان والد اگر عشاق را گویند چه
ده چه غم از گفته بد گوست ما دایم دوست

غزل بیدل

باز سرگرمی نظاره بسامان شده است
شعله آتش دیدار گل افشان شده است

زین چراغی که طرب جوشی انجم دارد
آفتاب دگر از آب نمایان شده است

صلح کل نذر حریفان که درین عشرتگاه
آتش و آب بهم دست و گریبان شده است

آب را این همه کیفیت رعنائی نیست
مگر از پیر تو فیض قدم جان شده است

بیدل آن شعله کز و بزم چراغان گرم است
یک حقیقت بهزار آینه تابان شده است

غزل حافظ

ساقیا آمدن عید مبارک بادت
وان مواعید که کردی نرود از یادت

در شگفتم که درین مدت ایام فراق
برگرفتی ز حریفان دل و دل میدادت

برسان بندگی دختر رز گو بدر آی
که دم همت ما کرد ز بند آزادت

شکر ایزد که ازین باد خزان رخنه نیافت
بوستان سمن و سرو و گل و شمشادت

شادی مجلسیان در قدم مقدم تست
جای غم باد هر آن دل که نخواهد شادت

چشم بد دور کزین تفرقه خوش باز آورد
طالع نامور و دولت مادرزادت

حافظا از دست مده صحبت کشتی نوح
ورنه طوفان حوادث ببرد بنیادت

غزل حافظ

درد ما را نیست درمان الغیاث
هجر ما را نیست پایان الغیاث

دین و دل بردند قصد جان کنند
الغیاث از جور خوبان الغیاث

در بهای بوسهٔ جانے طلب
می کنند این دلستانان الغیاث

داد مسکینان بده ای روز وصل
از شب یلدای هجران الغیاث

خون ما خوردند این کافر دلان
ای مسلمانان چه درمان الغیاث

همچو حافظ روز و شب بیخویشتن
گشته ام سوزان و گریان الغیاث

هر زمانم درد دیگر میرسد
زین حریفان بهر دل و جان الغیاث

غزل محمود

ثابت نشد بوعدهٔ خود یار الغیاث
زین گشت رنج جان دلم زار الغیاث

شور ست و تیر جان من و محنت فراق
با تیر و گاو در شده یکبار الغیاث

ثالث میان ما و تو پیدا شده رقیب
این از کجا رسیده دگربار الغیاث

ثمن می مغانه دهم نقد جان اگر
مردم بدور چشم تو بیمار الغیاث

ثالث پیاله ساقی اگر بخشدم تمام
گردم ز بار درد سبکسار الغیاث

ثوب از تن آیا زچه بگرفت کام دل
محمود شد بغمزه گرفتار الغیاث

غزل حافظ

سر و زرقِ همه دلبران ستانی تاج
چرا که بر سر خوبان عالمے چون تاج

دو چشم مست تو برهم زده خطا و ختن
بچین زلف تو ماچین و هند داده خراج

بیاض روی تو روشن چو عارض خورشید
سواد زلف تو تاریک تر ز ظلمت داج

لب تو خضر و دهان تو آب حیوان است
قد تو سرو میان تو موے گردن عاج

ازین مرض بحقیقت کجا شفا یابم
که از تو درد دل من نمی رسد بعلاج

دهان تنگ تو داده بآب خضر بقا
لب چو قند تو برد از نبات مصر رواج

چرا همی شکنی جان من بسنگ دلے
دلے ضعیف که آید بنازکی چو زجاج

فتاد در سر حافظ هوای چون تو شهی | کمینه بندهٔ خاک در تو بودی کاج

غزل محمود

جمالت را هزاران صاحب تاج	بیک دیدن بجان هستند محتاج
چنان هجر تو ما را کرد گستاخ	که در ماند بچنگ باز دراج
چو جا بر بام وصلت یافت عاشق	شد او را گوئیا بر چرخ معراج
جهان شد تیره بر من چون نهفتی	ز من آن ساعد صافی تر از عاج
جگر خون کرد زلف مشک چین را	گرفت از قند مصری شکرت باج
جدا از آفتاب عارض تو	سیه شد روز بر من چون شب داج
جمال خود ایاز از دی نهان داشت	بماهی بیندش محمود ای کاج

ایضاً

چو می بینم ترا ای مه دهان هیچ	ز وصفت می نیارم بر زبان هیچ
چه گویم وصف آن موی میان را	که عقل آگه نگشته زامیان هیچ
چرا یا رب ندارد مهربانی	بعاشق آن مه نامهربان هیچ
چگونه گل بود چون روی آن ماه	که نبود گل چو او در بوستان هیچ
چنان مائل شدم بر حسن جانان	که جز ذکرش ندارم بر زبان هیچ
چه دانستی از آن دلبر تو چندان	نشان شوخی دیگر از آن هیچ
چمن گل گل شده محمود اما	دلم بشگفت بی رویش از آن هیچ

غزل آصفی

بگذر آن غیرت مه میکده در خاطر هیچ	سالها منتظر و جا ساخته در خاطر هیچ
آنکه مهمان می هست شدی همچو شراب	خاطری می طلبی نیست مرا خاطر هیچ
گفتگوی در میخانه بسی هست ولی	مصلحتهاست درین باب بس ظاهر هیچ

پیش من از همه حرفی سخن جام به است   سحر پرداخته باشد سخن ساحر هیچ
مے خورامروز به دام ف دا بگذار   غم فردا ے قیامت نخورد کافر هیچ

غزل نظیری

اے کعبه که گرد و رشید به صفا هیچ   جائیکه عطا ے تو بود کم خطا هیچ
با مهر تو علت نه و با قهر بها نه   آنرا که مراد تو بلا خواست دعا هیچ
کو هین چه کار آید مرا با تو نیاستم   بے دولت وصل تو نعیم دو سرا هیچ
کم حوصلگی از ظرف ماست دگر نه   ار بحر تو علت نشود کم بعطا هیچ
ارتست که این زمزمه با طبع نظیری ست   با سنگے که نباشد نکند کوه صدا هیچ

غزل حافظ

اگر بمذهب تو خون عاشق ست مباح   صلاح ما همه آنست کان تراست صلاح
سواد زلف تو تفسیر جاعل الظلمات   بیاض روی تو تبیان فالق الاصباح
ز دیده ام شده صد چشمه در کنار روان   که خود شنا نکند در میان آن ملاح
لب چو آب حیات تو هست قوت روح   وجود خاکی ما را از وست قوت رواح
ز چنگ زلف کمندت کسی نیافت خلاص   نه از کمانچهٔ ابرو و تیر غمزه نجاح
بیا که خون دل خویشتن بحل کردم   اگر بمذهب تو خون عاشق ست مباح
نداد لعل لبش بوسه بعد تلبیس   نیافت کام دل من ازو بعد الحاح
صلاح و توبه و تقوے ز ما مجو واعظ   ز رند و عاشق و مجنون کسی نیافت صلاح
پیاله چیست که با یاد تو کشیم مدام   و نحن نشرب شربا کذلک الاقداح
دعاے جان تو ورد زبان حافظ باد   مدام تا که بود گردش مسا و صباح

غزل محمود

حرام باد بجز بنه یار گلعذار قدح   فداے بادهٔ لعلش کنم هزار قدح

طبیب من چه شود ساقی و قدح گیرد — روان بچرخ در آید هزار بار قدح

حسود را ز حسد خون دل بجوش آید — چو پر ز باده بدستم دهد نگار قدح

حلال نیست مے لعل بی لب ساقی — بود حرام چه نوشند خوشگوار قدح

حکایت از خم و جام گذشته دارد یاد — میان خلق از آن دارد اعتبار قدح

حریف باده کشانست آنکه از ره شوق — بنقد جان بستاند ز دست یار قدح

حدیث توبه و تقوی مپرس از محمود — دهد ایاز چو او را دم دو چار قدح

غزل حافظ

دل من در هوای روی فرخ — شده آشفته همچو روے فرخ

بجز هندوی زلفش هیچکس نیست — که برخوردار شد از موی فرخ

همانا نیکبخت ست آنکه دائم — بود همراز و همزانوے فرخ

شود چون بید لرزان سرو آزاد — اگر بیند قد دلجوے فرخ

بده ساقی شراب ارغوانی — بیاد نرگس جادوے فرخ

دوتا شد قامتم همچون کمانی — ز غم پیوسته چون ابروی فرخ

نسیم مشک تاتاری خجل کرد — شمیم زلف عنبر بوے فرخ

اگر میل دل هر کس بجائیست — بود میل دل من سوے فرخ

غلام خاطر آنم که باشد — چو حافظ چاکر هندوے فرخ

غزل محمود

خبر از حال ما نگرفت آن شوخ — چو او دیگر ندیدم دلستان شوخ

خرد و هش از دست او دارند پیران — کسے کم دید مثل آن جوان شوخ

خرابی کرد در هر گوشه چشمش — نباشد کس سیه دل تر از آن شوخ

خدا پاینده دارد خوبی او — اگرچه نیست چون او در جهان شوخ

خدارا چند خواہی کرد شوخے
نہ باید بود زینسان جاودان شوخ

خرد حیران کان شوخ ست کامد
بعاشق آشکارا و نہان شوخ

خراب عشق او محمود ست زانکہ
ایاز او ست بس نامہربان شوخ

غزل ولی

بسر سلسلۂ اہل جنون موے محمد
محراب عبادت خم ابروے محمد

خورشید سپہر احدی روے محمد
سرچشمہ صفای صمدی روے محمد

خورشید بزیر زمین از شرم رود زرد
چون جلوہ دہد روشنی روے محمد

ہرگز نہ ہراسیم ز خورشید قیامت
چون سایۂ داریم نہ گیسوے محمد

والشمس کنایہ بود از روے محمد
واللیل اشارت کند از موے محمد

بر باد دہد خرمن صد طبلۂ عنبر
یک نفحہ رسد گر ز دو گیسوے محمد

تا گل بچکد از عرق روے محمد
ستد بلبل جان شیفتۂ روے محمد

صد شوکت و جمشید سلیمانی و داؤد
آنکس کہ بجان گشتہ سگ کوے محمد

در عالم لاہوت تماشاے جمالش
در کشور ناسوت ہیاہوے محمد

بیچارہ ولی کیست کہ مدح تو بگوید
چون ہست خدا مدح و ثناگوے محمد

غزل حسن

اے طالب فردوس برو سوی محمد
چون شاہد برین آمدہ در کوی محمد

ای کعبہ طلب چند کنی قطع بیابان
چون کعبۂ عشاق بود روی محمد

طرزی عقش آمد و از حضرت باری
یس بخدا گشتہ کند سوی محمد

والشمس چہ باشد صفت وجہ منیرش
واللیل چہ باشد صفت موی محمد

نون و القلم از فضل خداوند تعالیٰ
معلوم نمودہ ہمہ خوے محمد

طس و حم معماے قرآنی — رمزیست عیان بر دل حق جوی محمد
اے کعبۂ عشاق خداوند تعالیٰ — مے باش بہر حال ثنا گوے محمد
پندِ حسن اینست اگر گوش بداری — ای طالب فردوس برو سوے محمد

غزل حافظ

غلام نرگس مست تو تاجدارانند — خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند
ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز — وگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند
بزیر زلفِ دوتا چون گذر کنی بنگر — کہ از یمین و یسارت چہ بیقرارانند
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین — کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند
رقیب در گذر و بیش ازین مکن نخوت — کہ ساکنان در دوست خاکسارانند
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو — کہ مستحق کرامت گناہگارانند
نہ من بران گل عارض غزل سرایم و بس — کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند
تو دستگیر شو ای خضر پی خجستہ کہ من — پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند
برو بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد — کہ بستگان کمند تو رستگارانند

غزل عشرتی

از پنجۂ من چاکِ گریبان گلہ دارد — وز گریۂ من گوشۂ دامان گلہ دارد
گہ بت شکنم گاہ بمسجد زنم آتش — از مذہب من گبر و مسلمان گلہ دارد
از بسکہ بزندان غمت دیر بماندم — زنجیر بہ تنگ آمدہ و زندان گلہ دارد
دامانِ نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار — گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد
در بزم وصال تو بہنگام تماشا — نظارہ ز جنبیدنِ مژگان گلہ دارد
گہ گریہ و گہ خندہ و گہ آہ جگر سوز — ای عشرتی از وضع تو جانان گلہ دارد

غزل حافظ

حسب حالی نه نوشتی شده ایامی چند
محرمی کو که فرستم بتو پیغامی چند

ما بدان مقصد عالی نتوانیم رسید
هان مگر لطف شما پیش نهد گامی چند

چون می از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب
فرصت عیش نگهدار و بزن جامی چند

قند آمیخته با گل نه علاج دل ماست
بوسهٔ چند بر آمیز بدشنامی چند

ای گدایان خرابات خدا یار شماست
چشم انعام مدارید ز انعامی چند

زاهد از کوچهٔ رندان بسلامت بگذر
تا خرابت نکند صحبت بدنامی چند

عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بهر دل عامی چند

پیر میخانه چه خوش گفت بدردی کش خویش
که مگو حال دل سوخته با خامی چند

حافظ از تاب رخ مهر فروغ تو بسوخت
کامگارا نظری کن سوی ناکامی چند

غزل محمود

امروز دیگرم بفراق تو شام شد
در آرزوی وصل تو عمرم تمام شد

آمد نماز شام و نیامد نگار من
ای دیده پاس دار که خوابم حرام شد

بستم بسی خیال که بینم جمال دوست
آنهم نشد میسر و سودای خام گشت

خال تو دانه دانه و زلف تو دام دام
مرغی که دانه دید گرفتار دام شد

محمود غزنوی که هزاران غلام داشت
عشقش چنان گرفت غلامان غلام شد

غزل حافظ

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند
گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند

ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت
با من راه نشین بادهٔ مستانه زدند

شکر ایزد که میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند

جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه
چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند

آسمان بار امانت نه توانست کشید	قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند
قصهٔ عشق دل گوشه نشینان خون کرد	همچو آن خال که بر عارض جانانه زدند
ما بدان خرمن پندار زده چون نرویم	چون ره آدم پندار بیک دانه زدند
آتش آن نیست که بر شعلهٔ او خندد شمع	آتش آنست که در خرمن پروانه زدند
کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب	تا سر زلف سخن را بقلم شانه زدند

غزل مغربی

ز دریا موج گوناگون بر آمد	ز بیچونی برنگ چون بر آمد
چو نیل از بهر قومی آب گردید	برای دیگران چون خون بر آمد
چو این دریا بهیجون موج زن شد	حباب آسمان بیرون بر آمد
گهی در کسوت لیلی فرو شد	گهی از صورت مجنون بر آمد
چو باز آمد ز خلوتگاه بیرون	همان نقش درون بیرون بر آمد
ازین دریای بی امواج هر دم	هزاران گوهر مکنون بر آمد
اگر انسان نگردی آشکارا	کلام کنت کنزاً چون بر آمد
چو شعر مغربی در هر لباسی	بغایت دلکش و موزون بر آمد

غزل حافظ

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود که گوشهٔ چشمی بما کنند
دردم نهفته به ز طبیبان مدعی	باشد که از خزانهٔ غیبم دوا کنند
معشوق چون نقاب ز رخ بر نمیکشد	هر کس حکایتی بتصور چرا کنند
چون حسن عاقبت نه برندی و زاهدیست	آن به که کار خود بعنایت رها کنند
حالی درون پرده بسی نکته می رود	تا آن زمان که پرده برافتد چها کنند
پنهان ز حاسدان بخودم خوان که منعمان	خیر نهان ز بهر رضای خدا کنند

بی معرفت مباش که در من یزید عشق
اهل نظر معامله با آشنا کنند

گر سنگ ازین حدیث بنالد عجب مدار
صاحبدلان حکایت دل خوش ادا کنند

پیراهنی که آید ازو بوی یوسفم
ترسم برادران غیورش قبا کنند

می خور که صد گناه ز اغیار در حجاب
بهتر ز طاعتی که بروی و ریا کنند

بگذر بکوی میکده تا زمرهٔ حضور
اوقات خود ز بهر تو صرف دعا کنند

حافظ مدام وصل میسر نمی شود
شاهان کم التفات بحال گدا کنند

غزل عرفی

در چمن حور وشان انجمنی ساخته اند
چشم بد دور بهشتی چمنی ساخته اند

نه نشیند دل این طائفه در قصر بهشت
که بمعموری دلها وطنی ساخته اند

تیر آن غمزه حلال است ولی جمعی را
کز ولی جامه و از جان بدنی ساخته اند

لذت شعر تو عرفی همه عالم رفت
که ترا بلبل شیرین دهنی ساخته اند

غزل قاسم

این همه از عکس روی یار آن گلنار شد
بوستان شد باغ شد فردوس شد گلزار شد

آن خط مشکین که آمد بر رخ آن آفتاب
فتنهٔ آشوب دل شد مکر شد عیار شد

تار زلف عنبرینش بهر صید جان و دل
طوق شد زنجیر شد هم حلقه شد زنار شد

هر کسی در دور لعل میکش شیرین او
بیخبر شد پرنشه شد مست شد سرشار شد

شاد شو قاسم که آن سرکش صنم هر دم ترا
آشنا شد دوست شد محبوب شد دلدار شد

غزل ناصر علی

شمع رخسار تو تا روشن درین کاشانه بود
چشم ما پروانه و مژگان پر پروانه بود

امتیاز شهر و صحرا داشت از فیض جنون
ورنه مجنون را خرابیهای دل ویرانه بود

جوهر ز آهن بیک پیمانه می یافتم
دیدهٔ جوهرشناس ما آهین پیمانه بود

از نصیحتهای ناصح بے خبر افتادہ ام — این حدیث بے اثر در گوش ما افسانہ بود
از سخن ہرگز علی در مدح کس نگریختم — اختیار ما بدست ہمت مردانہ بود

غزل سخا

در شب ہجر تو شرمندۂ احسانم کرد — دیدہ از بس گہر اشک بدامانم کرد
شمۂ از گل روی تو بہ بلبل گفتم — آن تنک حوصلہ رسوای گلستانم کرد
سرگذشت از شب ہجران تو گفتم با شمع — آنقدر سوخت کہ از گفتہ پشیمانم کرد
زلف او بود سخا حاصل سرمایۂ عمر — شانہ آخر ز کفم برد و پریشانم کرد

غزل مردانہ

مسند شوکت شاہانہ مبارک باشد — شادی جشن و رنگخانہ مبارک باشد
گل گلزار زری پوش طرب ساز ہمین — مے سدا امید کہ جانانہ مبارک باشد
شیشہ بندی چہ خوش آویز گل آرایش — خوشنما ہچو پریخانہ مبارک باشد
پاندان چو گھڑہ دار گجرہ و عطر و گلاب — رونق بزم امیرانہ مبارک باشد
غزل طرفہ و تازہ بتلاش آوردے — طلب ہمت مردانہ مبارک باشد

غزل حافظ

ننویس دلا بیار کاغذ — بفرست بآن نگار کاغذ
اے باد صبا ببر بآن شوخ — از عاشق دلفگار کاغذ
ہرگز نہ نویسد او جوابم — ننویسم اگر ہزار کاغذ
تا نام تو نقش شد بر او ماند — بر صفحۂ روزگار کاغذ
بنویس ز روے مہربانی — بر حافظ دلفگار کاغذ

غزل

حسن تو دارد از حیا تعویذا — عشق را ہم بود وفا تعویذا

آفت وحسن وعشق چون مو ست — مهر دورا بابا ازحیا تعویذ
دم عیسے بمن نمود مگر — زلف آموخت بر صبا تعویذ
خاکساری پناه ما شده است — داده حشمت مباد پا تعویذ
مهر دل بزداغ حیری نیست — مکن ازجان حو وجب ا تعویذ
نیر حو اهی فسون یار یاست — این بود بهر هر بلا تعویذ
با دعا یار کن تصدق را — تا شود چهره با قضا تعویذ
بهتر از راستی پناهی نیست — این بود این بود خدا تعویذ

غزل عطائی

بتاب زلف آن خورشید خسارا — گرفتارم گرفتارم گرفتار
چون مجنون درطریق عشق لیلی — خبردارم خبردارم خبردار
زلیخا وار بهر عشق یوسف — خریدارم خریدارم خریدار
لبش گوئی که با ما در تبسم — پرستارم پرستارم پرستار
تمتع گویم از کویت نگردید — وفادارم وفادارم وفادار
ز دست دوست چون چشم عطا — گهربارم گهربارم گهربار

غزل امیر خسرو

نگار امراده بوقت سحر — شرابی که باشم ازان تخبه
تو خوش خفته بودی ومن کرده ام — دعا وثنا ها بوقت سحر
ترا مے کنم هم زنت راکنم — چنان خدمت مادران راپسر
مرا داده دیگران را بده — کلاه وقبا وکمر بند زر
میان دوران تو خواهم نهاد — یکے اسپ تازی دگر زین زر
چنان می زنم تا بخلقت رسد — عدوی ترا تیر اندر جگر

چرا ای زنانی تو از بند کان	چنین ساحر خسرو راز در

غزل مسعود

دل خون نشدی چشم تو خنجر نشدی گر	ره گر نشدی زلف تو ابتر نشدی گر
پرکار قضا دائره بر مه نکشیدی	خط بر رخت از مشک مدور نشدی گر
هندوی بچه ملک خراسان نگرفتی	یاری ده وی غمزهٔ کافر نشدی گر
در جنت فردوس کسی پا ننهادی	کان چاه زنخدان تو کوثر نشدی گر
مسعود یک از باده چنان مست نگشتی	کان جام دلاویز تو ساغر نشدی گر

غزل

ای برادر جهد کن تا تو نباشی بی نماز	روز و شب پرهیز کن از صحبت آن بی نماز
بی نمازان بت پرستان هر دو را دوزخ برند	در شریعت واجب آید کشتن آن بی نماز
زن مخواه از بی نمازان نیز دی را زن مده	تا نگردی دوزخی از شومت آن بی نماز
می شود لعنت شب و روز از خدا و از رسول	هم ملائک هم زمین هم آسمان آن بی نماز
بی نمازی خفته باشد تو مرو پرسش مکن	گر بمیرد بی نمازی تو مکن بر آن نماز

ردیف زای معجمه

غزل حافظ

روز عیش و طرب و عید و صیام است امروز	کام دل حاصل و ایام بکام است امروز
ای عروس فلکی رخ منما از مشرق	که مرا دیدن آن ماه تمام است امروز
محتسب بیهده گو پند مده رندان را	کان که با شاهدی نیست کدام است امروز
شیخ و واعظ که مرا منع ز زلفش کردند	دیدمش باز که چون مرغ بدام است امروز
گر بگویید خلائق که کنون حافظ را	چشم بر روی نگار و لب جام است امروز

غزل نجات

خط شب رنگ برویش ندمیدست هنوز	دام نظاره ز سنبل نکشیدست امروز

نشنیدست اذانی زبلال خط سبز — بانگ اسلام بگوشش نرسیدست هنوز
نام حسرش نشده گوش زد آب حیات — شکرش قصهٔ طوطی نشنیدست هنوز
روی وست زخط سبز نخورد دست لگش — پس دستی ز ندامت نگزیدست هنوز
نشنیدست نوا خانی بلبل زنجات — همچو گل رنگ ز رویش نپریدست هنوز

غزل امیر خسرو علیه الرحمة

جان زتن بردی و در جانی هنوز — دردها دادی و درمانی هنوز
آشکارا سینه را بشگافتی — همچنان در سینه پنهانی هنوز
ملک دل کردی خراب از تیغ ناز — کاندرین ویرانه سلطانی هنوز
ما ز گریه چون نمک بگداختیم — تو بخنده شکر افشانی هنوز
جور کردی سالها بر کافران — مهر رحمت با مسلمانی هنوز
هر دو عالم قیمت خود گفتهٔ — نرخ بالا کن که ارزانی هنوز
پیروی شاهد پرستی هم خوش است — خسروا تا کی پریشانی هنوز

نفس نفس مکن ای بو الهوس هوس بهوس — مرا چو مرغ اسیر قفس قفس بقفس
بغیر یاد خدا هر نفس که می گذرد — نه راحت است دران یکنفس نفس بنفس
گذشت قیس حزین وه هنوز می گوید — حدیث او ز زبان جرس جرس بجرس
رموز بزم نشینان برش نگو دانند — کند سخن بزبان مگس مگس به مگس
بهم لتیخ سعید اسخن که می نازند — بآزمودن گام فرس فرس به فرس

غزل ناصر علی

تا کجا رفتی که با من آه حسرت ماند و بس — هر نگه گردید هر آئینه چشم در نفس
حسرتم با تیست از شوق گرفتاری مپرس — آنقدر بر خویش بالیدم که خانگی شد قفس
رو بپای رهنما رفتن محال آمد محال — فیضها دیدند گمراهان ز فریاد جرس

آمد شبی بخوابم آن ماه پریشان پوش | چون صبح پیرهن چاک چون شمع طره بردوش
از تاب باده چون گل شبنم فشان زعارض | در لعل ساده چون مل سیلاب طاقت هوش
از تیر غمزهٔ او بسمل جگر پر آزار | در یاد جلوهٔ او بلبل چمن فراموش
گیسوی مشک فامش پیوند جان نازک | شمشاد خوش خرامش با شور حشر هم دوش
طغرای خط سبزش کان مصحفی ست ناطق | پیدا چو عکس طوطی ز آینه بناگوش
از تاب جعد پر فن دام بت برهمن | چون وفا بگردن زنار زلف بر دوش
پروای دل نداری خون شد ز بیقراری | دستی نمیگذاری بر شیشهای مجوش
گفتم حزین ندانی آئین جان فشانی | در کوی بی نشانی بنشین و هرزه مخروش

غزل

ای دل مسکین من سخت چو شد آن مباش | در پی دنیا مرو طالب چندان مباش
راه سلامت برو کوی ملامت مرو | کبر ز سر دور کن محرم رندان مباش
گرچه گنه کردهٔ بهر خدا توبه کن | باز گناهی مکن دشمن ایمان مباش
انچه بود در رق تو بلبش نه یابی نه کم | خاطر خود جمع دار هیچ پریشان مباش

غزل ناصر علی

خوشا رندی جدا گردیدن از خود بند ناموش | دو عالم گر شود برهم نجنبد دست افسوس
غرق شد پر تو حسنش جمالتها چه حسن ست این | بهر محفل که باشد خوشهٔ تاک ست فانوس
بدر رو آمد دل از بیدرری این خلوت آرایان | سن ودیری که شد از لب بت بانگ ناقوس
مپرس از خوبی رعنا گلستانی که می دارم | خط بند ست بر رخسار خوبان پای طاؤس
نفس نذر وفا کردم غبار کوی او رفتم | علی تا تاب گردم زبس گردم زمین بوس

از رقیب دلم نه یافت خلاص | مثل القاس لایحب القاص
محتسب خم شکست و بنده سرش | سن بالسن والجروح قصاص

آنچه پیش است جام می که مدام
مرده را زنده می کند به خواص

مطرب ماهی برد که بجیر بخ
مشتری آنچو زهره شد رقاص

مطلب از عشق جوی نه از عقل
تاکه خالص شوی چو زر خلاص

گوهر از بحر کی برون آرد
ترک سر تا نمی کند غواص

حافظا دل ز مصحف رخ دوست
خواند الحمد سورهٔ اخلاص

غزل حزین

هجران رسید کی بر دار روزگار فیض
شاخ بریده را نبود از بهار فیض

مستان اگر برند ز ابر بهار فیض
ما میبریم از مژهٔ اشکبار فیض

بی زخم ناوکی چه کشی صید عشق را
دل می برد ز غمزهٔ عاشق شکار فیض

می پرورد نگاه تو هر ذره را چو مهر
عام است دور چشم تو در روزگار فیض

در زم به تیره بختی خود عشق در نهان
تا برده ام ز ساقی مشکین عذار فیض

اقلیم بیخودی همه فصل ست خوش بهار
دیوانه می برد ز خزان و بهار فیض

نبود حزین زر روز صبح چشم ما
ایجاد می کند دل شب زنده دار فیض

غزل واله

هیچ دانی چه ازین جلوه گری بود غرض
خودنمائی به لباس بشری بود غرض

از خرام قد و رفتار بلا انگیزش
رشک سرو چمن و کبک دری بود غرض

ارچه می کرد چنین تیغ ستم را عریان
گر نه ابروی ترا فتنه گری بود غرض

رفته ام تازه ورت دربدرم پنداری
رفتن از کوی تو ام دربدری بود غرض

از ره آمده واله چو نظر هر سو کرد
کز آوردن ما جلوه گری بود غرض

غزل حزین

ای تاب سنبلت زده بر مشک ناب خط
حسنت کشید بر ورق آفتاب خط

چشم آن عذار ساده بنیارت ز چشم دید … شاید بر آورد گل رویش حجاب خط
محرومیم ز روی تو بسیار درد بود … جاے کہ شد ز لعل لبت کامیاب خط
رسم است موی را رسد از شعله پیچ و تاب … زان رو نمی شود نخورد پیچ و تاب خط
شب پرده پوش شمع کجا می شود حزین … آن حسن شوخ را نکند در نقاب خط

غزل حافظ

ردیف ظای معجمه

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ … کہ کرد جملہ نکوئی بجای ما حافظ
بیا کہ نوبت صلح است و دوستی و وفا … کہ نیست با تو مرا جنگ و ماجرا حافظ
اگرچہ خون دلت خورد لعل من بستان … بجان و دل ز لبم بوسہ خون بہا حافظ
چہ ذوق یافت دل من کہ گفتہ از لطف … مراست تحفہ جان بخش و دلربا حافظ
تو از کجا و امید وصال تو بہ کجا … بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ
بزلف و قد بتان دل مبند دیگر باز … اگر بجستی ازان بند و آن بلا حافظ
بیا بخوان غزل خوب تازہ شیرین … کہ شعر تست فرح بخش و غمزدا حافظ

غزل حزین

ردیف عین مہملہ

رخ بر فروختی زدی آتش بجان شمع … گل کردہ در حضور تو سوز نہان شمع
یک التفات گرم نمودی و سوختیم … پروانہ بیش ازین نبود میہمان شمع
عاشق ز بیم قتل ہراسان نمی شود … ہرگز کسی نکرد بہ تیغ امتحان شمع
تا صبح مجلس از من و پروانہ گرم بود … بیسوخت از حکایت ہجرانی بان شمع
کی روشناس مجلس روشندلان شود … تا چشم تیرہ را نہ گداز دز جان شمع

غزل حافظ

ردیف غین معجمہ

سحر بہ بوی گلستان ہمی شدم در باغ … کہ تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ
بچہرۂ گل سوری نگاہ مے کردم … کہ بود در شب تاری بروشنی چو چراغ

کشاده نرگس رعنا بحسرت آب ز چشم — نهاده لالهٔ حمرا بجان و دل صد داغ
زبان کشیده به تیغ چو سرزنش سوسن — دهان کشاده شقایق چو مردم ایغاغ
یکی چو باده پرستان صراحی اندر دست — یکی چو ساقی مستان بکف گرفته ایاغ
چمان بحسن و جوانی خویشتن مغرور — که داشت از دل بلبل هزار گونه فراغ
نشاط و عیش و جوانی چو گل غنیمت دان — که حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

غزل حزین

زندگی در جمع سامان رفت حیف — صبح در خواب پریشان رفت حیف
دانهٔ اشکی نیفشاندیم ما — عمر چون سیل بهاران رفت حیف
نور جان در ظلمت آباد بدن — چون چراغ زیر دامان رفت حیف
از بیابان رفت تا مجنون ما — شوخی از چشم غزالان رفت حیف
دل بامیدی درین وحشت سرا — از پی آهو نگاهان رفت حیف
بوی عشق از جیب مجنون برنخاست — این سفال کهنه ریحان رفت حیف
شیشها شد از می روشن تهی — نور چشم می پرستان رفت حیف
نالهٔ عاشق نمی آید بگوش — از چمن مرغ خوش الحان رفت حیف
ادل شب دل گداز دل حزین — شمع بزم ما بپایان رفت حیف

غزل حافظ علیه الرحمة

مباد کس چو من خسته مبتلای فراق — که عمر ما همه بگذشت در بلای فراق
غریب و عاشق و مسکین فقیر و سرگردان — کشیده محنت اندوه در بلای فراق
کجا روم چه کنم حال دل کرا گویم — که داد من بستاند دهد سزای فراق
اگر بچنگ من افتد فراق را بکشم — ز آب دیده دهم باز خونبهای فراق
فراق را بفراق تو مبتلا سازم — چنانکه خون بچکانم ز دیده های فراق

من ار کجا و فراق از کجا و غمزه کجا
چو بلبل سحری می زنم نوای فراق

مرا بگشت فراق وصال او حافظ
شکسته باد به سنگ فراق پای فراق

غزل حزین

ای نمک حسن تو شور نمکدان عشق
زلف خم اندر خمت سلسله جنبان عشق

تار زگیسو فکند پردهٔ اسرار را
می چکد از دامنت خون شهیدان عشق

شورش محشر دمید از دل دیوانه ام
صبح قیامت بود چاک گریبان عشق

در دل تفتیده ام آینه باشد خیال
گرم تر از اخگرست ریگ بیابان عشق

رنگ پر افشان من هدهد شهر سباست
آه فلک سیر من تخت سلیمان عشق

هر نفس از گلبنی ست شور صفیر بلند
نغمه پریشان زند مرغ گلستان عشق

بلبل طبع مرا بیهده گویا مکن
این من ودستان من کیست زباندان عشق

شکر چه گویم حزین دولت دیدار را
دیده گهر سنج حسن لب شکر افشان عشق

غزل طالب

کرشمه نازک و لب نازک و سخن نازک
زفرق تا بقدم همچو طبع من نازک

کسی که دید بناگوش او شبی درخواب
نیامدش به نظر برگ یاسمن نازک

بعهد نازکی لاله زار عارض او
گمان مبر که گلی روید از چمن نازک

هزار سوزن اشکم فزود بر مژگان
کسیکه بر تن او دوخت پیرهن نازک

نکرد غمزهٔ شیرین به تیشه داد الماس
که لوح فتنه تراشیده کوهکن نازک

چنان گداخته جوش جمال طالب را
که موبمو شده چون طبع خویشتن نازک

ردیف کاف فارسی

غزل قوجی

صحن چمن مست ز بوی گل صد برگ
نرگس قدحی خورده ز بوی گل صد برگ

داغ جگرم تازه ز جام می مژه است
این لاله خورد آب ز جوی گل صد برگ

آگاه نباشد ز شکست قدح من / بر رنگ نحو ر دست سبوی گل صد برگ
رنگ از رخ خورشید پریدست چها تا / پنهان نظری کرده بسوی گل صد برگ
قوچی دم صبح ست تماشای چمن کن / بگشا و چو قدح دیده بروی گل صد برگ

غزل قدسی

بیارم ولی اما چه دل صد گره حرمان در بغل / چشمه و خون در آستین اشکی و طوفان در بغل
یارب مرا ثابت قدم از کوی قاتل بگذران / من سر بجیب انداخته او تیغ عریان در بغل
گو قاصدی از کوی تو بهر نثار مقدمش / صد طفل اشک از دیده هم آید برون جان در بغل
بوی ترا یک صبحدم گر باد آرد در چمن / گل غنچه گردد تا کند بوی تو پنهان در بغل
نازم خدنگ غمزه را کز لذت دیدار او / هر دم ز راحتهای دل در دیده پیکان در بغل
روز قیامت هر کسی در دست گیرد نامه را / من نیز حاضر می شوم تصویر جانان در بغل
برقع ز عارض بر فگن یک صبحدم تا از صبا / گردد فراموش از صبح خورشید تابان در بغل
قدسی ندانم چون شود سودای بازار جزا / او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

غزل ناصر علی

از حیرت جمال تو ای آینه روی گل / هر شبنمی ست چشم پر آبی بروی گل
چون کاروان ناله بلبل روان شود / شبنم فغان کند چو جرس بر گلوی گل
بلبل نو بهار کند ترک آشیان / آتش فروز خانه خرابیست خوی گل
از رشته سرشک دل چاک دوختیم / کردم بتار بخیه ز شبنم رفوی گل
از تاب آفتاب رخش در چمن علی / هر شبنمی ست چشم پر آبی بروی گل

غزل اسیر

تمنای لبت پیمانه دل / نگاه گرمت آتش خانه دل
بیادت می روم صبحی بگلزار / که بلبل را کنم پروانه دل

شب از سودای زلفت سر گرنزیم ... جنون ور ناله مستانهٔ دل بگو
اگر بر دیدهٔ الفت نشیند ... نگردد آشنا بیگانهٔ دل
ز زخم و داغ اسیر بزم حیرت ... نکشد تصویرها در خانهٔ دل

غزل قدسی

من لذت درد تو بدرمان نفروشم ... کفر سر زلف تو بایمان نفروشم
در دل ز خیال گل روی تو خلیده ... خاری که بصد گلشن رضوان نفروشم
صد جان بستانم که دهد و منت از دوست ... دشوار بدست آمد و آسان نفروشم
صد خار خلد در جگر و لب نگشایم ... در باغ چو بلبل گل افغان نفروشم
کام دو جهان در عوض غم نستانم ... این جنس گرامی بکس ارزان نفروشم
قدسی من و تردامنی عشق چو زاهد ... هرگز بکسی پاکی دامان نفروشم

غزل کلیم

آتش دیگ هوس از دل سوزان گیرم ... آب لب تشنگی از آهن و پیکان گیرم
خوابم اینست که از دیدنت از هوش روم ... خوردنم اینکه سر انگشت بدندان گیرم
عرق خجلت من سیل وجود دم گیرد ... فقر را گر دهدم ملک سلیمان گیرم
روشن سوختن از داغ ز دام آموزم ... دل بخالی دهم و زلف پریشان گیرم
داد خویش ز ایام چه مے گیرد باز ... حیف باشد که بجز پنا ز دوران گیرم
نتوان بود کلیم این همه در بند لباس ... بهر اطفال سر شکی که بدامان گیرم

غزل مخلص

ماچون قلم سخن بزبان دگر کنیم ... چون کار ما بحرف رسد گریه سر کنیم
این خواری که بر همه کوی تو می کشیم ... هرگز نشد که نقل بجای دگر کنیم
از خاکیان بغیر سرافگندگی خطاست ... باید باصل خویش چو نرگس نظر کنیم

پیش کسی بخاک بریزیم آبرو — نانان خشک خویش بدین آب ترکنیم

دیدیم بس خلاف توقع ز دوستان — از صدق دل ازین سخن گذرد در سر کنیم

مخلص بما رعیت بیداد مشکل ست — گر در مدعا نبود ترک سر کنیم

غزل شفائی

امشب که در حضور تو مردانه سوختیم — صد داغ رشک بر دل پروانه سوختیم

از بادهٔ نگار تو سیر دن ز بزم وصل — رفتیم سرخوش و در میخانه سوختیم

آن لب گذشت در سر مستی بخاطرم — آهی زدیم و ساغر و پیمانه سوختیم

غمهای او که بر در دل حلقه می زند — اکنون کجا روند که ما خانه سوختیم

در عاشقی جنون شفائی زیاده شد — چندانکه داغ بر سر دیوانه سوختیم

غزل حافظ رح

این چه شوریست که در دور قمر می بینیم — همه آفاق پر از فتنه و شر می بینیم

هیچ شفقت نه برادر به برادر دارد — هیچ مهری نه پدر را به پسر می بینیم

مردمان روز بهی می طلبند از ایام — مشکل اینست که هر روز بتر می بینیم

دختران را همه جنگ ست و جدل با مادر — پسران را همه بدخواه پدر می بینیم

ابلهان را همه شربت ز گلاب و قندست — قوت دانا همه از خون جگر می بینیم

اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان — طوق زرین همه در گردن خر می بینیم

پند حافظ بشنو خواجه برو نیکی کن — که من این پند به از گنج و گهر می بینیم

غزل شمس الدین تبریزی رح

چه تدبیر ای مسلمانان که من خود را نمیدانم — نه ترسا و یهودیم نه گبرم نه مسلمانم

نه شرقیم نه غربیم نه بحریم نه برّیم — نه از ملک عراقیم نه از خاک خراسانم

نه از خاکم نه از آبم نه از بادم نه از آتش — نه از آدم نه از حوا نه از فردوس رضوانم

مکانم لامکان باشد نشانم بی نشان باشد — نه تن باشد نه جان باشد نباشد عشق جانانم
هو الاوّل هو الآخر هو الظاهر هو الباطن — بجز یا هو و یا من هو دگر چیزی نمیدانم
دوئی را چون بدر کردم یکی دیدم دو عالم را — یکی بینم یکی جویم یکی خوانم یکی دانم
الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم — بجز مستی و بدهوشی دگر چیزی نمیدانم

غزل فخری

گفت جانان سوی ما بگذر بسر گفتم بچشم — گفت ترک جان کن و در ما نگر گفتم بچشم
گفت بنما چیست چشمت گفت ابر نوبهار — گفت آبی زن بخاکم رهگذر گفتم بچشم
گفت بر میدارم از رخ پرده گفتم لطف تست — گفت چشم خویش را گو این خبر گفتم بچشم
گفت جای من کجا لائق بود گفتم بدل — گفت خواهم غیر ازین جای دگر گفتم بچشم

غزل شمس الدین تبریز

ما در دو جهان غیر خدا یار نداریم — جز یاد خدا هیچ دگر کار نداریم
درویش و فقیریم درین گوشهٔ دنیا — با نیک و بد خلق جهان کار نداریم
ما مست صبوحیم ز میخانهٔ توحید — حاجت بمی و بادهٔ خمار نداریم
با جامهٔ صد پاره و با خرقهٔ پشمین — بر خاک نشینیم و ازین عار نداریم
گر یار وفادار نداریم عجب نیست — ما یار بجز حضرت جبار نداریم
ما شاخ درختیم پر از میوهٔ توحید — هر رهگذر سنگ زند عار نداریم
ماتم زدگانیم درین گوشهٔ دنیا — چون زاغ گذر بر سر مردار نداریم
بنگر تو دل خستهٔ شمس الحق تبریز — ما جز هوس دیدهٔ دیدار نداریم

غزل شرف بوعلی قلندر رح

غیرت از چشمم برم روی تو دیدن ندهم — گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندهم
[illegible] زلف تو گر [illegible] — [illegible]

اگر تسبی دست دہد وصل تو از جانب شوق | تا قیامت نشود صبح و میدان ندہم
شرف گر باد وزد بوی ز زلفش ببرد | باورانیز درین ویر و ز دیدن ندہم

غزل مولانا روم علیہ الرحمۃ

بسم اللہ ابتدای کلام من آلسین | رحمٰن والرحیم ترحم لخاطئین
الحمد مستلا اُبا وجہک الکریم | للہ لیس غیرک یا رب العالمین
وارند ہر کسے بتو چشم ترحمے | رحمٰن والرحیم بہ بخش وخطا مبین
ایاک نعبد از سر صدق و صفا بجان | سے الیل والنہار وایاک نستعین
دردار ملک حسن توئی مالک الرقاب | در معرض خطاب توئی شاہ یوم دین
واریم رہ بخاک درت اہدنا الصراط | المستقیم من ہو یہدی الی الیقین
راہی کہ رہروان طریق تو رفتہ اند | مارا دران صراط بدہ راہ الذین
النعمت منک مالک فضل علیہم ہون | غیر غضب کہ ہست ز مغضوب والحزین
آہ از عتاب گر تو نباشی شفیع را | ما جملہ گشت در صدد وسلک ضالین
یا رب بحق احمد و اولاد پاک او | یا رب بحق حیدر کرار تابعین
گرحاضران دریغ ندار ند لطف خویش | یاران مستمع ہمہ گو ئید آمین
مولانا روم گفت ز مدح کلام حق | شعری کہ شد ز جملۂ اشعار ہا گزین

توئی در ملک جان خسرو چہ خسرو خسرو خوبان | بود تحکل قدرت فتنہ چہ فتنہ فتنۂ دوران
جمالت مجمع با ستدچہ مجمع مجمع خوبے | چہ خوبی خوبی یوسف چہ یوسف یوسف کنعان
دہانت غنچہ با ستدچہ غنچہ غنچۂ دلکش | چہ دلکش دلکش خرم چہ خرم خرم خندان
بسر زلفت سیکے ہندو چہ ہندو ہندو کافر | چہ کافر کافر رہزن چہ رہزن رہزن ایمان
چہ خسرو بندہ باشد چہ بندہ بندۂ عاشق | چہ عاشق عاشق بیدل چہ بیدل بیدل حیران

غزل جامی علیہ الرحمۃ

عارض ست این یا قمر یا لالہ احمر است این ... یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہا ست این
قامت ست این یا الف یا سرو یا نخل مراد ... یا مگر گلدستۂ باغ جنان آراست این
چشم تو جادوست یا آہوست یا صیاد خلق ... یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلاست این
زلف تو زنجیر یا قلاب یا مشک ختن ... سنبل تر یا سمن یا عنبر سارا ست این
یا رب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح ... یا ہلال عید یا ابروے یار ماست این
یا رب این خورشید تابانست یا ماہ تمام ... یا فرشتہ یا پری یا شوخ بی پرواست این
حقۂ لعل ست یا سر چشمۂ آب حیات ... یا دہن یا میم یا طوطی شکرخاست این
کوی تو کعبہ ست یا خلد برین یا بوستان ... یا گلستان ارم یا جنت الماواست این
قمری باغ جنان یا بلبل بے خانمان ... طوطی شکر زبان یا جامی شیداست این

غزل مسیح رحمۃ اللہ علیہ

طاق محراب دعا یا خود خم ابروست این ... قبلۂ حاجات عالم یا رخ نیکوست این
یا قیامت یا بلا یا فتنۂ آشوب شہر ... یا نہال باغ جان یا قامت دلجوست این
پرتو نور تجلی یا شعاع اقدس است ... خندۂ صبح قیامت یا فروغ روست این
کافر و مومن گذارد ظالم و مظلوم کشت ... ساحر سحر آفرین یا نرگس جادوست این
حلقۂ فتراک چشمش دام چین دلفریب ... یا کمند عنبرین یا پیچش جادوست این
نسخۂ احباب پریشان رشتۂ عمر مسیح ... چتر یا طول امل یا کاکل خوشبوست این

غزل حزین

کوتاہ ماند دست تمنا در آستین ... داریم گریہ بے تو چو مینا در آستین
تا صبح حشر پردہ نشین ست ہمچنان ... از شرم ساعد ید بیضا در آستین
روشن چراغ مسجد و میخانہ از من ست ... در دست سبحہ دارم و مینا در آستین
دارند عالمی چو حزین نیاز مند ... در راہ تیغ ناز تو جانہا در آستین

غزل برهمن

بهار آمد نظر بر سبزه و گل می توان کردن — بگلشن آشیان مانند بلبل می توان کردن
دو روزی داد عیش و کامرانی میتوان دادن — زفکر دور بین روزی تغافل می توان کردن
همین حسن عمل زاد طریق سالکان باشد — واغنیها باسباب توکل می توان کردن
نظر بر اصل هر چیزی بباید مرد عارف را — ز هر چیزی نظر بر رشته گل می توان کردن
زنا هموار دنیا گذر کردن بود اولی — برهمن هر چه پیش آید تحمل می توان کردن

غزل کلیم

هر دم مشو سوار بقصد شکار من — آتش مزن بخانه ازین شهسوار من
کوتاه گشته از همه جا رشته امید — از بسکه روزگار گره زد بکار من
شد سینه چاک و سوزن مژگان تو دوخت — چون رشته سرشک نیاید بکار من
زنگار گیر آینه گر در بغل نهم — از بس مکدرست دل پر غبار من
گر مست بسکه بزمم از سوز دل کلیم — شمع از دو سو گداخته بر مزار من

غزل شمس الدین تبریزی

مالک الملک لا شریک له — وحده لا اله الا هو
عاشقان جان و دل نثار کنند — بر در لا اله الا هو
مصطفی یافت در شب معراج — خلعت لا اله الا هو
صوفیان گر بهشت می طلبند — ذکر شان لا اله الا هو
باغبان قدیم لم یزلی — صفتش لا اله الا هو
طوق لعنت فگند بر ابلیس — غیرتش لا اله الا هو
مومنان را نعیم شد روزی — برکتش لا اله الا هو
خوش درختیست در میان جهان — میوه اش لا اله الا هو

شمس تبریز گر خدا طلبے — خوش بخوان لا الہ الا ہو

غزل جامی علیہ الرحمۃ

ای دلِ من صید دامِ زلفِ تو — دام دلہا گشت دامِ زلفِ تو

زلف تو بالاے سر دارد مقام — بس بلند آمد مقامِ زلفِ تو

بند شد در زلف تو دلہا تمام — دام بند آمد تمامِ زلفِ تو

داد تشریفِ غلامے بندہ را — زلف تو اسے من غلامِ زلفِ تو

لائقِ رخسار گلرنگ تو نیست — جز نقاب مشک فامِ زلفِ تو

رم کنند از دام مرغان وین عجب — جانب آرام رامِ زلفِ تو

صبح اقبال ست طالع ہر نفس — بندہ جامی را ز شامِ زلفِ تو

غزل حافظ رح

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو — بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو

با صنمے چہ لعبتے خوش بنشین بخلوتے — بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو

بر ز حیات کے خوری ار نہ مدام می خوری — بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو

شاہد دلربای من می کند از برای من — نقش و نگار رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

ساقی سیم ساق من مست منم بیار پیش — زود کہ پر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو

بادِ صبا چو بگذری بر سر کوی آن پری — قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

این نہ ابروست نوشتہ ست خدا بسم اللہ — کہ سر نامہ نویسد ہمہ جا بسم اللہ

بس ہلاکست دلم بجز تجلّے رخت — یکدم از بہرِ خدا روی نما بسم اللہ

ہر کہ دیدست رخت را چہ ملائک چہ بشر — ہمہ خوانند بروی تو دعا بسم اللہ

ہر کہ بی عشق بمیرد بیقین مردار است — نیست بر مردۂ مردار روا بسم اللہ

گشته مسدود به پیری همه ابواب نشاط ... شد قیامت به در توبه بیا بسم الله
چند از چشم کنی با من دلخسته ستیز ... گر حیا برو سر صلحت بیا بسم الله
صحبت یار با غیار چو دیدم خواندم ... لنزا لاحول با غیار روا بسم الله
عاقبت هست محمد چو شفیعم یارب ... حافظم ساز بدنیا همه جا بسم الله

غزل پیر انصار تبریز

ای ز درد دست بیدلان را بوی درمان آمده ... یاد تو مر عاشقان را مونس جان آمده
صد هزاران همچو موسی مست در هر گوشهٔ ... رب ارنی گو شده دیدار جویان آمده
سینها بینم ز سوز هجر تو بریان شده ... دیدها بینم ز درد عشق گریان آمده
عاشقانت نعرهٔ الفقر فخری می زنند ... بر سر کوی ملامت پای کوبان آمده
صد هزاران عاشق سرگشته بینم از الست ... در بیابان غمت الله گویان آمده
پیر انصار از شراب شوق خورده جرعهٔ ... همچو مجنون گرد عالم مست و حیران آمده

غزل سعدی رح

ای ماه عالم سوز من از من چرا رنجیدهٔ ... وی شمع شب افروز من از من چرا رنجیدهٔ
یک شب ترا مهمان کنم تا جان و دل قربان کنم ... جای تو در چشمان کنم از من چرا رنجیدهٔ
ای جان من جانان من بر من نگر سلطان من ... یکشب بیا مهمان من از من چرا رنجیدهٔ
من عاشق زار توام از جان وفادار توام ... تا زنده ام یار توام از من چرا رنجیدهٔ
من عاشق دیوانه ام اندر جهان افسانه ام ... تو شمع و من پروانه ام از من چرا رنجیدهٔ
رنجیدهٔ رنجیدهٔ از من گنه چه دیدهٔ ... دائم گنه بخشیدهٔ از من چرا رنجیدهٔ
بنگر ز عشقت چون شدم سرگشته و مجنون شدم ... چون لاله دل پر خون شدم از من چرا رنجیدهٔ
گر من بمیرم در غمت خونم فتد در گردنت ... فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدهٔ
ای سرو خوش بالای من وی دلبر رعنای من ... لعل لبت حلوای من از من چرا رنجیدهٔ

من مسعدی دنخواه تو ابرے تو چون ماه تو … من یار نیکو خواه تو از من چرا رنجیده

غزل حزین

دمی از چمن مستانه پیراهن قباکرده … چو بوی گل گذشتی تکیه بر باد صبا کرده
بمغز نوبهار از عطر گیسو عطر افگنده … دماغ غنچه را از بوی سنبل مشکسا کرده
غزالان حرم را سر بصحرا داده از وحشت … نگاه سرمه سا را آهوی دشت خطا کرده
زمی موج تبسم در لبت رشک شفق گشته … صبوحی زن برنگ صبح پیراهن قبا کرده
زخط عنبرین خورشید را در مشک تر بسته … ز زلف پر شکن صد عقده در کار صبا کرده
گریبان چاک و سرخوش همچو نرگس جام می برکف … چو گل بر پیرهن بند قبای ناز وا کرده
کباب دل ز شور گفتگو بیتاب و در نمکس خفته … تبسم را چو موج نکهت مے نشه را کرده
بکف تیغ تغافل طرف دامن بر میان بسته … زخون بیگناهان کوی خود را کربلا کرده
دهن را در لطافت موج گرداب بقا گفته … مگر معنے به باریکی دیوان ادا کرده
ز ابرو زخمها بر تارک تیغ قدر رانده … بمژگان رخنها در سینهٔ تیر قضا کرده
کمند ناز در گردن زکاکل مست رعنائے … بتقریب نگه چشم سیه را نکته زا کرده
حرامم باد بی لعل تو ذوق می گساریها … بجای باده خون در ساغرم ساقی بجا کرده
حزین از هر سر موی روان دارد تمنائے … نمیدانی که مژگان تو با جانش چها کرده

غزل شهرت

خدایا دیده ام را آبروی ابر نیسان ده … سرشکم را گهر کن گریه ام را موج عمان ده
گهر ما را ز چشم ابر نیسان آبرو دادی … باطفال سرشکم طالع اشک یتیمان ده
سواد دیده را آئینه گیتی نما کردی … سویدای دلم را روشنی از نور عرفان ده
مرا کز بی وجودی یکجهان گم گشتگی دارم … اگر خواهی که پیدا ای دهی از لطف پنهان ده
چو شهرت کے دماغ سایهٔ بال هما دارم … سر شوریده ام از هوای خویش سامان ده

غزل حافظ علیه الرحمة

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ — انی رایت دھرا من ہجرک القیامہ
ہر چند کازمودم از وی نبود سودم — من جرب المجرب حلت بہ الندامہ
دارم من از فراقت در دیدہ صد علامت — لیس الدموع عینے ہذا لنا العلامہ
پرسیدم از طبیبے احوال عشق گفتا — فی قربہا عذابا من بعدہا سلامہ
گفتم ملامت آید گر گرد دوست گردم — واللہ ما راینا حبا بلا ملامہ
باد صبا ز ما ہم تا گر نقاب برداشت — کالشمس والضحیٰہا طلع من الغمامہ

حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیرین
حتے یذوق منہ کاسا من الکرامہ

غزل عرفی رح

کردم ز شراب ناب توبہ — در کردہ نا صواب توبہ
مے ساختمش بیادہ ممزوج — بے خستگی از گلاب توبہ
در لفظ شراب چون بود تاب — با آتشہ سلیے ز آب توبہ
در نفس بیادہ چون شریکیست — صد بار ز شہد ناب توبہ
مستانہ اگر رود سمندم — پایم کند از رکاب توبہ
گر عرض کنم زمان مستی — از تشنہ کند سراب توبہ
گر داوند استم بسنجند — ز اسلیب کند عذاب توبہ
مے دیدم و پیچ و تاب خوردم — از خوردن پیچ و تاب توبہ
تا بادہ بخواب ہم نہ بینم — شاید کہ کند ز خواب توبہ
ہر دم ز نتائج گناہم — صد بار کند کباب توبہ
صد فوج گنہ کند بہ یکدم — چون تیغ کشد قراب توبہ

دل توبه کنان و نفس گوید — از توبه ناصواب توبه

در عهد شباب توبه کردم — ایمن بود از شباب توبه

در کشور هند عشرت انگیز — کی دید کسی بخواب توبه

میلم بفغان و شیون اولیست — زاهنگ نی و رباب توبه

لب زهر ترانه چند ریزد — از ریزش این لعاب توبه

حسن تنک بتان چه بینم — از دیدن آفتاب توبه

از درگه مرگ باز گشتم — ناگفت جهان بتاب توبه

در حالت بیم موت کاندم — بیدار شود زخواب توبه

زاندیشهٔ مرگ توبه کردم — وان را نکنیم حساب توبه

چون صحت یافتم ز تشویش — کز صحبت بی صواب توبه

نو توبه شدم که خانهٔ فسق — بی شبهه کند خراب توبه

زین پس من و خلوت عبادت — وز صحبت شیخ و شاب توبه

از هر که نه اهل شهر پرهیز — وز هر چه نه در کتاب توبه

گر روت همه گوش و لب ببندد — از هر که کند خطاب توبه

گر زحه دو ملک سوال می کن — من کرده ام از جواب توبه

عرفی چه کنی بتوبه نازش — هشدار که شد خراب توبه

مخروش که تائب از شرابم — تا که شود و شراب توبه

از توبه مثال تا نگردد — بی مغز تر از حباب توبه

منت بر کس نهی که کردی — ز آب و دهن گلاب توبه

سی سال ز نفس معصیت زا — اکنون و پیش ثواب توبه

بر کیسه مهٔ دو زکیسه‌ها چیر — تا نگسلد از طناب توبه

این بسکه باستین رحمت — راند زرخت باب توبه
ما توبه بهر دوست کردیم — از ما کند احتساب توبه
این بسکه و بال ما نگردد — در کش کش حساب توبه

غزل حافظ رح

احد اسامع المناجاتے — صمد اکافی المهماتے
زیر و بالائے توانم گفت — خالق الارض والسمواتے
حاجتِ خویش از تو می خواهم — زانکه قاضیِ جمله حاجاتی
هیچ پوشیده از تو پنهان نیست — عالم السر و الخفیاتی
شکر فضل تو کے توانم گفت — حافظا فے جمیع حالاتی

غزل شمس الدین تبریز رح

یارسول الله حبیبِ خالق یکتا توئی — برگزیده ذوالجلال پاک بی همتا توئی
نازنینِ حضرتِ حق صدر بدرِ کائنات — نورِ چشم انبیا چشم چراغِ ما توئی
در شبِ معراج بودی جبرئیل اندر رکاب — پا نهاده بر سر یر گنبد خضرا توئی
یارسول الله تو دانی امتانت عاجزند — عاجزان را رهنمائے جمله را ما دا توئی
شمس تبریزی چه داند نعتِ پیغمبر زبر — مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید اعلا توئی

غزل مولوی جامی رحمة الله علیه

یارسول عربی شاهِ سوار مدنی — بلبل مکه و بطحا و سهیل یمنی
در حریم حرم خاص تو جبرئیل امام — کمترین بندهٔ درگاه اویس قرنی
تو که در باغِ رسالت چو قدت سروِ ترا — سرو باغ ملکوتی و گل یاسمنی
تخم بران روضه کن و خاکِ درِ تو جامی — زانکه تو بلبل آن باغ و فائی چمنی

غزل قدسی

مرحبا سید مکی مدنی العربی — دل وجان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم — اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را — بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم — زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور — زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر — اے قریشے لقبے ہاشمے و مطلبے

نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام — زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات — لطف فرما کہ ز حد می گذرد تشنہ لبی

شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت — بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی — آمدہ سوی تو قدسی پی درمان طلبی

غزل سعدی

لالہ رخا سمن برا سرو روان کیستی — سنگدلا ستمگرا آفت جان کیستی

ہر چمنے کہ رستۂ نرگس دستہ بستۂ — قدر شکر شکستۂ غنچہ دہان کیستی

دام نہادہ میروی مست ز بادہ میروی — تیر کشادہ میروی سخت کمان کیستی

آبروی تو چو ماہ نو بردہ ز ماہ نو گرو — آفت جان من مشو فتنۂ جان کیستی

سعدی اگر غلام تو مست شدہ ز جام تو — جام می بدہ باورروح روان کیستی

غزل حضرت امیر خسرو رح

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری — ہر چند وصفت می کنم لیکن ازان بالاتری

آفاق را گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام — بسیار خوبان دیدہ ام اما تو چیزی دیگری

تا نقش می بندد فلک کس را نداد این نیکوی — حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

ہرگز نیاید در نظر صورت زرویت خوبتر — شمسے ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری
وز هر چه گویم بهتری حقا عجائب دلبری

عزم تماشا کرده آهنگ صحرا کرده
این جان و دل تهر ده اینست رسم دلبری

عالم همه یغمای تو خلق جهان شیدای تو
آن نرگس شهلای تو آورده رسم کافری

خسرو غریب است و گدا افتاده در شهر شما
باشد که از بهر خدا سوی غریبان بنگری

غزل

شاه یکی سپاه یکی یار یکی سخن یکی
مهر یکی و ماه یکی یار یکی سخن یکی

دلبر جادوان یکی جلوه کردنان یکی
مخفی و هم عیان یکی یار یکی سخن یکی

قائمی جمله تن یکی حاصل مرد و زن یکی
انهمه پیش من یکی یار یکی سخن یکی

منعم بینوا یکی بادشه و گدا یکی
بیدل و دلربا یکی یار یکی سخن یکی

ملت و مذهبم یکے باهمه مشربم یکے
ناله زار هم یکے یار یکی سخن یکے

سرور اولیا یکے خاتم انبیا یکے
در همه جا خدا یکی یار یکی سخن یکے

نغمه ساز ما یکے با همه راز ما یکے
راز یکے نیاز یکی یار یکے سخن یکی

فخر همه جهان یکی روز و شب و مکان یکے
همدم دوستان یکی یار یکے سخن یکی

خواجه دو سرا یکی مقصد اصفیا یکے
حضرت مصطفے یکی یار یکے سخن یکی

صدر شریعتم یکی قطب طریقتم یکے
سر حقیقتم یکے یار یکے سخن یکی

غزل رنجوری

نوبهار است جنون چاک گریبان مددے
آتش افتاد بجان جیب و دامان مددے

گرمی عشق تہی در جگر آتش افروخت
تشنگی سوخت مرا ای لب جانان مددے

راه گم گشته بپا آبله و منزل دور
خار صحرا مددی خضر بیابان مددے

جام مے ناب بدست تو تغافل تا چند
گشته مخموری می ساقی مستان مددے

ونظیر

هر تفرقه دل و ضعف جگر سے تا بہ
پستهٔ لب مدوی سیب زنخدان مدوی

مضطرب بے ساختہ بیدار ترا رنجوری
فخر دین فخر جہان مرشد پاکان مدوی

مستزاد رومی

هر لحظه بشکل آن بت عیار برآمد - دل برد و نهان شد
هر دم بلباس دگران یار برآمد - گه پیر و جوان شد

آن یار همین بود که می کرد شبانی - اندر ید بیضا
ور چوب شده بر صفت مار برآمد - زان سحر کنان شد

گر نوح شده کرد جهان را بدعا غرق - خود رفت بکشتی
گه گشت خلیل و ز دل نار برآمد - آتش گل از آن شد

یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصی - آن جلوه گر عالم
در دیدهٔ یعقوب چو انوار برآمد - تا دیده عیان شد

یونس شده در بطن سمک رفت بدریا - از بهر تجارت
موسی شده جو بیضهٔ انوار برآمد - بر طور روان شد

خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه - خود رند سبوکش
خود بر سر آن کوزه خریدار برآمد - بشکست و روان شد

خود گشت صراحی و می و ساغر و ساقی - خود بزم نشین شد
خود آن می و سرمست به بازار برآمد - شور دل و جان شد

نی نی که همین بود که میگفت انا الحق - در صورت آدم
منصور نبود آنکه بر آن دار برآمد - نادان بگمان شد

این جامه همین بود که می آمد و می رفت - هر قرن که دیدی
تا عاقبت آن شکل عرب وار برآمد - دارای جهان شد

رومی سخن کفر نگفته ست نگوید - منکر مشویدش
منکر شده آنکس که بانکار برآمد - مردود جهان شد

مستزاد

خود نقد شد از مخزن اسرار برآمد - خود گنج عیان شد
خود بود که خود بر سر بازار برآمد - بر خود نگران شد

در کسوت ابریشم و پشم آمد و پنبه - تا خلق بپوشد
خود در صفت جبه و دستار برآمد - لبس همگان شد

در صین بتان خواست که خود را بپرستد - خود را بپرستید
خود گشت بت و گاه پرستار برآمد - خود چین عیان شد

در موسم نیسان ز سما شد سوی دریا - در هیئت قطره
از بحر بشکل در شهوار برآمد - در گوش شهان شد

خود بزم شد و می خور و خود ساغر و ساقی - خود پیر خرابات
خود می شد و خود از خم خمار برآمد - خود کوزه کشان شد

خود بر تن خود تیغ جفا زد ز سر قهر - خود مرهم او گشت
خود در صفت مردم بیمار برآمد - خود فاتحه خوان شد

مستزاد قاسم

چون خسرو خوبان سوار بر آمد - شاهسوار دو کان شد
بر هر سر بازار خریدار بر آمد - تنگ نگران شد
با ناز و نزاکت سحبان کرد نگه هی - از دیده جادو
تسخیر جهان کرد بانگ بر آمد - با مار روان است
خود خواست که هر باغ پر از شور نماید - از بهر تماشا
خود گل شد و بلبل شد و گلزار بر آمد - خود باز خزان شد
خود کو کبنا مسجود از بهر عبادت - خود گشت مودن
خود صورت میخانه و خمار بر آمد - خود جام کشان شد
از بهر تنبع خواست سفر کردن و دریا - کشتی طلب ساخت
خود راکب کشتی شد و نجار بر آمد - خود بادبان شد
خود بود که می آمد و می رفت به هر باب - در پرده مختفی
گاهی بجهان محرم اسرار بر آمد - بیگانه بیان شد
خود خواست که از دار فنا حلق بیاید - خود گشت طبیب
خود گشت سقیم و تن بیمار بر آمد - خود ناله کنان شد
خود روح شد و جان تن خاکی نموده - خود قائم ارکان
خود مادر و دختر شد و دل زار بر آمد - خود گوهر کان شد
گر روی خود آراست و شد یوسف کنعان - محبوب دو عالم
خود گشت زلیخا و طلبگار بر آمد - خود طعنه زنان شد
خود می شد و خود ساغر و خود ساقی و مفتی - خود پیر خرابات
خود مست شد از ساغر سرشار بر آمد - خود دور زمان شد
واحد به سخن گفتن و قسمت نه مجاز است - از دیده جان بین
منصور حسینی بسر دار بر آمد - بالا ز جهان است

مستزاد حسام

آن کیست که تقریر کند حال گدا را - در حضرت شاهی
گر نامه گل با چه خبر باد صبا را - جز ناله و آهی
هر چند نیم لائق درگاه سلاطین - امیدیم پیر
شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را - گاهی بنگاهی
بر خرمن گل مار سیه خفته کدام است - یعنی که در آن زلف
چیست که تنخواه تو بر ترک خطا را - از هند و سپاهی
تا چاه زنخدان تو شد مسکن دلها - ای یوسف ثانی
صد یوسف گم گشته فرو رفته شما را - در هر طرف چاهی
اندام تو در بند قبا تر طبنا شد - الا که به و زند
از لاله سیراب تند تو قبا را - در غنچه کلاهی
بر شعر متین حسن تو کر سینه بخواند - از این هم حسام است
بر معجز عیسی نبود دست قضا را - حجت بگواهی

بحر طویل

دوش رفتم سوی بازار ستی دیدم و خونخوار دو گیسو چو سیه مار زده حلقه بر خسار رخش
چون رخ مهتاب بدن صاف چو سیماب دو ابروی چو محراب بر روی عنبر بوی کمر

موی ملوکوی دلم برو بجادوی من بلسیر و پارا - ناگهان سوی من آن وید بجنبید در حشید مرا گفت کجائی و پرانی تو جگر ریش نکو دار دل خویش نخم مرهم بر ریش کنم چاره شمارا + گفتم ای دلبرجانی بخدا جان جهانی تا ابد باد جوانی سرخوش باش رمانی گو بمیت راز نهانی + که کنی گوش رسہ ہوش بکن بزم چو فردوس مرا گیر در آغوش شوم از بیخودی بیهوش تسود عقل شمارا + آن پری چهره بصد مهر مرا برد بخانه بزم آراست شهانه بهمه جنگ و چغانه تیشه را روی کشاده بمن دل شده داده دست بر دست نهاده چون شده چاک دماغم زمیان رفت بجانم از دو پا جامه کشیدم بر سر گنج رسیدم قفل و استد بکلیدم تازگی یافته جانم پس ازین قصه چه خوانم لذت یاوی با

مخمس خواجه حافظ علیه الرحمة

در عشق تو ای صنم چنانم | کز هستی خویش در گمانم
هرچند که زار و ناتوانم | گر دست دهد هزار جانم

در پای مبارکت فشانم

ای بسته کمر ز دور و نزدیک | برخون تمام ترک تاجیک
در مسلک اخلص الممالیک | گر خانه محقرست و تاریک

در دیده روشنت نشانم

گفتم که چو گشته‌ام بزاری | زین بیش رهٔ مرحمت سپاری
بر دل رقم وفا نگاری | تو خود سر وصل ما نداری

من عادت بخت خویش دانم

گر غمزهٔ تو زند به تیرم | گر ترک فلک کند اسیرم
کدم بود ز تو گزیرم | من ترک وصال تو نگیرم

الا بفراق جسم و جانم

بخت کرد سرنیازی | در حضرت چو تو دلنوازی

معروض کنم شکسته زاری | هیهات که چو تو شاهسواری

تشریف دهد در آشیانم

هرچند ستمگری ترا خوست | کم کن تو جفا که این نه نیکوست
گیرم که دلت ز آهن و روست | آخر بسرم گذر کن ای دوست

الکاد که خاک آستانم

من از تو بجز وفا نجویم | بیرون ز گل وفا نبویم
الا ره بندگی نپویم | اسرار تو پیش کس نگویم

اوصاف تو پیش کس نخوانم

گیرم ز ره وفا کشودم | تا مهر بمهر بر فسردم
خود و هرانچه سعی نمودم | آخر نه من و تو دوست بودم

عهد تو شکست من همانم

گر سر ببری به تیغ تیزم | از کوی وفات برنخیزم
ور زانکه کنی تو ریزه ریزم | من مهرهٔ مهر تو نریزم

الا که بریده استخوانم	
گر گفته‌ام به پیش جیلی	هر یک لعبه‌ای از سهیلی
جز تو کنم به غیر سهیلی	ممنونم از هوای لیلی
ملک عرب و عجم ستانم	
ای وصل تو وصل شادمانی	دائم مراد دل برانی
یا حافظ خود بگو عیانی	دائم مراد دل و جانی
سهل است ز خویشتن مرانم	

آنا که کسان عهد جویند	هر روز مرا دس چو پیسه
تا کس سر از چون بپویند	گر نام تو برسرم بگویند
فریاد مرا به ار روانم	
گشتم صبا برآرد ویت	آشفته تیره دل چو ویت
هرچند نمی رسم بکویت	تا ... کار عراق رفت
زاری به فلک می رسانم	

قطعات

قطعات

یا رب ز نوم دگر ز نیض نتوانی [illegible]
چو حکم بخشش کی الکه با نقد ببار
روح القدس آن ز دو شنی
از قسم ... رم از جسد
بگفت سحر گمان که یارب
در دولت و حشمت
... خسرو دی با نانا
منصور ... ۱۹

ای کریمی که از خزانه غیب
دوستان را کجا کنی محروم
مجاز تی قاصدی پیش لب بردم
لبی بر و نهادم ز غایت تعظیم
چشم عبرت برگشا و حال تا بازانگر
پرده داری بکند طاق کسری عنکبوت
ای که اندر روزگار می طلبی
فکر مال و منال و حشمت و جاه
سال تاریخ حال اصل و نسل و بخت
سال ... زوال بگو ... جان ...
به گوش جوش تسبیحی ... و او
که به عزیزی کسی که خاک ... نصیب

اگر بر تر سا وظیفه خور داری
تو که با دشمنان نظر داری
برای بوسه ز ترک ... سیدم
را به رش نهادم زمین ببوسیدم
تا چسان از گردش چرخ دون گردان ...
چند نوبت میزند بر گنبد افراسیاب
فرخ و عیش و فرحی و طرب
همه بگذار و شاعری بطلب
یارب ابد بهر دو گیتی برقرار و بر دوام
اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام
ز حضرت احدی لا اله الا الله
یقین ما که بیابد بر در منصب و جاه

بلبل اند ... دل خود ... نش میزنم
چون سوز دل که دلبر وی آتش میزنم

آخو به ماه بیداد امر زبان ابد بسته به پوش
من غلام مطربم کاتب سیم خوش میزنم

راه باز تیر تیر نگاهش ... پیوند
زخم تیغا ... بر ابروی کمانش میزنم

اے باد صبا اگر تو اسے
از دوست وفا و مهربانے

از من خبرے بسے یارم
کو سوخت دل تو در نهانے

می میرد ز اشتیاق بیگفت
ای ہاے تو حرام زندگانے

رباعیات

ای آنکه بپاک خویش پاینده توئی
وز دامن ... نماینده توئی
کار من بیچاره توی بسته شده است
بگشای خدایا که گشاینده توئی

یارب برسالت رسول الثقلین
یارب بغزا کننده بدر و حنین
عصیان مرا دو حصه کن در عرصات
نیمی بحسن ببخش و نیمی بحسین

گل گفت که من مذهب ... دارم
با روح رسول همنشینی دارم
رنگم ز محمد ست بویم ز علی
خلق حسن و خوی حسینی دارم

یارب بکمالات شه جیلانی
کاندر کرم و فضل ندارد ثانی
کن باطن پاک بصد جلوه او
آلوده مکن بغرض نفسانی

یارب تو چنان کن که پریشان نشوم
محتاج برادران و خویشان نشوم
بی منت مخلوق مرا روزی ده
تا از در تو بر در ایشان نشوم

ای خالق هر بلند و پستی
بخشش حیثیت عطا بکن ز هستی
ایمان و امان و تندرستی
علم و عمل و فراخ دستی

تا با ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خسته دل ریش نگر
هر چند نیم لائق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

گوئم که کجی با نفاق اصحاب
در موسم ترک کنم باده ناب
بلبل ز چمن بخرد ... دو ... ب
گاہی بخزان فصل گل ترک شراب

... اگر نظر بخشند
از آن بهشت که ... بخشند
... رحمت ... تو ...
گر قطره ... آتشین جگر بخشند

با دوست نشین باده و جام طلب
بوس از لبان سروگل اندام طلب
... [illegible] ... طلب
... طلب

تا حکم قضای آسمانی باشد — کار تو همیشه شادمانی باشد
گر جام اردست تو نوش کنم — سرمایهٔ عمر جاودانی باشد
در مسلخ عشق جز نکو را نکشند — دعر مشتاقان زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی زکشتن مگریز — مردار بود هر آنکه او را نکشند
زان نامهٔ نازنین لبی و نشادم — کز محنت روزگار گرد آزادم
بارم لفظی جلوهٔ دیگر بیدم — وز هر حرفی بوسه دیگر دادم
از زر انگشت کرد این رنگ چرا مرتست — گفت بار آل نبی بودم و خونی کس است
گفت این نال عجب بر جگرت می مهم — گفت این خال مدان داغ حسین و حسنست
مستم ز غم عشق تو مستم مستم — دل در طلب وصل تو لبستم لبستم
گویند مرا عاشق بدنام توئی — منکر نتوان بود که هستم هستم
دلستان سرود دلبر دلی با نازقه قه قه — لبش قه قه زحش سر مرقدس چون سرکرد لالا
حرامان اگرکب کبر زروی نیم شب — دو دیدم و در طلب لب تا بر لب گستاد و دود

سوال شاهجهان بچهار وزیران خود که زاغ از دهان پرید هر چهار وزیر جواب دادند

سیلو فری بدوش و دهن کرد و آورید — زنبور مست بود که آمد دران خلید
چون آفتاب دید دهن خنده بر کشاد — در عین خنده بود که زاغ از دهن پرید
گرد گرسنه بود بصحرا همی دوید — زاغی نشسته بر بنگه بیخبر بدید
چون زاغ را گرفت نظر موشکی فتاد — خواهد که موش گیرد زاغ از دهن پرید
خالیکه بود بر لب آن شهد می چکید — هنگام بوسه دادن آن خال را گزید
صورت چو دید آئینه آن خال اندید — حیرت چنان بماند که زاغ از دهن پرید
شاهین گرفت زاغ بچنگال می پرید — بحری چو دید صید بدنبال آن دوید
ناگه رسید بار قضای خدا مگر — این هر سه در تحیر زاغ از دهن پرید

شاہجہان آمد منظوم ترجمہ سہ چہار بیگمات بجواب دادندا

تو بادشاہ معانی جہان زدوست بدہ
اگر حیات نباشد جہان چہ کار آید
شاہا دو زخ بدہ و دلارام را بدہ
از دوست یک اشارہ و دو ما بسر دویدن
ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست
باور دکسی رسا کہ دردی دارد
بر رسولان بلاغ باشد و بس
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
راستی موجب رضای خداست
شنیدہ کی بود مانند دیدہ

ابیات مفردات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
زینت قرآن بخدای عظیم
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
قسیم جسیم نسیم وسیم
عاشق شدہ ام بر رخ زیبای محمدؐ
شد زان سر من خاک کف پای محمدؐ
اندر دو جہان قبلۂ ما کوی محمدؐ
ما را بود کعبہ بجز کوی محمدؐ
ہرکس بآرزوی خیال محمدؐست

گر پادشاہ جہان را جہان کند کیلا
جہان و حیات ہمہ نیز فناست
پیل و پیادہ بیش کی اسپ کشت ماست
اگر ساقی تو باشی میتوان خورد
برات عاشقان بر شاخ آہو
بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان
چہ نسبت خاک را با عالم پاک
رموز عاشقان عاشق بداند
عاقلان در پی نقطہ نشوند
بسم اللہ الرحمن الرحیم
اعظم اسم ست علیم و حکیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار
مرشق بسا گشت ز ایمای محمدؐ
سودا زدہ ام در غم سودای محمدؐ
بگزیدہ ام از کون و مکان کوی محمدؐ
محراب دل و جان خم ابروی محمدؐ
باغ بہشت وصف جمال محمدؐست
مقصود ما محمدؐ و آل محمدؐست

جہان خوش است ولیکن حیات می باید
فنا طلب کن کہ آخر فناست

مصرعہای ضرب المثل

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند
بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد
با دو رکستان ہر کہ در افتاد ور افتاد
جواب جاہلان باشد خموشی
ذوق چمن ز خاطر بلبل نمیرود
روز سیہ کالہ و نالہ بر گردون

تمت بالخیر

ہست صلای سر خوان کریم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست کلید در گنج حکیم
شفیع مطاع نبی کریم
خورشید خجل گشت ز سیمای محمدؐ
از روز ازل داشت چو سودای محمدؐ
مجنون جہان گشتہ ام از بوی محمدؐ
ما را بود قبلہ بجز روی محمدؐ
ختم رسل صفات کمال محمدؐست
در سر مرا ہمیشہ خیال محمدؐست

امید از خدای وصال محمد است
علی امام من است و منم غلام علی
قبله دین مردی کعبه ایمان مردی
راه آب چشم من گل شد براه عشق سر
تا نه دل بیرون کنم غیر خیال یار را
ای پری از رخ برافکن طره طرار را
اینچنین آشفته و درهم نبودی کارها
کوه کاه گرچه بود سد راه ما
ارسیان خانه زین سر بر آورد آفتاب
در صحن باغ اینهمه سرخی ز گل است
صراحی می ناب و سفینه غزل است
عرض عشق تو ام چاشنی زر دو غم است
هست آنکه گرچه باغ ارم است

چراغ مسجد و محراب و منبر
هزار جان گرامی فدای نام علی
شب خم آمد ای ساقی درکش تا دلها
ندانم تا چه گلها شگفد آخر این گلها
دادیم دست تو عنان دل ما را
تا یکی زر زنی مصحف می نبی نار را
ای باد پریشان مکن آن سلسله تا را
کاهیست پیش لطف تو کوه گناه ما
آن یکی در روش دیگر پادشاه کشور است
آتش فتاده در چمن از آه بلبل است
دریا دلیم دیده ما معدن زر است
ورنه زیر فلک اسباب ستم بسیار است
لذت دنیا دنیست و ما تسلیم و قانع ایم

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر
غوث الاعظم حسن لی مرساناج
ستور باده روشن کن چراغ خانه دلها
هر دم ما دامن فراشتم سینه نگار را
ای ترک پریچهره مگذار رخسار را
گر کشاد کار ما بودی ز زلف یار را
آشفته مکن حال من بی سر و پا را
ماه من هنگام جولان چون سمند یار را
وقت مرزن بر درد است
درین خانه رفیقی که خالی از خلل است
گر دست ما تهی است لیکن چشم ما پر است
بوستانی که در روز هزیمت عشق محکم است
این جمله شد حلال اگر می حرام است

غزلها در صنایع عجیب و لطائف غریب

رس بر و ند صبر و دل المونس دلم
چه ق ق رعنا چه ع ع انور
د بال و چشم آن مه مه داغنچه جادو
چه س س مشکین چه ن ن عنبر
ترا مهر و مه امدار جان چاکر و بنده
چه آ آ سے حد چه ف ت بی بر

غزل سعدی علیه الرحمه

چه م م جا بها چه د د شکر
لو د چشم و بان او و از نرگس و چشمه
چه غ غ گویا چه ح ح کافر
زد رد هجر او دارم حالت و خاطر
چه ج ج دیرین چه ب ب کمتر
ز حق لطفی همی خواهد ساقی بادا
ای سایا چون صنوبر دی حسن چه نا

دلم بر و ند جانم هم اقامت و غار
چه ن ن شهلا چه ج ج کوثر
خط و خال نگارینش استقل و العقل
چه ح ح حمگین چه خ خ اختر
ز زلفانت شده پیدا آفت و فتنه
چه س س گلرخ چه باده و احمر
زلف داری همچو عنبر لب چون شکر

آفتاب ماستاب ما شہاب ما ہران
وردو ساستمندیم تک قدرت وپ
ال ب برل ب بہاد و باشد تا سحر
نقل خواہم از ابیات بے بس

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

ز زلف و خیال و خط گویم ای محبوبان
بدر در خال و خطت
قنا دو در کویت
ہم از تو می خواہند
بدہ تو سعدی را

قبا یا از ادکانی الیعنم یار و رخ
شد و پآ مزنگار من ہمراہ در عشق تو
ہم و می و ریشش با خمیدہ بستہ باشند
شاعران بسیار گفتہ شعرہای پر رنگ
یکی بنفشہ دوم سنبل و سوم ریحان
انفشہ ۲ سنبل و ۳ ریحان
اشکستہ ۲ بستہ ۳ حیران
اقبا و ۲ قیصر و ۳ نعمان
انوالہ ۲ نالہ و ۳ افغان
بحق سید کونین جملہ اصحابان

در میان آن روی اندر کیسہ ری خ و طا
دار دو در دوم تو دارد ہم میان مالی پ
ای نگار اگر تو مار ایک شبی مہمان کنی
کس نگفتہ شعر ہمچون سہ وع و دوی

مبالغۂ شاعر

ہم رسول کی یعنی ہمیر شعرا + کلام من ہمہ ہی مہمان حیحا

جواب خواجہ حافظ

[illegible]

اشعار متفرقات در صنائع و معمات و لطائف و چیلینا نہا وغیرہ

خدا یمین من میم ولا تنفط علی امر محمد
از دو حرف سے علے عالی جا
نام بت من ز غایت لطف
جا یتو این نیست بالا نشین

دارم آرام از دل و درد وا — سقوط
تا دشنہ غمزہ راند در دل — فوق النقط
پریدی چو او کم بود بسیار
محمد سرور سردار عالم
در عدم گرد سراسر درد با

قائد جہان کن ہمالمس کان بہ فخری
صنعت بتیہ اگر دانے
آبی ست میان گل چکیدہ
نام یارم سہ حرف دان و سہ پنج

پیش تسعت زبیب جنت
زخمش در خون نشاند در دل — تحت النقط
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لا دوا دارد دلم درد الم
حاصل اگر دو وصال ادمرا

از دو میم محمد عربی
نام قاسم بر آر خوشش ناگاہ
از میان برخیز ای سرو روان
ہر یکی در حساب پنجہ و پنج
داغ در درد آور دل را
دیطن بقبض زبیب جنت
بدیہ کعبہ سیرم بود بسیار
محمد احمد و محمود و عالم
گر درم سورہ سر در آرام ہم
ہمشکل قطعہ از امیر خسرو دہلوی

سیدا سیدا ملکه ... رسید رسید بی تیران از مسرت مسرت بدل بدل تردانه
بیو لیسد بیو پسند دیح جامہ گرامی نغمار رقار الست الست ای حکیم مردم مردم میکند
دعجم عجم سحور دیگر جام جام دردی گرتر اگدار سته من لع سرراه تو مرشار شده بت من دمیدم
فریب جه دلب من لب پیاله بنرده بند مقلوب + شکر تر ازدی بهزارت برکس + تو صبر دلسل طلب جز نوش

مدیوم	به ازتو	نگار	لطیف	-	سازتو	خاشند	بعالم	طریف
نگاری	بعالم	ندیدم	ظریف		لطیف	ظریف	حریف	ستریف
ازفرقت	آن دلبر	من دانم	بیمارم		آن دلبر	کز عشقش	سمارم	بیم آرم
مس دانم	بیمارم	بیمونس	بی یارم		بیدارم	بیمارم	بی یارم	سمحوارم
نام جوبی	معاف گذار	حق گناه	رافع العذر	۱۱۵۶	مجاهد مطاع	پسندیده سخا	انجم مقدار	
والاگهر	ممالک گیر	اسکندرجاه	محاط مرحم	۱۱۵۶	آزموده کار	سپه سالار	دارا وقار	۱۱۵۶
میرمرزی نام	عدل گستر	مجد اندوز	سوابق اسلام	۱۱۵۶	نادر دلاور	کامل الانجاب	والاکلاه	۱۱۵۶
کواکب حشم	همایون ایام	سلیمان مقام	محمود سلام	۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶

صنعت مدور — صنعت مدور — صنعت مدور

صنعت مربع — صنعت مربع — صنعت مربع

گواس گلبدن کے بجانگے کریج

درمکه حسن ون زان و زمین ... ساربد

سرحد کسی آوردم درگو — احمد یوسف

چیستان

بی سر کلنگ دیدم بی دو خور و گندم — قلم
یاسمین شکل یاسمن خور
رود تا آسمان و پیش دیده نگاه
عجائب تر از این بشنو میان پشت دو موج
چه چیست آنکه باشد گرد و غلطان
ز بز کمتر بود آن مرد نادان
سرش ببرند و پهلویش چاک کنند
میان هر دو شوهر خوش وفائی
آن چیست که مانند پری ناز کند
یک ذکر دارد و دو صد خایه
چیست آن یک درخت شاخ چهار
پخته را خام می کند هشیار
پنج سر دارد و چهارش جان
در میان هر مناد خفته مار
نهنگی هست اندر قعر دریا
ولیکن نخورد دریا سراسر
ندارد اکس خوردنی کس فروشند — گل
دوشش دیدم بمجلس احباب
حوضی که در آن موئی نگنجد بمیان
ایستی تیر و پیل و کرا د میان

آبی خورد نه دریا فیض رسد بزم — چشم
بشکفد روز و شب شود غنچه
ولیکن هیچکس او را ندیده
تره ماهی خوش مزاق سبز پوش — تربز
دو نام از ندوه دارد لیک بیجان — خربز
آن چیست که از برگ پناهی دارد
من در عجبم این چه گناهی دارد
ولیکن هر دو شوهر زاده زن
پی پر پر دبی دهن آواز کند
صاحبان بگو چه چیست آن
میوه بر شاخ رنگ برنگ بهار
چیست آن جانور صد انگشتان — جنازه
این عجائب که دیده ام بجهان
قوت آن ماران زان گنبد بود
گرفته در دهان یک دانه گوهر — چراغ
گلی دیدم که او بیخار باشد
ولی بر تخته بازار باشد
در گرفتیم و در قفس کردیم
نوشند از آن آب همه جانوران — پستان
چیست آن لعبتی که جانش نیست — ابر

چیست آن گل که در چمن نبود
قابل این بغیبه من بود
هزار دیگی ای عجب دیدم که کشش پا و دو دم
هر که او را پس نه داد و دار نوشش
خر آن باشد که این معنی نفهمد
جامه سیه و سبز کلاهی دارد
عجب دیدم دو شوهر یک نسائی
روا باشد بهر مذهب نکاحی
صوف صدف پوشش پر مایه
مادرش در شکم پسر بکمان
گاه باشد که آن شود سجبه
پای دو دارد و بهشت روان
چیست آن گنبد که دارد دو مناک
وقت خفتیدن دهاره آستار
عجب آنست که او را خود شکم نیست
نه از بوی نه از گلزار باشد
زاغ و قاز و تدرو طوطی را
گشت این چار مرغ یک سرخاب
نه آن جانوران که بر هوا می پرند
خنده میکند دهانش نیست

گریہ با میکند دار چشم
سر ارتکم یاد سر نیست پدر
لگ لگ کہوں تو نا نگے
پیاسے سو کر تیھر جاٹے
مالا تھا تو سبکو بھایا
ار تھر کہو یا چھوڑو گو توں
ہر کہ بگتو و ایں معمارا
رنگ آں بر خوں شود خود زنگ

سخنہا میند نالش نیست
سر ہر آسماں و ر ید زمیں
اور س کے لگ جای
و میری تیری کس تیجر اور یس جلی
ترا ہوا تو کام آیا
چیست آں از و یاد و سر وارد
دائم از عاشقی خبر دارد
رنگش چو رنگ زعفران

کہ مت دید ہم پا سر پر
حیلش چو گوشت آب
با تھ یت وس دس کو کوٹے
سو نارتی جب ماتھیں آگیر
تب کہدیا اس کا نام
گر دو سو لح سر ندارد
جا کس ما بگیر کرو ند جیک
بریاں چو جال عاشق

	جانان مس گو چیست آں		با وارد دیدہ بسم بداں	

قطعات تاریخ از منشی اخی بلگرامی

احمد مختار چون امی و دستان
احمد پاک آد و نیا را گذاشت
گشتند جہانیان کہ گر دید
جاہ عدل رفت از عالم
یا تغم سال رحلتش از غیب
ما کہ از خلائق سوی خالق
چون بحکم خدا امام حسنؑ
رحلتش کرد ملک را بی سر
گفت سال شہادتش ہر یک
آہ بیرون آمدہ از اسم ذات
گفت تاریخ شاہ مسکینی

عازم عقبی شد و دنیا گذاشت
شد عازم خلد چون بتصدیق
صدیق جہان زسوی عالم
کرد چون بیچ حضرت عثمان
گفت بی آب شد وجود حیا
رقم کردند سال انتقالش
زین کسای سپنج کرد سفر
بر سر حضرت امام حسینؑ
کہ شد از فوت او ملک بیدل
آدم کو بر حسینا تیغ جفا کشید ند
سروین سا بر ید بی دینی

گفت سال رحلتش ہاتف زغیب
صدیق ازین جہان پر غم
بر زبانم گذشت تاریخش
سر م دار و لب تا ز د ار فنا
رسانید چون روح علی
ز فوتش بی سرو پا شد خلائق
سال فوتش بجستم تو گفتم
چنان ان گشت خنجر قاتل
من چہ گویم کر بلا را وقعات
روح الامین بگفتا قلب نبی بریدم
سال شہادت بو حنیفہ بزاد

در جهان داد علم فقه بداد
امام شافعی عالم محمد ادریس
وفات یافت بهجرت دویست و چهار
وفات مولانا جامی که کاشف اسرار
رحا جامی بود از آن تاریخ شد خاص
وفات ٹیپو سلطان شمشیر گم شد
ز زخم اهل بدعت شد جگر شق
یکی ز اهل ارادت این گهر سفت
گذشت از دار دنیا مظهر کل
طبع من چون قلم کشید کمال
برگو ته بود در همه هندوستان علم
تاریخ رحلتش بدر آورد مصحفی
کاو بهار سخن بود حاسد آتش نے
آن مخزن علم دین که نامش
شد عازم خلد روح اطهر
چون شاعر سن وفاتش
دریای شریعت پیمبر
ازین دار الفنا تشریف فرما
ریاض شرع بی‌رونق شدی آه
روح قدس بعرش گفت آه
که نعم وزارت براو ختم بود

سال عمر شد رسیده تا هشتاد
که در فنون شریعت کسی نبود مثل او
سنینش کامل و عاشق تولد
وفات خواجه حافظ رح خاک مصلا
وفات خواجه بنده نواز مخدوم دین وزیر
وفات فردوسی میوهٔ فردوس
محرم بود کز دار المقت
که فائق سال تاریخش توان گفت
از وفاتش دلم بسوخت چو شمع
گفت تاریخ سوز سوخت دلم
ناگه چو در نوشت بساط حیات را
سودا که او آن نخست الغریب او
چو کرد سال ز وفاتش دل طالب
عبد العلیس بهفت کشور
شد ماتم او چنان که گردید
پر سید کسی بدیدهٔ تر
دُر دریای علمیت مبین کوه
سوی دار الفنا گردید هر گاه
ٹیپو سلطان بملک برتر بشد
نسل حیدر شهید اکبر شد
زمانه که رفت از تنش جان پاک

در صد و پنجاه اش وفات فتاد
ولادتش صد و پنج و عمر پنجه و چار
وصالش دان و معشوق الهی
وفات امیر خسرو دهلوی طوطی شیرین مقال
وفات مخدوم صاحب جنة الفردوس
چو مرزا جان جانان مظهر حق
شهادت برد او را سوی جنت
باندک فکر گفتم بی تامل
العاشق بود چون آب و گلم
مرزا رفیع آنکه ز اشعار هندیش
گردید مرغش رقصا خاک لکهنو
رفیع مرتبت ملک شاعری بود
بگفت گوهر معنی یتیم شد هی
هر گاه که از تنش بناگاه
برپا همه جا فغان محشر
گفتند تهی شده زیک در
ته ملک شریعت بود و اسد
خرد گفتا که از سال وفاتش
حاضر مجلس همه شد
سعادت علیهان و الا اسد
مرا فکر تاریخ او در نمود

دل از یاس چون رفت سلب گذشت
افگنده بخلق آه و زاری
چون بوقت کسوف ناصر جنگ
قرص خورشید در سیاهی شد
شد بسیرو یا زفوت نواب وزیر
بر او انس انا فتحنا نوشت
چه محراب سجود خاص و عام است
خواندند باو همه اشخاص و تحجه
شد فدا در مسجد الله اکبر یار جنگ
شد زین عابدین وگذشته بکاینات
فائق دوگانه کرد بمحراب ادا
پس از و الله برسم حق پرستان
پی تاریخ آن بیت المقدس
که تاریخ بنای اوست تاریخ
مسجد قبرستان بمبئی رحمة الله

که گهی سعادت زگیتی ربود
یکبار شدند بی سروپا
از جهان سوی خلد راهی شد
تاریخ وفات آصف عالی شان
عیش و اکرام بخشش و امن و امان
کرد تعمیر سبط پیغمبر
فلک گفتا که این بیت الحرام است
زین مصرعه عجب تاریخ را بخوان
مسجد جامع بمبئی چهار آخر شد
تعمیر کرد بر لب دریا چو در شور
تاریخ گشت نخسته که قد قامة الصلوٰة
بنا این مسجد عالی نمودند
نشستم چون بمحراب مقدس
سر آبی و رین تاریخ بنگر
مبارک باد مسجد خوش پاکیزه با صفا

روز که وفات ناصر جنگ
فیاضی و خیر بود بار سے
سر بام گذشت بی سازش
حسینم چو از خروج سیر کرد بیان
بنا کرد مسجد بجای کنشت
چاه زمزم زچشمه کوثر
بر روح پاک میر نظام علی مرام
مستوجب بهشت با اخلاص ازگه
آن سید زمانه که نام شریف او
کرد ولی شکوه مسجد عالی پی نجات
چو فرزندان زین العابدین شان
در رحمت بروی خود گشودند
شنیدم فائق از خورشید و مرغ
بود جاوید فیض عام اکبر

تمت



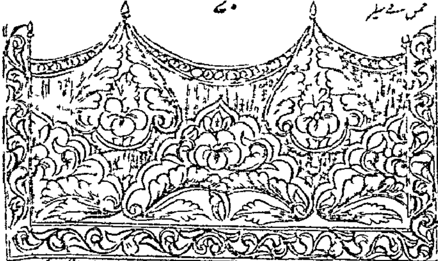
بنام صانع بیچون مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

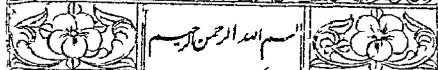
گلدستۂ ریاض حسن جاوید بہار یعنی مجموعۂ خیالات شاعران سخنوران نامدار جادو تقریر سے



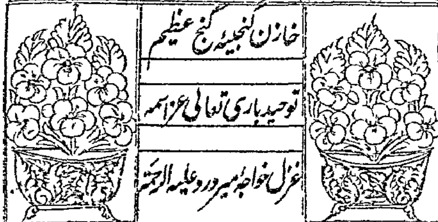
بآراستگی تدوین و تالیف طوطی شکرستان سخن دانی مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین مرحوم

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطرز مقبول چھپا ہوا





بسم اللہ الرحمن الرحیم



خازن گنجینۂ گنج عظیم

توحید باری تعالیٰ عز اسمہ

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس مسندِ عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گزر ہووے تعقل کے قدم کا

بستے ہیں ترے سایہ میں سب شیخ و برہمن
آباد ہے تجھ سے ہی تو گھر دیر و حرم کا

ہے خوف اگر جی میں تو ہے تیرے غضب سے
ہر دل میں بھروسا ہے تو تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

مقدور کسکو حمد خدا ے جلیل کا — اس جا پہ سب زبان ہے دہن قال و قیل کا

پانی مین اوسنے راہبری کی کلیم کی — آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا

اوس کی مدد سے فوج ابابیل نے کیا — لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا

پھرتا ہے اوسکے حکم سو گردون پہ رات دن — چلتا ہے یان عمل کوئی جبر ثقیل کا

پیدا کیا وہ اوسنے بشر عوج بن عنق — پل جسکی ساق پا سے بنا رود نیل کا

بلوایا اپنے دوست کو اوسنے وہان جہان — مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا

کیا پاے کنہ ذات کی اوسکے کوئی ظفر — وان عقل کا ہے دخل نہ ہرگز دلیل کا

غزل یقین علیہ الرحمتہ

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا — نارسا ہے شان مین جسکی پیمبر کی ثنا

سر براہ اس منہ سے ہو سکتی ہے کب نعت رسول — یا ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کی ثنا

یہ زبان قابل ہے کب اس بات کی جو کیجیے — حضرت زہرا کی اور شبیر و شبر کی ثنا

نام احمد کا مجھے انصاف سے لینا نہین — کی ہے ساری عمر تو کان ستمگر کی ثنا

جون نماز اپنے پہ شام و صبح لازم کر یقین — حضرت اوستاد یعنے شاہ مظہر کی ثنا

غزل میر تقی

کیا مستعار حسن سے اسکے جو نور تھا — خورشید مین بھی اس ہی کا ذرا ظہور تھا

ہنگامہ گرم کن جو دل نا صبور تھا — پیدا ہر ایک نالے سے شور نشور تھا

پہونچا جو آپکو تو مین پہونچا خدا کی تئین — معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کریم — یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

مجلس مین رات ایک ترے پر تو بغیر — کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بے حضور تھا

منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا — اس رند کی بھی رات گذر گئی جو عور تھا

ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے سپہر
اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

غزل میرزا رفیع السودا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا
جون شمع سراپا ہوا گر حرف زبان کا

پردے کو تعین کے در دل سے اوٹھا دو
کھلتا ہے ابھی پل مین طلسمات جہان کا

ٹک دیکھ صنم خانۂ عشق آن کے اے شیخ
جون شمع سحر رنگ جھمکتا ہے بتان کا

اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن
جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن نہین خواہان کوئی وان جنس گران کا

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کی سُنے تو
مضمون یہی ہے جرس دل کی فغان کا

ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ
دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا

غزل سوز

حد ستکر قلم صفحہ یہ خلاق جہان کا
حیا ہے جو کرے وصف تو منہ کیا ہے زبان کا

پہونچے ہے خیال اوسکی کوئی وصف تلک اپنا
وان دخل فرشتے کے نہین وہم وگمان کا

یک نسخہ نویس آسکے مطب کا ہے مسیحا
ہے علم مداوا کے اُسے سود وزیان کا

اے شخص کسی کا ذہن ایسا نہین جس سے
چھٹ اوسکے ادا شکر ہو بخشیدۂ جان کا

ہر مو بہ تن خلقت خاکی جو زبان ہو
مقدور کسے ہے ترے احسان کے بیان کا

غزل جرأت

نالۂ موزون سے مصرع آہ کا چسپان ہوا
زور یہ پر درد اپنا مطلع دیوان ہوا

جسنے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا
فی الحقیقت بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہوا

کاش دل بھی چشم تک آنے نپایا خلل اشک
رفتہ رفتہ اب تو یہ لڑکا کوئی طوفان ہوا

آسئے جو مرقد یہ میرے سو مکدر ہو گئے
خاک ہو کر بھی غبار خاطر یاران ہوا

اشک نگین زخم اپنے کروایاں فرش گل
رشک صد حسن ہمارا گوشۂ زندان ہوا

گرچہ ہر قالب مین جرات ہے مرتبہ دو تلتی زمین
پہ بنا جو درد کا انسان وہی انسان ہوا

غزل انشا

صنما ہر ب کریم ہاں تری مین ہر ایک یہ مبتلا
کہ اگر الست بربکم تو ابھی کہے تو کہین بلے

ہوس جمال حبیب ہو تجھکو کچھ ۔ لا تو کلیم وش
نہ وہ لن ترانی ادھر کی سن ارنی ہی کہہ پہ چلا چلا

وہ جو محو دشت نظارہ ہین یہی آہ بھر کے کہین گی وہ
کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل طور جلا دیا

مجھے یہ بی تو دی وسہ جام بادہ اور بھی
کہ نہ سوجھے سکر مین ساقیا مجھے کچھ جہان کا برا بھلا

یہ روان ساقی کوثر آ سر خم کو پیر مغان بلا
سبھی اہل وجد کو مے پلا کہ تو شیخ و شاب کو دے صلا

یہ جو کہتے کعبہ مین ہے فقط اسے غلط ہے محض اسے سمجھ لا
جدھر آنکھ اوٹھا کے نظر کرو نظر آوے مجکو وہ دل ربا

تجھے انشا اور تو کیا کہون وہ جہان کو ہی بھی فتح ہے
جو خدا کے نور سے پر نہ ہو کہ محال دہر مین ہے خلا

غزل ناسخ

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

کوئی مضمون اگر لکھتا مین اس حال پریشان کا
کبھی بندھتا نہ شیرازہ مرے اوراق دیوان کا

چمکنا برق کا لازم پڑا ہے آب باران مین
تصور چاہیے رونے مین اوسکے روئے خندان کا

کفن کی جیب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

تصور مین حضور آنکھ نکو جواک ماہ رہتا ہے
مرے زندان مین عالم ہوگیا یوسف کے زندان کا

کسی خورشید رو کی جذب دل از آج کھینچتا ہے
کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیابان کا

یہ عشق ایسی بلای بد ہے جسکے نام کی دہشت
درختونکو سکھاتا ہے الٹا عشق پیچان کا

دیا میری جنازے کو جوکاندھا ادب سے پریو نے
گمان سب کو ہے تابوت پر تخت سلیمان کا

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی خاطر مین سمایا ہے
کہ اک گوشہ ہے صحرای قیامت جسکے دامان کا

اثر بعد از فنا میری سیہ قلبی کا باقی ہے
ہوا پر خاک اناز اپنی ہے دود پریشان کا

تو شمشیر قاتل کس قدر تشنہ تھا ناسخ — کہ عالم ہر دہان زخم پر ہے روئے خندان کا

غزل جوان

دیکھ داغ عشق دل مین فکر نے حیران کیا — ہمنے وہ خورشید تابان مطلع دیوان کیا
سوز ہے سینہ مین اسکا جسنے ابراہیم کو — آتش نمرود لالہ وود نافرمان کیا
کشتہ مین اوس تیغ کا ہون جسپر اسماعیل نے — جاکر عید آپ کو کس شوق سے قربان کیا
گرمی بازار حسن اسکی ہو کسطرح سنے دیکھ — سود سودا جا نکر بیعانہ نقد جان کیا
کوئی سجدہ کوئی دیوانہ کوئی مجذوب ہے — عشق نے اوسکے بہ تنگ عالم امکان کیا
ہے عیان ہر شے مین تو کیا حیرت آ برق نگاہ — متصل جلوہ دکھا کیون آپکو پنہان کیا
خون بہا دل کا مری اس چشم گوہر بار نے — پنجۂ مژگان کو رشک پنجۂ مرجان کیا
وجہ حیرانی کہون تجھسے کہ کیا ہے عکس یار — میرے اس آئینۂ دل نے تجھے حیران کیا
شیخ اپنی پاکدامانی کو تو کر رکھ مجھے — ساقی دوران نے مست بادۂ عرفان کیا
جا خنکیان ہر دم بحث کرلو ہو نہ پی — مشرب اپنا بادہ خواری کا تو جسنے بیان کیا
اے جوان تو عندلیب گلشن توحید ہے — کیون برنگ گل گریبان چاک تا دامان کیا

غزل ولی موجد شعر ہندی

کہتا ہون ترے نام کو مین ورد زبان کا — کہتا ہون ترے شکر کو عنوان بیان کا
جس گرد اوپر پانون رکھین تیری رسولان — اوس گرد کو مین کحل کرون دیدۂ جان کا
مجھ مصدق طرف عدل سے اے اہل حیا دیکھ — تجھ ظلم کے چہرے پہ نہین رنگ گمان کا
ہر ذرۂ عالم مین ہے خورشید حقیقی — یون بوجھ کے بلبل ہے ہر اک غنچہ دہان کا
کیا بیم ہے آفات قیامت سیتی اوسکو — کھایا جو کوئی تیر تجھ ابروے کمان کا
جارتی ہوئی آنکھ نے مرے سبزۂ خط دیکھ — اے خضر قدم سیر کر اس آب روان کا
کہتا ہے ولی دل سیتی یہ مصرع رنگین — ہے یاد تری مجکو سبب راحت جان کا

غزل سراج

نام تیرا اےخدا فہرست ہے دیوان کا
ہے زبان کا ورد خاصہ اور وظیفہ جان کا

جیو سے بیٹھے وجہ رب کی سا اسم نکو پھیر
ورد کر من سے خیال من علیہا فان کا

یا محمد تجہہ کرم سون ہون سدا امیدوار
مجہہ دکھا ایمان کا اور بھید کہہ انسان کا

کر شراب شوق سی بیہوش مجکو یا حبیبا
دے مجھے بھر کر پیالہ نشۂ عرفان کا

تو احد ہے نام تیرا احمد بے میم سے ہے
زیب پایا تجہہ صفت سے ہر ورق قرآن کا

جان جانی بن نہین ہی جان جانان کا خیال
سر کو دہ پایا جو سر خاری ہی اوس میدان کا

اے سراج اپنی خودی کو بیخودی مین محو کر
شغل جاری رکھہ ہر اک دم مین ہو الرحمان کا

غزل عاشق

اللہ رے قدرت تری اور اوسکا تماشا
کیا چین ہی کیا لطف ہے کیا عیش اہا ہا

اے گلشن دنیا ترے قربان گیا مین
تونے تو عجب طرح کا ہے رنگ دکھایا

ہے آئینہ مظہر حق تو ہی تو واللہ
بر عکس سمجھتے ہین جو ہین سکتے بری جا

آباد کیا خانۂ دل عیش و طرب نے
اور غم کے تئین ہمسے بہت دور بھجایا

عاشق ہون ترے نام کا مین دل سے کہ تونے
ہر رنگ مین ہے جلوۂ معشوق دکھایا

غزل شادان

چہرہ اوسکا کیا کہون مین ہی وہ شعلہ طور کا
مین تو عاشق ہون اوسی معشوق رشک حور کا

نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا
کچھہ تو اے موسی کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

نحن اقرب کہہ گئے القرآن کی آیت جبرئیل — ہے ترے نزدیک اندیشہ نکرنا دور کا
جسکے پیتے ہی خمار آنکھوں میں اپنے آگیا — جرعہ دیتا ہے نشان خوشتر اس انگور کا
خوش نہیں آتا ہے مجکو راگ سننا غیر کا — کان میں نغمہ بھرا ہے بس اسی طنبور کا
بالکل ہے سرو جسکی خوش خرامی دیکھکر — میں ہوں دیوانہ اوسیکی نرگس مخمور کا
اسکے آنیکی خبر سن کیوں نہ شادان شاد ہو — آج ہے کچھ اور ہی عالم دل مسرور کا

غزل کنور

تقریر کرے وصف کو خلاق جہان کا — مقدور کہان خلق کو منہ کیا ہے زبان کا
خارج ہے تخیل سے تو ہم سے گمان سے — ذات اوسکی جو واقف ہے سب اسرار نہان کا
حامد ہے سبھی ذرے سے خورشید تلک اوسکے — حتا کہ خداوند ہے وہ کون و مکان کا
ادراک کو درگاہ تلک اوسکے نہیں بار — قاصر ہے بیان مدرکہ ہر خرد و کلان کا
ممکن نہیں ٹک اوسکی تجلی کی بیان ہے — اس جا ہے تعقل کا گذارا نہ گمان کا
ہر رنگ میں ہے جلوہ کنان رنگ اسی کا — ناحق ہے تناقض حرم و دیر مغان کا
رہتا نہیں دائم کنور اک طرز پہ عالم — گذری جو بہاران وہی موسم ہے خزان کا

غزل میر تقی در نعت حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم

جلوہ نہیں ہے نظم میں حسن قبول کا — دیوان میں شعر گر نہیں نعت رسول کا
حق کی طلب ہے کچھ تو محمد پرست ہو — ایسا وسیلہ ہے یہ خدا کے وصول کا
مطلوب ہے زمان و مکان و جہان سے — محبوب ہے خدا کا فلک کا عقول کا
احمد کو ہمنے جان رکھا ہے وہی احد — مذہب ہے کچھ اور ہوگا کسی بوالفضول کا
جن مردمان کو آنکھیں دیاں ہیں خدا نے — سرمہ کریں ہیں رہ کی تری خاک دو سول کا

مقصود ہے علی کا ولی کا سبھی کا تو
ہے قصد سبکو تیری رضا کے حصول کا

غزل سودا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا
موسی نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح دیکھکر
جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا

بیکس ہے آئینہ کو ہم آغوش عکس ہے
ہووے نہ مجھکو پاس جو تیرے حضور کا

توڑون کوئی مرے تو جلے او سپہ دل مرا
گویا یہ ہے چراغ غریبان کے گور کا

ہمتو قفس مین آنکے خاموش ہو رہے
اے ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا

ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر
دے بسمہ پوش ہوکے تو ساغر بلور کا

سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو
آوازۂ دہل ہے خوش آیندہ دور کا

غزل انشا

اے عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھا لا
تم خند بیدی وقفنک اللہ تعالی

ہے تجھکو جنون کی قسم اے جذب محبت
اُس نور تجلی کی جھلک مجکو دکھا لا

اتنا تو پھرا وادی وحشت مین ترے مین
ہر پاے نظر مین ہے پڑا اشک کا چھالا

سوجھی ہے مجھے عالم اطلاق کی منزل
الفت نے جو تقلید کے جھگڑے سے نکالا

ہرچند کہ عاصی ہون پہ امت مین ہون اسکی
جسکا ہے قدم عرش معلے سے بھی بالا

مولاے جہان رہبر عشاق محمد
صد عقدۂ مشکل کا مرے کھولنے والا

امید ہے مجھے ساقی کوثر سے ہے جسکے
ہے جام تو لاسے مرا نشہ دو بالا

قنبر کو کرے حکم کہ جلدی سے خبر لے
انشا ہے غلام مومنین مرے اسکو چھڑالا

زنہار نہ پہونچے کہین آسیب جہنم
اولاد علی کی اسے سایہ مین خدا کی

سب اوسکے تصدق ہی حسین ابن علی کے
بخشا کے عفو اپنے سے تو جرم خطا کی

غزل جرأت

محمد سے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کرے بندہ گر اوسکی مت دعوی خدائی کا

گروہ انبیا مین وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اسکے لقب کسکو ملا ہو مصطفائی کا

دلیل اسکی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے جرأت
کہ تھا سایہ نہ اوس محبوب ذات کبریائی کا

قطعہ قاسم

جہان مین آنکر یار و زمین و آسمان دیکھا
وہی آیا نظر ہمکو غرض ہمنے جہان دیکھا

تمنا ہے یہی قاسم کہے یون خلق جب دیکھے
جہان سے کس مزے سے یہ محمد کو اوٹھا دیکھا

غزل رافت

مہر نام پاک یہ ہے تعویذ میرے جی کا
صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا

یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر
چارو طرف نہ سکے کیونکر ہو پھر اوسی کا

سایہ ہو جن پہ اونکا اونکو نہین خطر ہے
پھر انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا

رافت بجا ریا راب وابستہ رکھہ دل اپنا
گر تجھ پہ کھل گیا ہے عقدہ روا روی کا

غزل مومن خان

قابو مین نہین ہے دل کم حوصلہ اپنا
اس جور پہ جب کرتے ہین تجھسے گلا اپنا

لبیک حرم ہم ہین نہ ناقوس کلیسا
پھر شیخ و برہمن مین ہے کیون غلغلہ اپنا

ملجاتے ہین اغیار نکل آتے ہین باہر
زنجیر در یار ہے یا سلسلا اپنا

سمجھے دشت مین ہمراہ مرے آبلہ جسنے
سو آپ ہی پامال کیا قافلہ اپنا

اِس حال کو پہونچے ترے قصے کو کہ اب ہم
راضی ہین کہ اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا

زندہ نہوا ہاے دلِ مردہ اگرچہ
تھا شورِ قیامت سے فزون ولولہ اپنا

صورت وہی ظلمت وہی گردش وہی گیتی
حیران ہے کہ یہ چرخ ہے یا آبلا اپنا

انسان کے خواہان ہین نہین طالبِ زر ہم
تحسینِ سخن فہم ہے مومن صلا اپنا

غزل ذوق

شوقِ نظارہ ہے جب سے اوس رخِ پرنور کا
ہے مرا مرغِ نظر پروانہ شمعِ طور کا

گر لکھون مضمون اپنے نالۂ پرشور کا
لون صریرِ خامہ سے مین کام بانگِ صور کا

نزع مین بھی دھیان تھا اوس نرگسِ مخمور کا
مجکو شربت مین مزہ آیا مےِ انگور کا

تیرے کوچے مین تنِ لاغر ترے رنجور کا
اک غبارِ ناتوان ہے کاروانِ مور کا

باندھون مین مضمون جو اپنی شوربختی کا کوئی
ہو زمینِ شور مین عالم زمینِ شور کا

تیرے قامت سے جو ہو برپا قیامت سرو پہ
کام لے منقار سے فریادِ قمری صور کا

تفتہ دل وہ ہون کہ میرے داغِ سوزان کے لیے
گرمیِ مرہم سے اوڑجاوے اثر کافور کا

حق تو یون ہے یہ انانیت عجب غماز ہے
قصہ پہونچایا زبانِ دار پر منصور کا

عشق کی مکتب مین ہو فرہاد سے تیز ذہن
تین دن چاٹے اگر تعویذ میرے گور کا

جھانکتے تھے وہ ہمین جس روزنِ دیوار سے
واے قسمت ہو اوسی روزن مین گھر زنبور کا

دفن ہے جس جا پہ کشتہ سردمہری کا تری
بیشتر ہوتا ہے پیدا اوس شجر کافور کا

بل بے وحشت اب تلک بھی شاخِ آہو کی طرح
پیچ رکھتا ہے دھوان میرے چراغِ گور کا

دیکھنا زہرابِ پیکانِ محبت کا اثر
چشمِ افعی بنگیا روزن مرے ناسور کا

ذوق راہِ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک مین
ہے دُرِ تاجِ سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

غزل معروف

جب تلک کہ مین جیتا ہون طلبگار رہون تیرا
تو بیچ بھی ڈالے تو خریدار رہون تیرا

ذات میں خود کی تو نے ہے گرچہ ہون شائب | پرستیدہ ہوئے گر ہم اسیار ہیں تیرا
سو بار میں اوس روز کے قربان ہون ہما | جس روز کہ قربان میں یکبار ہون تیرا
ہیں نقش قدم وار نہ دیکھ کہ مری چشم | حیرت زدہ جلوہ رفتار ہون تیرا
سایہ کی طرح جائے اپنے مجھے ہمراہ | تو یار مرا ہو نہ ہو میں یار ہون تیرا
اظہار محبت تو ہوا واقعی مجھ سے | جو چاہے سو کر مجھکو گنہگار ہون تیرا
کس شکل سے عالم کو نہ ہو میرا تماشا | میں محو تماشا سر بازار ہون تیرا
مرہم کا وہ خواہاں ہے جو ہو تیغ کا گھائل | اے ابروئے جاناں میں دل افگار ہون تیرا
جو بندہ یا بندہ ہے معروف جہاں میں | جب تک کہ میں جیتا ہون طلبگار ہون تیرا

غزل اثیم

جو کہ دریائے محبت کا شناور ہوگا | بے بہا خلق کی آنکھوں میں وہ گوہر ہوگا
وصل مہرو ہمیں کب دیکھیں میسر ہوگا | کب مرا خانۂ تاریک منور ہوگا
چشم نرگس ست تو رخسار گل تر ہوگا | رشک سنبل ترا گیسوئے معنبر ہوگا
وہ خنجر نہیں اگر اوسکے دم تیغ سے | خستہ کیونکر نہ بھلا کشتۂ خنجر ہوگا
یاد میں یاد رخ کو دل سوزاں سینے میں | جو شرر آہ کا نکلے گا سو اختر ہوگا
پاسے بت سے نہ اوٹھا سر تو ہوا تکبیریں | کسی محبوب کی جو گشت کا ... ہوگا
دیکھیے اوس دست حنائی کو منجمد رہا | حور عشاق کی اس ہاتھ سے اکثر ہوگا
دیکھیے اسکو رنگ جان میں لگا کر فریاد | خون سے میرے کبھی تر ترا نشتر ہوگا
یار کے پاس جو نامہ مرا پہونچا دے گا | مجھپہ احسان بہت تیرا کبوتر ہوگا
تیغ ابرو سے کیا ہے مجھے کا فر نے شہید | یہی کہتا ہوا اوٹھون گا جو محشر ہوگا
طالع بد نے چھڑایا ہے اثیم اب اوس سے | پھر کبھی مل لینگے اگر وصل مقدر ہوگا

وہ صنم جب کہ بسا دیدۂ حیران مین آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان مین آ

یار دیتا نہین گر رخصتِ گلگشت چمن
اے چمن زا جیا دل کی گلستان مین آ

دیکھ اے اہل نظر سبزۂ خط مین لب لعل
رنگ یاقوت چھپا ہے خطِ ریحان مین آ

حسن تھا پردۂ تجرید مین سب سے آزاد
طالب عشق ہوا صورت انسان مین آ

حاکم وقت ہے تجھ گھر مین رقیب بدخو
دیو مختار ہوا ملک سلیمان مین آ

بسکہ مجھ حال سون ہرہ ہے پریشانی مین
درد کہتی ہے مرا زلف تری کان مین آ

غم سے تیری ہے ترحم کا محل حال ولی
ظلم کو چھوڑ سجن شیوۂ احسان مین آ

غزل نصیر

دل کو اے شاہد معنی جو مصفا کرتا
تو اُس آئینہ مین صورت تری دیکھا کرتا

دست پُر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا
پنجۂ مہر کا کیا منہ ہے جو پنجا کرتا

نہ بہاتا جو سرشک آنکھ سے تو کیا کرتا
بند کوزے مین بھلا کیونکہ نہ دریا کرتا

مے پرستی جو وہ مہ پارہ ہمارا کرتا
جام خورشید کو اور چرخ کو مینا کرتا

فرہ ترے مرے لینے نہ کی ہمچشمی
ورنہ پانی سے رگ ابر کو پتلا کرتا

دیکھتا تاب فلک گر ترے رخسار کی
تو شب و روز مہ و مہر کو دارا کرتا

جام مے ساقی کمظرف نے بھر کر نہ دیا
ورنہ پائے خم مینا نہ نہ لوٹا کرتا

چشم حیران سے بجھے آتش دل یار و خاک
ابر تصویر سے پانی نہین برسا کرتا

آتش عشق کے شعلے کو یہ بھڑکاتا ہے
پر پروانہ نہین شمع کو پنکھا کرتا

گر نہوتی طلب بوسہ تو زلفون سے ترے
جنس دل کا نہ سگھڑ کے مین سودا کرتا

ساتھ اشکون کے نہ خون نہو کے بہا دل ورنہ
صورت ایک اور ہی پیدا یہ پھپھولا کرتا

کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم حیا
یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا

غزل ظفر شاہ دہلی

بس سے نعلین

گشتہ ہوں نسکے طرۂ عنبر شمیم کا
خوشبو ہے مرے خاک کو دامن نسیم کا

گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا
کیا دل لگا ہے تیری گلی کے مقیم کا

دولت سے عشق کی مرا ہر قطرۂ سرشک
تکمہ ہے میری جیب مین در یتیم کا

دکھلا مین سوزش دل بیتاب تم اگر
کانپ اوٹھے شعلہ خوف سے نار جحیم کا

آتی ہین یاد ہجر کی ہمکو اذیتین
واعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا

آنکھونمین اپنے نور اسی سے ہے ای ظفر
یہ مردمک ہے سایہ محمدؐ کے میم کا

غزل ظفر

دل مرے سینے مین یہ کوئی ستم پیدا ہوا
جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اسکے غم پیدا ہوا

دل مین آتی ہے نظر اپنے مجھے تصویر یار
کیا تماشا ہے کہ کعبہ مین صنم پیدا ہوا

مجھسے کی بیدرد نے پہلو تہی جس روز سے
درد پہلو مین ہمارے دمبدم پیدا ہوا

دیکھتے ہین ساری عالم کا تماشا دل مین ہم
ساغر دل اپنا رشک جام جم پیدا ہوا

اپنی صورت آینہ مین دیکھکر کہتا ہے وہ
کوئی دنیا مین حسین ہم سا بھی کم پیدا ہوا

ہے مرا سینہ کہ یارب کوئی دار الضرب عشق
داغ جو پیدا ہوا شکل درم پیدا ہوا

مین وہ مجنون ہون کہ جسکے باغ جنت مین بھی ظفر
خار صحرا اے جنون زیر قدم پیدا ہوا

غزل خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

رات مجلس مین ترے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
مینے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
وہان پہونچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

پرورش غم کی تری ہاے صنم کر دیکھا
کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور نہ تھا

محتسب آج ترے ہاتھون سے میخانے مین
دل نہ تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا

درد کے ملنے سے ملے یار برا کیون مانا
اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

غزل احسان

سنگ بیدردی سے دل میرا جو یکسر توڑا
مول اس لعل کا تونے بت کافر توڑا

تیری دیوار سے سر اپنا سراسر توڑا
نخل الفت سے ثمر ہمنے یہ دلبر توڑا

دل صدچاک کی پوچھی خبر اس سی تو آہ
گل صدبرگ مرے سامنے لاکر توڑا

نالہ و آہ بھی اب تو نہ نکلنے سے رہے
خانۂ دل پہ لگا تیر ستمگر توڑا

غزل ممنون

گمان نہ تجھپہ کرون کیونکہ دل چرانے کا
جھکا کر آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہی بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

کسیکے ہونٹھ کے ملتے ہی یہ تمام ہوئے
ذرا ملا نہ ہمین گالیان کبھی کھانے کا

مجھے یہ درد ہے معلوم حکم بلبل سے
نہ میری خاک پہ کر قصد پھول لانے کا

کیا فریفتہ کہکے یہ حال دل کو مرے
اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

غمون کی گرہی بالیدگی سے ہے تو آخر
دل گرفتہ نہین سینے مین سمانے کا

جھلکی نگہ مین ہی ڈھب پرسش نہانی کا
حنا مین زور دیا رنگ مہربانی کا

ابھی مین گرم نفس سوز سے کہ پھر چراغ
کرے ہے شعلہ کا کام آب زندگانی کا

کہان سے روز دل و سینہ و جگر لاؤن
تمھین لگانا ہے یہ ہاتھ تیغ رانی کا

الہی جیب کے دامن سے آستین دھولون
فترہ نے سیکھ لیا شغل خونفشانی کا

نہین بجا مرض عشق سی کوئی ممنون
ہمین دریغ بہت ہے تری جوانی کا

غزل مومن خان

لگے خدنگ جب اس نالہ سحر کا سا
فلک کا حال نہو گیا مرے جگر کا سا

نجاؤن گا کبھو جنت کبھی نہ جاؤن گا
اگر نہوے گا نقشہ تمھارے گھر کا سا

کرے رخنہ خرابی تری ندامت جو
کہ آب چشم مین ہے جوش چشم تر کا سا

یہ جوش یاس تو دیکھو تواپنے قتل کی تو
دعاے وصل نہ کی وقت تھا اثر کا سا

لگی ان آنکھون سے ہر وقت اکو دل صد چاک
ترانہ رتبہ ہوا کیون تہ گاف در کا سا

ذرا ہو گرمی صحبت تو خاک کردے چرخ
مرا سرور ہے گل خندۂ شرر کا سا

یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

جنون کی جوش سے بیگانہ وار ہین احباب
ہمارا حال وطن مین ہوا سفر کا سا

خبر نہین کہ اسے کیا ہوا پر اس در پر
نشان پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا

دل ایسی شوخ کو مومن نے دیدیا کہ وہ ہے
محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

غزل ذوق

ہو چکا اب تیغ قاتل تا کمر اچھا ہوا
اے دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

ایک دن بالکل زمین اپ چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

آب خنجر کی ترے گر ہو زیادہ آبرو
آج مات مین ہمارا حلق گر اچھا ہوا

آرہیگا دشت مین لیلی تری ناقے کے کام
ہو گیا مجنون جو کانٹا سوکھ کر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مزا مجکو چکھا دے عشق کا
بھر دیا لون اسنے دل کو چیر کر اچھا ہوا

سنکے مجنون نے مرے سوز جنون کو یہ کہا
واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا

بندھگیا اس مو کمر کا جبکہ مضمون کمر
ہو گئی معنی مین وقت شعر پر اچھا ہوا

مجکو صدقہ کر اگر ہے بد مزہ تیرا مزاج
یہ ادھر صدقہ دیا تو نے ادھر اچھا ہوا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا

کھنچ گیا میری طرف سے ابروے دلبر کا دل
واہ وا جذب محبت کا اثر اچھا ہوا

قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہنا کہ لو
اب تو دامن بھی ترا لوہو سے تر اچھا ہوا

نامہ بر جاتا ہے جلدی تو بھی چل جان حزیں
دیدہ مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا

آینہ خانہ مین عالم کے سمجھ لے یہ مثال
تا مجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا

ہے برا تو بھی اگر آیا نظر تجھکو برا
تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

ذوق کو مرنے کی سنکر پہلے وہ کچھ رک گئے
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

غزل میر تقی

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا
جمال یار نے منہ اوسکا خوب لال کیا

بہار رفتہ پھر آئی ترے تماشے کو
چمن کو یمن قدم نے ترے نہال کیا

فلک نے عشق کی اب رہ مین ہمکو پیدا کر
بسان سبزۂ نورستہ پائمال کیا

رہی تھی دم کی کشاکش گلے مین کچھ باقی
سو اوسکی تیغ نے جھگڑا ہی انفصال کیا

لگانا دل کو کہین کیا سنا نہین تو نے
جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

غزل حیدری

برابری کا تری گل نے جب خیال کیا
صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

وہین ہو چین بجبین غصہ سے کہا مت بک
کبھی جو بوسے کا اوس سے مین نے سوال کیا

نہ آئی کچھ بھی مسیحائی تیری کام مرے
بدن سے روح نے آخر کو انتقال کیا

گرا تھا کٹ کے زمین پر کبھی ترا ناخن
فلک نے اوسکو اوٹھا کر وہین ہلال کیا

ادا سا اوسکی نہ دیکھا مین حیدری محبوب
خدا نے اوسکو زمانے مین بیمثال کیا

غزل فدوی

تماشا ہے اگر آئینہ سے بے زنگار ہو پیدا
تحیر کے مکان سے عکس روی یار ہو پیدا

تڑپتی کیون ہے اری بلبل کمال اتنا تو کر پیدا
گرے جس جا پہ اشک اپنا گل گلزار ہو پیدا

ترے زیب قبا سے گر کھلے یاقوت کا تکمہ
گریبان سحر سے مطلع انوار ہو پیدا

اگر اس مصحفی رو پر کناری کا کھلے آنچل
طلائی رنگ کی تحریر سے تلوار ہو پیدا

کھلے بالون مین یون چمکے ترے یہ عارض تابان
کہ جون ابر سیہ مین برق سو سو بار ہو پیدا

مرے اس دل کی وحشت کو کبھی مسرور ہو جانا ۔ کرین دعوی اما بحق کا کر سو سودا ہو پیدا
کسی کے نکتہ تحقیق کی ہو وہی خبر غدوقی ۔ کسی کے عشق مین ہے حیدر کرار ہو پیدا

غزل انشا

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا ۔ لگا کے برف مین ساقی صراحی مے لا
قدم کو ہاتھ لگاتا ہون اوٹھ کہین گھر چل ۔ خدا کے واسطے اسے تو پانون مت پھیلا
نکل کر وادی وحشت سے دیکھ اے مجنون ۔ کہ زور دھوم سے آتا ہے ناقہ لیلا
گرا جو ہاتھ سے فرہاد کے کہین تیشہ ۔ درون کوہ سے نکلی صدا ہے واویلا
نزاکت اوسکی مین کھڑی کی کیا کہون انشا ۔ نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا

غزل سودا

سودا غزل چمن مین تو ایسی ہی کہہ کے لا ۔ گل سنکے پھاڑین جیب کو دین بلبلین صدا
حکاک کا پسر بھی مسیحا سے کم نہین ۔ فیروزہ بھی ہو مردہ تو دیتا ہے وہ جلا
نے چھوڑتا ہے اشک مراد امن و کنار ۔ یہ طفل بد سرشت نہ کوواے سے بلا
شاکی نہین خدا سے بنی گریہ شکل زشت ۔ ممکن نہین کہ خار کرے ہمائی گدا
غم سے خزان کو خون جگر چھٹا اب اے نسیم ۔ غنچے گلون کو کچھ نہین کی تے انہین کھلا
دیکھے ہے اس قدر تو مجھے دیدہ کر رقیب ۔ جو ہے کہ بھانت جی جہے نظرون نے وہ ادا
اسلوب شعر کہنے کا میری نہین سے یہ ۔ مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلا

غزل نظیر

ملا آج مجکو وہ چنچل چھبیلا ۔ ہوا رنگ سنکر رقیبون کا نیلا
کیا جسنے مجسے عداوت کا پیچہ ۔ سنلقی علیہم عذابا تسیلا
نکل اوسکی زلفون کو جو ہے ایدہ ۔ تو پڑھتا قم اللیل الا قلیلا
کہستان مین مارون اگر آہ کا دم ۔ دکانت جبالا کثیبا مہیلا

لکھو اوسکے فضل و کرم پر نظر رکھ | فقل حسبی اللہ نعم الوکیلا

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے وان توہی صاحب خانہ تھا

وای نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

حیف کہتے ہین ہوا تاراج گلزار جہان
آشنا اپنا بھی وان اک سبزۂ بیگانہ تھا

ہوگیا مہمان سرائے کثرت موہوم آہ
وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوتخانہ تھا

بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر
درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

غزل ناسخ

مرغ دل کوچۂ سفاک کو گلشن سمجھا
تیغ کو طائر جان شاخ نشیمن سمجھا

چھوڑنا اسکا گوارا جو نہین ہے شاید
دامن دشت کو مین یار کا دامن سمجھا

بعد مرگ آیا جو دھیان اپنی ستمگاری کا
لحد تیرہ کو مین اپنے بھی روشن سمجھا

خوب دھوکا مجھے مستی کی اوداہٹ نے دیا
دہن یار کو مین غنچۂ سوسن سمجھا

بیگمان مورچۂ خط کا اسی سے ہے وفور
مین ترا چاہ ذقن مور کا روزن سمجھا

کسنے اونگلی پہ رکھی فاتحہ کو فندق بند
شمع معکوس لحد پر جو مین روشن سمجھا

بنگیا جوش تصور سے بتون کا مسکن
معبدہ کو نہ مرے کوئی برہمن سمجھا

کاٹے کھاتی ہے مجھے فکر سخن ای ناسخ
دو زبان سے قلم اپنے کو مین ناگن سمجھا

غزل نظیر

مرا دل ہے مشتاق اوس گلبدن کا
کہ یہ باغ اک گل ہے جسکے چمن کا

وہی زلف ہے جسکی نکہت سے اب تک
پڑا خون سوکھے ہے مشک ختن کا

وہی لعل لب ہے کہ حسرت سے جسکے
جگر آج تک خون ہے لعل یمن کا

عجب سیر دیکھی نظیر اس چمن کی
ابھی وصل تھا نرگس و نسترن کا

ابھی یاد گرجت تھے سنبل گل	ابھی تھا ہجوم جوش سرو و سمن کا
ابھی چہچہے بلبلون کے عیان تھے	ابھی شور تھا قمری نعرہ زن کا
گھڑی بھر کی جو بعد دیکھا یہ عالم	کہ نام و نشان بھی وان تھا چمن کا

غزل امید

ہزار شکر کہ خط صبح یار کا پہونچا	اسی کو ہاتھ سے دار و مدار کا پہونچا
دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہونچا	گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہونچا
اوگرتیین تو وہانسے ہزار لاکھ گل	قدم جہانپہ مری گلعذار کا پہونچا
تم اسکو رنگ حنا خاص مت تمار کرو	ہر قتل عام ہی رنگین نگار کا پہونچا
ہمارے دیکھے اس مرغ دل کو ہر سیا	خیال کیا تیر ہی چین شکار کا پہونچا
جہانکو مست کیا اک نگاہ نے تیری	ادھر بھی دیکھ کہ عالم بہار کا پہونچا
امید اپنی طبیعت تو باغ باغ ہوئی	پیام جبکہ بت گلعذار کا پہونچا

غزل فدوی

دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا	یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا
گو نہ لیوے تو نام عاشق کا	اب تو منہ مین یہ سبکے نام پڑا
جان سے ہوگیا بدن خالی	جسم رہجاوے گا تمام پڑا
قابل بندگی نہین تو نہین	کب گلے آسکے یہ غلام پڑا
یار ایسا نہ پاویگا فدوی	دیکھ لینا گر اوسکو کام پڑا

غزل منصور

دل گرفتار کیا کس نے کیا یار کیا	اب مجھے پیار کیا کسنے کیا یار کیا
ہم جو رہتے تھے سدا گوشۂ تنہائی مین	سر بازار کیا کس نے کیا یار کیا
آپ کثرت مین گیا گوشۂ وحدت سے نکل	عشق اظہار کیا کسنے کیا یار کیا

تمت مخمس
غزل عبد اللطیف واہ
دل زلف بتان مین بندھا
اب دل جنس گرفتار ہوا
دام مین پھنسا ابرو کی
نہ کسی کا اب نہ عمر کا
کون بہشت میں سر گیا
آدمی نادان ہوا
او دل آرام گلستان ہوا
مست وحشت کا والا ہوا
پھر دیوانہ ہوا پاگل
اس چشم کی بیماری نے
نشان رہا واہ واہ
جیتے جی جان سے گیا
دیکھ مین جب سے دیوانہ
یمن عاشق ہوا نادان

کسنے آگ مین ڈالا تھا خلیل اللہ کو
نار گلزار کیا کسنے کیا یار کیا

کون منصور تھا وہ جس سے انا الحق بولا
بر سر دار کیا کسنے کیا یار کیا

غزل جہانگیر شہزادہ

گر یار نہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا
معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا

ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

جب درد نہو دل مین کیا عشق مزا دیوے
کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا

اس عشق کی آتش سے جلتے ہین سبھی کوئی
گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا

معشوق کی کانون تک بتا نہین پہونچا ہین
یہ اشک مرا یارو دردانہ ہوا تو کیا

جہانگیر سا شہزادہ تھا عشق سے دہ غافل
آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل میر تقی

غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا
دم کے جانے کا نہایت غم رہا

حسن تھا تیرا بہت عالم فریب
خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا

دل نہ پہونچا گوشۂ داماں تلک
قطرۂ خون تھا مژہ پر جم رہا

سنتے ہین لیلی کے خیمہ کو سیاہ
اوسمین مجنون کا مگر ماتم رہا

زلفین کھولین تو تو ٹک آیا نظر
عمر بھر یان کام دل برہم رہا

اوسکے لب سے تلخ ہم سنتے رہے
اپنے حق مین آب حیوان سم رہا

جامۂ احرام زاہد پر نہ جا
تھا حرم مین لیک نامحرم رہا

میری رونے کی حقیقت جس مین تھی
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

دیکھ میرا رونا اوسنے ہنس دیا
برق چمکی ابر باران تھم رہا

صبح پیری شام ہونے آئی میر
تو نہ چیتا یان بہت دن کم رہا

غزل رمضان علی

پھر دوبارہ عشق کا دلپر اثر پیدا ہوا
باغ مین تیری محبت کا شجر پیدا ہوا

اشک جاری ہی رہا دن ہر چشم گریان سے مرے
اس قدر رویا کہ اشکون سے گہر پیدا ہوا

دیکھکر گلشن مین کہتین بلبلین اوس ماہ کو
کیا چمن مین دوسرا رشک قمر پیدا ہوا

اب مجھے تیرے بجز آتا نہین آرام و چین
پھر تجھے کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا

زخم ایسے ہوگئے چھل چھل کے ساری جسم کے
درد دل رمضان علی تمام بسحر پیدا ہوا

غزل کنور

آتش دل کا جو آنکھون سے شرارا چمکا
لوگ سمجھے کہ فلک پر سے ستارہ چمکا

درد فرقت مین جو شب دلکو ہوئی بیتابی
رات رونے مین کٹی صبح کا تارا چمکا

چہرہ ازبسکہ بھبھوکا سا نظر آتا ہے
ان دنون نام خدا رنگ تمھارا چمکا

صحن خانہ مین جو دلدار ہوا خوش رفتار
آسمان نور سے اوس ماہ کو سارا چمکا

زرد رو عشق کی دولت سے ہوئے ہم ہمدم
زعفران زار یہ چہرہ کبھی ہمارا چمکا

برق چمکی ہے ہوا عاشق بیدل کو سمجھ
چق کے اندر سے جو آنچل کا کنارا چمکا

دل مین آتش جو کنور غم سے تو بھڑکاتا ہے
خوب چمکا نہین پھر اسکو دوبارا چمکا

غزل رند

جاکے گلزار سے صیاد پھر آیا اولٹا
کیا نصیبا ہے ترا بلبل ستمدیدا اولٹا

تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہیں سیدھا اولٹا

گالیان دیتے ہین اونسی تو خفا ہوتے ہین
میرے یار نے جو کری ہین وہ شکوا اولٹا

نام اوسنے جو سنا عشق مین بیماری کا
میرے در پر سے پھر آیا جو مسیحا اولٹا

یاد آیا جو مجھے کوے صنم حشر کے دن
در فردوس تلک جاکے پھر آیا اولٹا

قیس کی طرح سے ہوجاتی ہزارون مجنون
پردہ محمل کا جو رکھتی کبھو لیلا اولٹا

نالہ کرنے سے مرا یار خفا ہوتا ہے
رحم کی جا اوسے آجاتا ہے غصہ اولٹا

غزل آتش

خدا نے برق تجلی تجھے جمال دیا | ہماری آنکھون کو دیدار کا خیال دیا
کسیکو ملک دیا ہے کسیکو مال دیا | فقیر ہون مجھے اللہ نے یہ حال دیا
چلا تو بتکدے کی سیر کو موذن سے | ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ٹال دیا
شراب ابر مین کیونکر پیئین نہ ایساقی | ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا
شرف سے دستخط یار کے پھرا محروم | جواب صاف ملا سے لکھکے جب سوال دیا
سرور یار سے حاصل ہوا سرور مجھے | ملال دوست نے دل کو مرے ملال دیا
شب وصال مین اوس چہرۂ منور سے | ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل فرخ

صبح آتا ہے چلا عید مین سرشار جھکا | نظر آتا ہے مجھے مطلع انوار جھکا
دل جھکا دیدہ جھکا ہاتھ جھکا پیرون پر | کچھ ذرا مین بھی جھکا پھر تو سراپا جھکا
کوئی تھا پیچ گلے مین کوئی تھا سر کے اوپر | یک بیک آن کے وہ لٹ پٹی دستار جھکا
مچگئی دھوم چمن مین جو پکارین بلبل | آج گلشن کیطرف وہ گل گلزار جھکا
جب چلا جھکتا ہوا حسن کے بازار کے بیچ | ایک یوسف کے لیے لاکھ خریدار جھکا
تیغ ابرو کے لیے تیغ اکڑتا ہے کھڑا | دیکھیے کسکو کرے قتل ستمگار جھکا
حسن تو بہت سے دیکھے پہ کہین دل نہ لگا | دیکھ صورت کو ترے فرخ ناچار جھکا

غزل فقیہ

شوخ کی پان سے جب لال مین دندان دیکھا | اس طرح کا نہین مین لعل بدخشان دیکھا
قوس ابرو سے جو گردون پہ گیا تیر مژہ | اے میان گاو فلک کو وہین قربان دیکھا
بہر روزی کے تو دنیا مین نہ مضطر ہو کبھو | بیٹے دانے کو گہر آب مین غلطان دیکھا
کیا کرون یار کے مین رنگ حنا کی تعریف | ہمنے ایسا نہ کہین پنجۂ مرجان دیکھا

اے قتیلِ باغ میں ماننا نہیں کچھ حاجت | تیرے لڑکون کی بغل میں ہے گلستان تیرا

غزل میر تقی

صحرا مین سیل اشک مرا جابجا پھرا | مجنون بھی اوسکی موج مین مدت بہا پھرا
طالع جو خوب تھے نہوا جاہ کچھ نصیب | سر پر میرے کرورہ برس تک ہما پھرا
آنکھین برنگ نقش قدم ہوگئین سفید | نامہ کے اشتیاق مین قاصد بھلا پھرا
ٹک بھی نہ مڑ کو میری طرف تونے کی نگاہ | یک عمر تیرے پیچھے مین ظالم لگا پھرا
دیر و حرم مین کیونکہ قدم رکھ سکیگا میر | ایدھر تو اوس سے بت پھرے اودھر خدا پھرا

غزل صادق

فرطِ شوق اوس بت کی کوچے دل لگا لیجائیگا | کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لیجائیگا
بازو میرا توڑکر صیاد بے قابو نہ چھوڑ | ناتوان ہون باؤ کا جھوکا اوڑا لیجائیگا
بعد مرنے کے مری کچھ خاک بھی بچتی نہین | پھر جیبا ڈکو مری ہڈی ہما لیجائیگا
اُس سحر کو دیکھتے ہی دل مرا اوچھا کیا | چھوڑ دی دنیا کبھی میرا خدا لیجائیگا
اے مرے مشکلکشا مشکلکشائی کیجیے | تم بغیر از کون میری التجا لیجائیگا
وعدۂ صادق ہے عزرائیل سے اب دیکھ لو | اُس سرا سے اوس سرا تک کب خدا لیجائیگا

غزل مستان

آہ وہ گل جب تلک میرے گلے کا ہار تھا | رات دن چشمون مین غیرون کی کھٹکتا خار تھا
کب خوش آتا تھا نگاہین اوسکی ہر اک گلبدن | نرگسی آنکھون کا تیرے جو کوئی بیمار تھا
آج گل کاری کا جامہ دیکھ اوس شوخ کا | ہر چمن مین گل پہ گل کھانے کو گل تیار تھا
یاد کر کل شب کو پروانے کا رونا بزم مین | شمع نے تا صبح تک رونیکا باندھا تار تھا
منتظر قوس قزح تھی آسمان پر دیر تک | کسنے کل اوسکو دکھایا ابرو خمدار تھا
اودھ گلیان وانتو نہین تیرے تھے سبھی پر جوان | کل جو دیوانہ ترا رسوا سر بازار تھا

کب اوسی تڑپتی تھی کل جون مرغ بسمل رو و شب — تیر مژگان جسکے سینے مین مع سوفار تھا
زلف کے چھٹتے ہی غل چار و طرف تھا مارا مارا — رخ تلک بوسہ کی خاطر پہونچنا دشوار تھا
کل کسی ذبحا کہا اوس سے کہ مستان مرگیا — رو دیا سنکر کہا افسوس کیا آزار تھا

غزل واحد علی

کر کے تنہا مجھے اے دوستو گلفام گیا — غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا
کیا اوسے خط مین لکھون کیا مین زبانی بولون — قاصد اب تک نہ پھرا لیکے وہ پیغام گیا
وعدہ کر کر جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز — انتظاری مین تری مجھکو صبح و شام گیا
کب خوش آتا ہی مجھے باغ و بہار گلشن — گل تو سب خار ہوے جسکا گل اندام گیا
جسم لاغر کو مرے دیکھکے کہتے ہین طبیب — زندگی اوسکی کہان جسکا دل آرام گیا
ملنے دیکھا جو وہین رشک قمر کو چھت پر — مین دوبارہ وہین فی الفور لب بام گیا
نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام — ونا ان چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا
ذکر واحد علی کر رب سے کہ لاوے گا وہی — دام مین لیکے مجھے جو بت خودکام گیا

غزل تبسم

جھپک بتا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا — بچا نگہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا
ہزارون ہین صف مژگان تیر کے گھائل — مجھے تو ابرو کمان کی ادا نے لوٹ لیا
خدا کے واسطے کر رحم اے بت سنگدل — ترے تو روز کے جور و جفا نے لوٹ لیا
نگاہ شوخ نے کی خانمان سے برباد — مجھے بھی کافر زلف دوتا نے لوٹ لیا
جہان مین جتنے ہین معشوق بیوفائی سے — یہ عاشقون کو تو یار و وفا نے لوٹ لیا
نہین ہے شکوہ رقیبون سے کچھ مجھے ہمدم — کہ دل لگا کی ہی اوس آشنائی لوٹ لیا
روان تھا قافلہ اشکون کا جو مرے یارو — سوا اس تبسم غارت ربا نے لوٹ لیا

غزل آصف

آہ جب تک مری پہلو میں وہ دلدار نہ تھا ۔ آہ کا بھرنا مرا خالی از اسرار نہ تھا

رات کیا بات تھی بتلا تو مجھے ای ظالم ۔ ایسا اقرار بھی کرنا مجھے درکار نہ تھا

کرکے وہ تیغ زنی مجھپہ ہے اپنے مجلس ۔ لیے مین قتل بھی کرنیکے سزاوار نہ تھا

کل جو مرگیا ترے بستر پہ وہ بیمار پڑا ۔ آج بستر ہے فقط اور وہ بیمار نہ تھا

اسکے جاتے ہے تجھے موت نہ آئی آصف ۔ ایسی رسوائی سے جینا تجھے درکار نہ تھا

غزل علی

کہو بلبل کو لیجائے چمن سے آشیان اپنا ۔ پڑے گر صد ہزار افسوس نہوگا باغبان اپنا

اوٹھا کر لیچلی بلبل چمن سے آشیان اپنا ۔ کہا گل سے کہ کرلے سیو ناہے مکان اپنا

ہوئی جب آج سے رخصت کہا رو رو کے قیمت ۔ لکھا تھا یون کہ شاخ گل مین چھوڑون آشیان اپنا

مرا ملنا دیون جاتا تو جی اور جانسے جاتے ہون ۔ ولیکن طوق قمری کی طرح کرکے نشان اپنا

مرا جینا ہے اس بلبل بیکس کی غربت پر ۔ کہ گل کے آسرے پر یون لٹایا خانمان اپنا

چلی جب باغ سے بلبل لٹا کر خانمان اپنا ۔ نچھوڑا ای بلبل کی چمن مین کچھ نشان اپنا

نہ تو نے دل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا ۔ چمن مین کس بھروسے پر بنایا آشیان اپنا

یہ حسرت رہگئی کس کس مزے سے زندگی کرتے ۔ اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا

الم کر اس طرح رو لی کہ رسوا ہوگئی بلبل ۔ ڈبایا ہاے آنکھون نے تمامی خانمان اپنا

مگر دل سے بتا رکھنا علی گو ہر سے پیار رکھو ۔ وہ حکم شاہ رکھتا تھا ولی تھا مہربان اپنا

غزل انشا

کیا خدا سے عشق کی مین رونمائی مانگتا ۔ مانگتا جو اوس سے تو ساری خدائی مانگتا

جو جیسی لیکر آہ کی کہتا ہے یون دل چرخ سے ۔ تم سے دل بدکر نہ کیون جبا لڑائی مانگتا

اوس سی خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین الامان ۔ واسطے دونون کو عرش کبریائی مانگتا

یون کہا رندون نے جھٹ پٹ شیخ کی پگڑی اوتا — دور ہٹا ئی ہے یہ سر دسکا بڑائی مانگتا

دادرس کوئی جو ملتا تو انشا عشق سے — الاماں میں مادستاہ سکر سے وہ ہائی مانگتا

غزل میر

علاج درد کا اپنے بہت کیا نہ کیا — طبیب سے مجھے کیا کیا کچھ دیا نہ گیا

کیا جنون نے یہ کچھ میری طرح پر غالب — اگرچہ خون بھی فصاد سے لیا نہ گیا

بہائے پھوٹ کی خوننابہ چشم سے آخر — تری جدائی مین خون جگر پیا نہ گیا

ہماری چاک گریبان کا ناصحا سمجھے — ہزار شکر کہ اک تار بھی سیا نہ گیا

وہ ذائقہ لب لیلا کی بوسہ کا سمجھے — مثال شیرین کی لذت کو تو چکھا نہ گیا

غزل سراج

قد ترا سرو رواں تھا مجھے معلوم نہ تھا — گلشن دل مین عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا

دھوپ مین غم کی عبث جی کو جلایا افسوس — پیو کے سایہ مین امان تھا مجھے معلوم نہ تھا

خاک تیرے قدم پاک کی اسے نور زمین — سرمۂ دیدۂ جان تھا مجھے معلوم نہ تھا

شب ہجرت کے اندھیرے سے تنگ آیا تھا — رخ ترا نور فشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

یار نے ابروی مژگان سے مجھے صید کیا — اوس کنے تیر و کمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

سب جگت ڈھونڈھ پھرا پیو کو نپایا ہرگز — دل کے گوشے مین مکان تھا مجھے معلوم نہ تھا

روزہ داران جدائی کو خم ابروے یار — ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں نے سمجھا تھا کہ اس یار کو ہے نام و نشان — یار بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج — کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم نہ تھا

غزل تراب شیدا

ڈوب کر دل مین مری تیر کا پیکان رہا — اوکماندار ترا مجھپہ یہ احسان رہا

نہ کسی دوست نے پوچھا نہ کسی دشمن نے — مدتوں شہر مین اپنا بھی سامان رہا

اے جنون ہاتھ سے تیرے تری سو قبا ذون — کوئی باقی نہ مرا تار گریبان رہا
بسترِ خاک ہے اور پیرہن عریانی — بے رفو برسون مرا چاک گریبان رہا
آفرین ہے تری ہمت کو ترا اب شیدا — عشق کافر کا کیا آپ مسلمان رہا

غزل نثار

اوسکے قدمون سے لگی رہتی ہے دن رات حنا — خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
دسترس ہمکو نہین جبکہ قدم تک پہونچے — تو ترے ہاتھو نہین کہتے تری کیا بات حنا
عرض کیجو جو ہماری بھی قدمبوسی تک — اوسکے قدمون سے لگے آپ جو کسی رات حنا
تو بھی اِس طرح لگے گا مری چھاتی سے کبھو — شوخ جس طرح سے لگتی ہے ترے ہات حنا
ہم تو مایوس رہے اسکی قدمبوسی سے — جا کے قدمون سے لگی پا سکے ہیہات حنا
سند قلین یار کی مشاطہ لگے ذہن نثار — گل مہندی پہ نہ لاوے کبھی آفات حنا

غزل نظیر

اوڑھا اک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا — جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنیے تو میٹھی میٹھی — پہ دل وہ پتھر کہ سر اڑاؤ جو نام لیجے کبھی وفا کا
جو گھر سے نکلے تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر — کسیکو ٹھوکر کسیکو جھڑکی کسیکو گالی نپٹ لڑاکا
راہ چلنے مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہے نظر کہین ہے — کہاں کا اونچا کہاں کا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا
ادا کمین وہ بیحیائی کہ پھر پلٹ کر پلک نہ مارے — نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا
چنچلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی ہوش — جو چیرا اکھڑا تو پٹ کہ کھلگیا نہ بند باندھا کبھو قبا کا
لپٹنے مین یہ شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی — کہین جو چمکا چمک چمک کر کہین جو لپکا تو جا چھپاکا
وہ سنبھالا کسیکے سنبھلے نہ وہ سمایا منہ کسیکے — جو قتل عاشق پہ آگرے تو غیر کا پھر نہ آشنا کا
نظیر ہٹ جا پرے سر کا بدل لے صورت چھپالے منہ کو — جو دیکھ لیویگا وہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھگڑا کا

غزل نیاز

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا — کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا
کہیں وہ بادشاہ تخت نشین — کہیں کاسہ لیے گدا دیکھا
کہیں بولا بھلا وہ کہے الست — کہیں وہ بندۂ خدا دیکھا
کہیں واجب بنا کہیں ممکن — کہیں فانی کہیں بقا دیکھا
کہیں زاہد بنا کہیں عابد — کہیں رندوں کا پیشوا دیکھا
کہیں عاشق نیاز کی صورت — سینہ بریان و دل جلا دیکھا

غزل سوز

محبت کو دام بلا جانتا تھا — پھنسا میں تو اے دل یہ کیا جانتا تھا
چلا مجھسے تو بھی خفا کر بھلا دل — تجھے میں بڑا آشنا جانتا تھا
بڑی گرمجوشی سے تھا جو مجھے ڈر — کہ آخر کرے گا دغا جانتا تھا
دغا کھائی آخر دغا کھائی آخر — میں کیا جانتا تھا میں کیا جانتا تھا
دلاسا تو دے سوز کو چلتے چلتے — مگر تو جگر ہی جلا جانتا تھا

غزل ولی

تجھ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا — جادو ہیں تری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجھے بادشہی حسن نگر کی — یا کشور ایران میں سلیمان سے کہونگا
میں جب سے دیکھا خواب سے اے مایۂ خوبی — اُس خواب کو میں یوسف کنعان سے کہونگا
تعریف ترے قد کی الف وار اے سجن — جا سرو گلستان کو خوش الحان سے کہونگا
مجھ پہ نہ کرو ظلم تو اے لیلیٰ آفاق — مجنوں ہوں ترے غم کا بیابان سے کہونگا
بیتاب نہ ہو شور سے تو اے دل ہرگز — اُس درد کی دارو کسی درمان سے کہونگا

غزل ملنگ شاہ

مراد درد دل تجھ پہ اظہار ہوگا — ادھر منزل عشق ... ہوگا

ادھر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ — اودھر مرہم وصل تیار ہوگا
وہ پل ہر تو چھوٹا جو رستہ ہے باریک — یہ بندہ گنہگار کیا پار ہوگا
ملنگ شاہ سائین تو مین جگ مین ہین تیز — اودھر لعل و گوہر کا بازار ہوگا

غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یار طرحدار جھکا — محو سب ہوکے چمن صفحۂ گلزار جھکا
نرگس مست تری آنکھ جو تل در گلشن — گل مخمور جھکا بلبل بیمار جھکا
کان کے نیچے جو نکلی ہے ترے سنبل زلف — جیسا پانی سے نکل مار طرحدار جھکا
شب مہتاب مین بیٹھا تھا جو وہ سیمین تن — قرص الماس پہ وہ جیسے کہ بلدار جھکا
عرق آلودہ وہ بلور جبین اوسکی دیکھ — لے ستارون کو زمین پر مہ انوار جھکا
بس شرابی کو ترے دیکھکے میخانے مین — شیشہ پیالے پہ جھکا پیالے پہ وہ یار جھکا
شوخ اوس سے مین تری کیا ہے بلا کی آتش — پیتے ہی مے کے ہوا مست تو وہ سرشار جھکا
تیر ناوک ترے مژگان کے لئے ابرو کمان — ہاف دل پہ مرے جبکہ وہ سوفار جھکا
حسن کی تیرے جو دکان مین عجب ہے سودا — جو اوسی جنس گران پر ہو خریدار جھکا

غزل اکرام

دم کو سمجھ غنیمت او وقت ہو دم کی دم کا — یہ کون ہے دمیدہ دم مارتا ہے دم کا
قرآن مین لکھا ہے کل من علیہا فان — بیٹے سو چیز کیا ہے لے جسکو در عدم کا
جسکو پیا جو چاہے کھلا دے وہ سہاگن — پھر جستجو مین کیونکر دھرنا ہو قدم کا
کہتے ہین لوگ ساری کچھ مین اوٹھا سو کھایا — اور فاختہ کیا ہے فہمیدہ و نعم کا
کن سے ہوا ہے فیکون اس کن کا کون کن ہے — لکھنے کا تاب نلایا سینہ پچھا قلم کا
ہے فاعل حقیقی ہر چیز کا وہی سب — کیونکر ہو اہل جگ مین دوزخ بہشت تم کا
اکرام تو عبد الحق کی رہ بندگی مین دائم — ہو دیگا دور تجھسے پردہ جو ہے وہم کا

غزل اشتاق

دل مرا نور تجلی سے جو معمور ہوا — شعلہ جو آہ کا نکلا سو شجر طور ہوا

کیا خوشی رہتا تھا گلزار عدم مین آدم — آ کے ہستی مین غم و درد سے رنجور ہوا

کبریا حق کے ہین از بسکہ جہان مین معمور — جو کہ پیدا ہوا عالم مین سو مغرور ہوا

نحن اقرب جو کہا حق نے بیان کیا ہی — آپکو بھول کے ہین اس سی بہت دور ہوا

دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو — جس سے ہے پارۂ گل جوہر پر نور ہوا

چونکہ جسوقت کہ ہم خواب علم سے اشتاق — وہی موسی تھا وہی نور وہی طور ہوا

غزل شیدا

اجل کے کوچے مین تیرا گذار ہووےگا — ترا قرار بدار القرار ہووے گا

وہ سرینگے تجھکو جنازے مین تخت شاہی سے — اگر خزانہ و لشکر ہزار ہووےگا

لحد کے گوشے مین تجھکو زمین پہ سونا ہی — بدن ترا خورش مور و مار ہووےگا

نکر تو فخر یہان اپنی شہسواری کا — عمل سے پیادہ وہان شہسوار ہووےگا

اگرچہ باغ جہان مین تو مثل گل ہوگا — پہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہووےگا

نڈر خدا سے تو ہو کر گناہ کرتا ہے — نجانون کیا ترا انجام کار ہووےگا

طمع کسی سے نرکھ اس جہان فانی مین — سوا عمل کے ترا کون یار ہووے گا

نہ کر کسی پہ ستم سوچ یہ کہ آخر مین — خدا ہی سے ترا دار و مدار ہووےگا

اگر چھپائے کسی طرح سے تو اپنا کیا — پر ایک دن کو وہ سب آشکار ہووےگا

ہر اک حلال سی تیرے حساب لیوینگے — ہر اک حرام کا تیرے شمار ہووےگا

تو اپنے کوچ کی کچھ فکر کر یہان شیدا — کلام سعدی ترا یادگار ہووےگا

غزل معروف

آہ وہ کون تھا خدا مارا — جسنے اس سے سبھے لگا مارا

ایک ہے تو بھی با بالائے چشم
دل کو پھر زلف مین پھنسا مارا

کیا غضب تھی وہ جنبش ابرو
صاف جسنے کر نیمچا مارا

مین جو بولا کہ سنگدل ہے تو
اوسنے پتھر مجھے اوٹھا مارا

بعد مدت ملے تھے کل اوسنے
آج لوگون نے پھر لگا مارا

وصل کی شب تھی مین نسویا آہ
رو رہا ان کے خوف کا مارا

پاکے مرضی کھلا جو باتون مین
یہ ہنسا یا کہ بس لٹا مارا

جلس صبر و حرو لیے معروف
ملک دل موج تم لبا مارا

غزل سلیمان

غم سے ہوکر برق وش کرکا کڑک کر رہگیا
بس مرا سینے میں دل دھڑکے دھڑک کر رہگیا

ہٹنے جانا آپ آئے ہو جو کچھ کھٹکا ہوا
یاد سے دیکھا تو دل کھٹکا کھٹک کر رہگیا

توڑ کرنا گر تجھے منظور تھا تو کس لیے
نیمچہ کو میان سے سرکا سرک کر رہگیا

طائر دل کو ہوا کیا اس قفس کی قید سے
چھوڑ کر بلبل چمن پھڑکا پھڑک کر رہگیا

لے سلیمان عشق کی آتش جو مجھ دلمین پڑی
آگ کا شعلہ سا کچھ بھڑکا بھڑک کر رہگیا

غزل طور

کبھو وہ سرو قد آیا تو ہوتا
کوئی دم گور پر سایا تو ہوتا

ید بیضا کو ہوتا داغ حسرت
حنا کا چور دکھلایا تو ہوتا

رخ مصحف پہ مین قربان ہوا ہون
کوئی قرآن پڑھوایا تو ہوتا

گیا تنہا ترے کشتہ کا لاشہ
لحد تک اوسکو پہونچایا تو ہوتا

کھڑا ہون کب سے تیرے زیر دیوار
تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا

غرور عاشقی سے نعرۂ بلبل
ہماری طرح گل کھایا تو ہوتا

غش آتا طور کو موسی کے مانند
رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا

غزل سکندر

کیا کمان ابرو نے اک تیر نسا را مارا
جسکے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا

کیا تجھے اور تھا ہستی کے جنگل میں شکار
مرغ دل تو نے جو صیاد و ہمارا مارا

رات تنہائی میں آیا تھا تصور تیرا
ذکر تیرا ہی کیا آہ کا نعرہ مارا

ہمنے کھینچی تھی کلی اوسکی جو طرف لالہ کی
اوسنے شوخی سے ہمیں پھول ہزارا مارا

غیر کیا چیز ہے محمل سے اوٹھا دوں پائین
کیا کہوں کہہ نہیں سکتا ہیں تھا مارا

عشق بازی کے لیے ہمنے بچھائی جو بساط
پانسا گرتے ہی گویا رنگ ہمارا مارا

ہیچ دنیا کے لیے کچھ نہ سکندر نے کیا
آپ کو روز جیا کس لیے دارا مارا

غزل نظیر

ہوئی صبح جب گھر سے وہ یار نکلا
کہا خلق نے رشک گلزار نکلا

کئی آ گئے پیچ میں زلف کے وان
مری چشم سے جو گہر بار نکلا

عجب پھیر قسمت کا ہے غیر کو یار
جسے یار سمجھا وہ اغیار نکلا

قضا تیری کا فر ادھر آ گئی جو
بجلی لٹ پٹی باندھ دستار نکلا

خفا ہے شب کو صنم ہے نشے میں
مرہٹہ کو لیکر وہ بازار نکلا

بہت چاہا دل بیچ دیجے صنم کو
مرے دل کا وہ نا خریدار نکلا

صراحی سے ساقی نے مے جو پلائی
نظیر اس قدر ہو کے سرشار نکلا

غزل نسیم

گر ہمنے دل صنم کو دیا پھر کسی کو کیا
اسلام چھوڑ کفر لیا پھر کسی کو کیا

ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہے چاک
آپ ہی سیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

اپنی تو زندگی میاں مثل حباب ہے
گو خضر لاکھ برس جیا پھر کسی کو کیا

آنکھیں تمھاری لال صنم کچھ نشہ پیا — آپ ہی پیا پیا نہ پیا پھر کسیکو کیا
دنیا میں جسنے آکے بھلا یا براسیم — جو کچھ کیا سو جسنے کیا پھر کسیکو کیا

غزل سوز

قضا را وہ قاتل ادھر آن نکلا — تو لینے کو اوسکے مرا جان نکلا
کھڑا نقش پر ہوکر بولا کہ ہے ہے — یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
چھری لیکے من بعد سینے کو چیرا — تو دل کی جگہ خشک پیکان نکلا
پٹک سر کہا ہاے سینے کیا کیا — مین سمجھا تھا کچھ یہ مرا جان نکلا
کھڑے رہنے والون مگر سوز ہے یہ — بھلا اسکے دل کا تو ارمان نکلا
بھلا سوز ایسا بتا جسکی خاطر — یہ خورشید پھاڑے گریبان نکلا

غزل مست

آج دلبر کو خواب مین دیکھا — نور حق کا حجاب مین دیکھا
خود فنا ہوکے ذات مین ملنا — یہ تماشا حباب مین دیکھا
آپ کو سوخت غیر کو لذت — یہ مزا ہم کباب مین دیکھا
بیٹھکر سیر ملک کی کرنا — یہ تماشا ہے کتاب مین دیکھا
اک پیالے مین مست ہوجانا — یہ تماشا ہے شراب مین دیکھا

نہ ملتا گر خونسے دل مرا سرور کیون ہوتا — جو دیکھا حسن جانان کو تو پھر رنجور کیون ہوتا
خدا پیدا نہ کرتا جگ مین گر ذات محمد کو — تو یون معراج موسٰے کو یہ کوہ طور کیون ہوتا
لکھا تھا طوق لعنت کا پڑھا تھا سب تستونے — اگر وہ جانتا شیطان تو پھر مغرور کیون ہوتا
نہ پڑتا پرتو حق کا اگر رخسار خوبان پر — تو ہر عاشق کی آنکھونمین حسن منظور کیون ہوتا
کیا دعوی انا الحق کا ہوا اسرار عالم کا — اگر سولی پہ نہ چڑھتا تو وہ منصور کیون ہوتا

غزل سودا

مین دشمن جان ڈھونڈھ کر اپنا نکالا
لو حضرت دل مسلک الله تعالا

جب مست چمن سے جو چلا گھر کو وہ لالا
غنچہ نے صراحی لی اوٹھا گل نے پیالا

کہتا ہے نگہ سے یہ ترا گوشۂ ابرو
دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو نکالا

مانگا جو مین دل کو تو کہا بس یہی اک تھا
جلتے ہی تو چاہے ہے مرے کوچے سے اوٹھالا

ای غنچہ سبب کیا ہے کہ آتی ہی چمن مین
گل پھاڑ رہی ہے دامن تو نے کچھ سنبھالا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم سے
پردے مین چھپا اسکے تئین تجھکو نکالا

اس آنکھ لڑانے سے یہ دل کیونکہ بر آوے
نے تیغ ہے اس پاس نہ خنجر ہے نہ بھالا

فتنے ہی اوٹھانے سے ہوئی پشت فلک خم
ہرگز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا

سودا تجھے کہتا ہون نہ خو بولنی مل اتنا
تو اپنا غریب عاجز و دل بیچنے والا

غزل

جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا
ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا

حرمت سے ملائک نے جسے سجدہ کیا ہے
جسوقت کہ وہ صورت انسان مین آیا

گل ہے وہی سنبل ہے وہی نرگس حیران
اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیت قرآن مین آیا

قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے
ہر تار مین بولا کہ ہر اک تان مین آیا

غزل مخمس

عشق نے تیرے مجھکو دل کیا کیا ستم دکھا دیا
عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا

موت سے آگے مر چکا نیکی بدی سے کیا غرض
ہستی کو لیکے تا عدم جام بقا پلا دیا

ڈھونڈھون پھرون مین یار کو اپنی نظر مین جو فرق
آپ مین آپ مل گیا پردہ کہ مین جو اوٹھا دیا

میرے سخن کو سمجھو تم اس مین نہ مین ہے کچھ غلط
آپ ہی خدا ہوا یہ دم جبکہ خودی مٹا دیا

عمر مین اپنے آپ مین آپ ہی سمجھ کر چپ رہا
جبکہ ملا وہ غیر سے ہنس کے مجھے رلا دیا

غزل خورشید

مسرت ہے کہ تم نے کری کو بسنت کا — زخمی بسا تیار ہے یہ آنا بسنت کا

ہیچ ہے بہار چمن کی ایک تیرا آن جب — بیٹھا ہے شاخسار پہ تھا نا بسنت کا

گل کھیلا کل سینا ہو دیتا تو تیرے دل — گاتی ہے عندلیب ترانا بسنت کا

خورشید سنے لباس کیا تجھ بغیر د — کرتا ہے جس سبب ترانا بسنت کا

غزل حیدری

وہ چاند سا مکھڑا وہ خدا نور سا سہرا حسن علی — وہ گول بدن سانچے مین ڈھلا وہ میگیا ... حسن علی

وہ گھونگھر والے بال سیاہ وہ زلف ناگن سا گرہ — وہ سحر مجسم چشم لگا وہ وید ... حسن علی

تھی ہونٹھ پیون مستی کی ... دیتا داد — تکے دانت کہ جو موتی کی لڑی پر اکے چمکنا حسن علی

وہ اوبھری ادبھری سخت تجبین جو دیکھ کر پاتے — وہ میٹھی حورین شک کرین ... کا فقشا حسن علی

گوہر نبی ... ربان تو بھی نہ مجھسے اشکا بیان — اے حیدری وہ محبوب جہان وہ دلبر عبا حسن علی

غزل مومن خان

کسی کا ہوا آج کل تھا کسیکا — نہ ہے تو کسی کا نہوگا کسیکا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین — کسی نے نہ دیکھا تماشا کسیکا

نہ میری سنے وہ نہ مین ناصحون کی — نہین مانتا کوئی کہنا کسیکا

مجھے مار ڈالا ہے انکار نے پھر — یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوا کسیکا

جو پھر جاے اوس بیوفا سے تو جانون — کہ دلپر نہین زور چلتا کسیکا

صبا نکہت یار لائی کہان سے — اسے دخل کیا گو مین ہونگا کسیکا

وہ کہتے ہین بیباک عاشق کشی پر — نہین کوئی دنیا مین گویا کسیکا

دم الحذر اور عشق بتان سے — مجھے ڈر ہے اے مومن ایسا کسیکا

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

کسی نے اوسکو سمجھایا تو ہوتا — کوئی یان تک اوسے لایا تو ہوتا

مزہ رکھتا ہے زخم خنجر عشق — کبھی اسے بوالہوس کھایا تو ہوتا

نہ بھیجا لکھکے تو نے ایک پرچہ — ہمارے دل کو پرچایا تو ہوتا

کہا جلتے ہے تم کشتے کو تیرے — کچھ اب تک بھی نہ فرمایا تو ہوتا

یہ بولا ہنسنے کھڑکایا بہت در — ذرا اور یان کو کھڑکایا تو ہوتا

یہ نخل آہ ہوتا بید ہی کاش — نہوتا گو ثمر سایا تو ہوتا

جو کچھ ہوتا سو ہوتا تو نے تقدیر — وہان تک مجکو پہونچایا تو ہوتا

کیا کس جرم پر تو نے مجھے قتل — ذرا تو دل مین شرمایا تو ہوتا

کیا جیسا مریض عشق مجکو — عیادت کو کبھی آیا تو ہوتا

دل اوسکی زلف مین الجھا ہے کب سے — ظفر اک روز سلجھایا تو ہوتا

غزل دارا

سحاب پارہ ہے دامن سے آبدیدونکا — نمود برق طپیدہ سے ہے دل طپیدونکا

چراغ صبح کے مانند کوئی دم کی ہین — بیان حال ہوا جان لب رسیدونکا

جہان ہوئے ہین گل سرخ خاک سے پیدا — اسی زمین مین مدفن ترے شہیدونکا

اثر رکھے ہے یہ فریاد دردمندون کی — بُرا ہے صبر ستمگر ستم رسیدونکا

عجب شجر ہے ثمر جنکے پارۂ یاقوت — یہ رنگ دیکھ لے مژگان خون چکیدونکا

کھلا کسی پہ نہ آسودگان خاک کا حال — ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا

کوئی بھی ساتھ کسی کے گیا نہ اے دارا — عدم کو جاتا ہے کیا قافلہ جریدون کا

غزل خواجہ میر درد

جگ مین کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا — کہ نہ ہنستے مین رو دیا ہوگا

اوسنے قصداً بھی میری باتونکو — نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا

دیکھیے غمزت آپکی جی میرا نہ بچے گا بچے گا کیا ہوگا
دل زمانہ کے ہاتھ سے سالم کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
حال مجھ غمزدے کا جس تس نے جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا کسی بدخواہ نے کہا ہوگا
دل بھی اے درد قطرۂ خون تھا آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

غزل میر تقی ملک الشعرا

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا چھوڑا وفا کو اون نے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چکے آتے ہی آتے میر قیامت کو کیا ہوا
جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
بخشش نے مجھکو ابر کرم کے کیا خجل اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

غزل جرأت

جو دم لب پہ گھبرا کے آنے لگا تو شاید مرا دل ٹھکانے لگا
نہ آنے کا جب میں سنانے لگا وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
وہ دلبر کسی سے ہوا ہمکنار کہ دل بر میں کچھ تلملانے لگا
کیا اوسنے جو سیر دریا کا عزم میں آنکھوں سے دریا بہانے لگا
کہا طبع نے اور لکھ اک غزل قلم جب میں جرأت اوٹھانے لگا
اوسے رحم جب مجھپہ آنے لگا تو صحبت پہ گردوں چھڑانے لگا
کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو اشارے سے مجھکو بتانے لگا
مزاج آیا ہنسنے پہ تو غیر سے لڑا آنکھ مجھکو لڑانے لگا
منانا پڑا اور ولٹا مجھے محبت جو میں آزمانے لگا

غرض دل کو لگ جاتی ہی عشق آہ — عجائب تماشا دکھانے لگا
دیا اوسکے در پر جو جرأت نے جی — تو الحمد للہ ٹھکانے لگا

غزل ناسخ

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا — رات بھر مجکو دل زار نے سونے نہ دیا
خواب ہی مین نظر آیا وہ شب ہجر مین کبھی — سو مجھے حسرت دیدار نے سونے نہ دیا
خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ خواب عدم — عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا
رات بھر درد جدائی سے کراہا ایسا — کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
یاد اوس زلف کی درد کی مجھے دلوائی — ہجر مین مجکو شب تار نے سونے نہ دیا
یہی صیاد گلہ کرتا ہے میرا ہر صبح — نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا
سمجھے تجھے بعد فنا یاد مگر جیت ناسخ — حشر تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

غزل لطیف

جو شب کو سویا تو مینے یارو جمال فخر عرب کو دیکھا — اوٹھا یا پردہ دیکھو عین کہ جب تو عین انوار رب کو دیکھا
عجب تھی احمد کی میم روشن وہ صرف آدم غنی کی جا ہے — وگر نہ نور احد مین مینے نہ کوئی حسب و نسب کو دیکھا
سرا تحت الثری سی لیکر مقام محمود لامکان تک — مین اپنا رنگ دوئی جدا کر جمال احمد مین سبکو دیکھا
بیان شکر اسکا کیا رقم ہو تمام انعام کیا ہم پر — کہ جسکے رحم و کرم کو اوپر کبھی نہ غالب غضب کو دیکھا
جہان عقبیٰ مین یا الٰہی ہمیشہ رویت سے مصطفےٰ کی — ہر ایک مومن کو ہون وہ روزی لطیف ز ہی جو سبکو دیکھا

غزل رفیع السودا ملک الشعرا

زخم کا دل کے تر و تازہ ہے انگور سدا — جاری رہتا ہے مری چشم سے ناسور سدا
جسکے ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یا رب — چشم زخم اس سے زمانے مین رہے دور سدا
ہے انھین شوق کسی دل کے لہو پینے کا — دیکھتا ہون تری آنکھونکو مین مخمور سدا
گو نہ دی شیشۂ گردون نے گلرنگ مجھے — خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا

یار کی دیکھے تجلی جو تو موسی کی طرح
سنگ رہ سے ترے نکلے شرر طور سدا

ایک شب آکوئی دلسوز نہ رویا او سیر
شمع بھی گو ہماری سے جلی دور سدا

دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے
عشق کو ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سدا

غزل ہدایت

دشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا
کارخانہ ہی سبھی عشق کا برباد گیا

چشم الفت میں مجھے تجھے تو او طفل ستمگر
ہائے دنیا سے تو اڑ کے یونہیں ناشاد گیا

یاد کر سبزۂ خط اشک جگر سے نکلا
رو کے گھر سے یہ لڑکا خضر آباد گیا

یہ ہدایت سے بنا ریختہ کی تھی قائم
حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

غزل انشا

اے عشق جلوہ گر ہے تجھ میں ہی ذات مولا
والسابحات سبحا فالسابقات سبقا

تم نے سکھا دیا کیا جبرئیل کو نجانے
جھٹ زیر سدرہ او سے جو بستر اجمایا

جو شخص جیسا ہو خدمت میں یاں تمہاری
کیونکر نہ پھر وہ دیکھے لا موت کا تماشا

فرمادیں آپ جو کچھ تھا وہی سب ہے سچ سب
اے میرے پیر و مرشد ہاں بادشاہ و دانا

گر حکم ہو تو سائیں سلنے کا دم لگا کر
پھسکڑا ن ادھر بھی میں سبزی کا ایک کونڈا

ہے یاد میں تمہاری بیٹھا ہوا مراقب
چارم فلک پہ عیسی کھینچے ہوئے ادواسا

گر و بیان تمہیں سب کیوں پیشوا نہ سمجھیں
روح القدس ہے ادنی اک بالکا تمہارا

سبزہ اگر چڑھانا منظور حضرت ہو
تو بھیجے برگ کوئی والناشطات نشطا

آستانہ بیچکے پھر بیٹے تشریف لائیے کبھی
حضرت سلامت انشا ہے آپکا یہ چیلا

غزل ذوق

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
سبزۂ تربت مرا وقف غزالان ہی رہا

میں ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
خاک پہ دو دیدہ میری عشق پیچاں ہی رہا

بن بدمسکا جیسے نہ مضمون اوس لب کا
ہاتھ اپنا نکر دہن ریز نخدان آہی رہا

نہ اہل منکر نہ آسنے معجزے سے راہ پیر
جہل سے قابل اپنے تا مسلمان ہی رہا

پانون کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کب لباس زردی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

حلقۂ گیسو مین رکھی کسکے رخسار کی تاب
شب میہ ہالہ نشین سے ور گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
آخر تب دل بہ گیا خون ہوسکے پیکان ہی رہا

سبکو دیکھا اس سرا اور اسکو نہ دیکھا جون نگاہ
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اس وقت مین
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

۳

غزل سوز

یہ تیرا عشق کب کا آشنا تھا
کہان کا جان کو میری دھرا تھا

وہ ساعت کونسی تھی یا الٰہی
کہ جس ساعت دوچار اوس سے ہوا تھا

مین کاش اوس وقت آنکھین موند لیتا
کہ میرا دیکھنا مجھپہ بلا تھا

مین اپنے ہاتھ اپنے دل کو کھویا
خداوندا مین کیون عاشق ہوا تھا

دلا کیا آن تھی اللہ اللہ
کہ جس غمزے سے چھاتی پر چڑھا تھا

وہ مجکو ذبح کرتا تھا خوشی سے
مین اوسکی تیز دستی تک رہا تھا

نتھا اوس وقت جز اللہ کوئی
وسلے یہ سوز پہلو مین کھڑا تھا

غزل حضرت عشق

یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہائے تپ ہجر آیا
ادھر وہ ساقی شراب لایا ادھر وہ ابر بہار آیا

مین اسکی تیغ نگہ کی برش کا کیا کرون بیان تجھسے
کہ ایک پل مین ہزار ہمسے ستم رسیدہ وہ مار آیا

کسو کو جھڑکی کسو کو گالی کسو کو غصے سے مار بیٹھا
غضب ہوا جب اسکو یار و نشہ کا اپنے خمار آیا

خدا سے ڈر کہ تک مجھ پہ تادمی کسے کرے گا تو ستم ظالم
میں آج باندھ کر آیا ہوں آج باندھے کفن آیا

تری محبت میں ہاتھ دن ہم لہو ہی رویا کیے پر اک دم
ہمارے رونے پہ تجھکو ظالم نہ رحم آیا نہ پیار آیا

میں دین و ایمان و جان و دل کو کرونگا یار و تصدق اک
اگر وہ رشک بہار آیا اگر وہ رشک بہار آیا

غزل پڑھو تم یہ اب عشق ایسی ہزار اک سے جو چھپ گیا
کہ اس غزل میں تو طرح اپنی سی کر میں نادر وارد آیا

غزل مومن خان

میں نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا
میں نے تم سے کیا کیا اور تمنے مجھ سے کیا کیا

کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہوں مجھے
جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

روز کہتا تھا کہیں مرتا نہیں ہم مر گئے
اب تو خوش ہو بیوفا تیرا ہی سے کہنا کیا

سر سے شعلے اوٹھتے ہیں آنکھ سے دریا جاری ہے
شمع سے یہ کسنے ذکر اوس محفل آرا کا کیا

رو دیے کیا بخت خفتہ کو کر آدھی رات سے
میں یہاں رویا کیا اور وہ وہاں رویا کیا

آتش الفت بجھا دی داغہای رشک نے
مدعی کی گرمی صحبت نے جی ٹھنڈا کیا

آنکھ عاشق کی کوئی پھرتی ہے لے وعدہ خلاف
دیکھیے میں مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا

دہر میں اے بیوفا میری وفا کی دھوم ہے
بوالہوس سے کیا کہوں تمہارا راز جو افشا کیا

کیا خلش تھی رات دل میں آرزوے قتل کی
ناخن شمشیر سے میں سینہ کھجلایا کیا

کیا خجل ہوں اب علاج بیقراری کیا کروں
دھر دیا ہاتھ اوسنے دل پر بھی تو دل دھڑکا کیا

غرض ایمان سے حذر ایسی خمار گردن کو پڑی
تجھکو اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

غزل ذوقی شاہ

نگر سے ناقۂ لیلی کو لے جب ساربان نکلا
نواح عشق سے مجنوں کے غم کا کاروان نکلا

یہ دل سے آہ گل سے رنگ بلبل سے فغان نکلا
چمن سے جمع ہو حسرت زدوں کا کاروان نکلا

خبر کر دیکھیو غماز خسرو سے کر اے نادان
یہان فرہاد کا مرنا وہان شیرین کا جان نکلا

توانائی نہ اک ساعت نہ سیر ضعف مستی کی
حباب آسا جو ہمسایہ کا جسم ناتوان نکلا

عصا موسیٰ کا بس ہی معوفی دجال مذہب کو ۔۔۔ صنم خانہ سے مہدی ہادی صبا زمان نکلا

غزل جرأت

عزیزو کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریان کا ۔۔۔ بہین کتنی ہی دریا گر نچوڑون پاٹ دامان کا
جنون مین تم دیکھیو تب مری حال پریشان کا ۔۔۔ قدمبوسی کو آیا چاک تا دامن گریبان کا
دل پر داغ کی حالت خرابی سو یہ پہونچی ہے ۔۔۔ نشان رہجاے جون باقی کسی اجڑے گلستان کا
نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا ۔۔۔ گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا
بتنگ آئی ہین ہم وحشی کہان دل کھولکر روئین ۔۔۔ کہ وحشت پر ہماری تنگ ہی عرصہ بیابان کا
ہوا وہ خوش تو اب لوگون ذرا اسکی منادی کرا ۔۔۔ نہ وان جاوے کوئی یا لکا نہ یان آوے کوئی وان کا
کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرأت کو ۔۔۔ عجب احوال دیکھا ہمنے کل اس خانہ ویران کا

غزل لطیف

شکر اللہ کا جسنے کہ مسلمان کیا ۔۔۔ دین احمد کا ہمین تابع فرمان کیا
کونسا شکر کرین ہم ترا اے رب شکور ۔۔۔ تونے امت پہ محمدؐ کے جو احسان کیا
غیر عیسیٰ نہ کوئی حافظ انجیل ہوا ۔۔۔ تونے ہر فرد کو یان حافظ قرآن کیا
گرچہ ہے خلقت عالم مین سگ نفس کی شکل ۔۔۔ مین نہ حیوان ہوا تونے مجھے انسان کیا
جستجو رزق کی کرنا ہے عبث اے رازق ۔۔۔ جتنے مرزوق ہین تو نے اونھین مہمان کیا
جب نہ تھی دانت ہمین آپنے تب اے رازق ۔۔۔ خون مادر کے تئین قوت رگ جان کیا
بندگی پر نہین موقوف ترا لطف لطیفا ۔۔۔ تونے جب چاہا تو درویش کو سلطان کیا

غزل میر تقی

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہوا ہوگا ۔۔۔ دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہوا ہوگا
ٹک گور غریبان کی کر سیر کہ دنیا مین ۔۔۔ ان ظلم رسیدون پر کیا کیا نہوا ہوگا
آنکھون سے تری ہمکو ہے چشم کہ اب ہووے ۔۔۔ جو فتنہ کہ دنیا مین برپا نہوا ہوگا

صد لخت ترے مژگان خوبان ست نکلا یہ دل ‌‌ — آگے تجھے میرا لیا سودا نہ ہوا ہوگا

غزل ظفر

دیکھ مجھکو بت نے بیرسے منہ پھیر لیا — آج تجھسے مری تقدیر نے منہ پھیر لیا
عقل نے ہوش نے تدبیر نے منہ پھیر لیا — بس مری آہ سے تاثیر نے منہ پھیر لیا
مین تڑپا بھی دم قتل نہین تو قاتل — کیا سبب جو تری شمشیر نے منہ پھیر لیا
اوسکا نقشہ جو مین کھینچنے لگا یارو — مردخورسے فلک پیر نے منہ پھیر لیا
اے ظفر چہرۂ تاباں صنم دیکھتے ہی — مردخورسے فلک پیر نے منہ پھیر لیا

غزل ذوق

وہ کون ہے جو مجھپہ تاسف نہین کرتا — پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا
کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے مین اوسکو — اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا
کچھ اور گمان گذری نہ دل مین تری قاتل — دم اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا
پڑھتا نہین خط غیر مرا اوان کسی عنوان — جب تک کہ وہ مضمون مین تصرف نہین کرتا
دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے — دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا
تا دل نکرے صاف سے صاف اے صوفی — کچھ سود دو حصا علم تصوف نہین کرتا
اے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر — آرام مین ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

غزل معروف

عشق کا سا کبھی آزار نہ دیکھا نہ سنا — اسکا جیتا کوئی بیمار نہ دیکھا نہ سنا
تجکو جس بزم مین زنہار نہ دیکھا نہ سنا — ناچ اور راگ وہان یار نہ دیکھا نہ سنا
ہمنے موسےنے کبھی رد کلام واعظ — اوسکے جز مصحف رخسار نہ دیکھا نہ سنا
عشق کی راہ مین نقش قدم و تیور جرس — گاہ جنبش دم رفتار نہ دیکھا نہ سنا
نرگس دل نے اسی رنگ جہا مین سمجھا — چشم اور گوش سے اے یار نہ دیکھا نہ سنا

چشم وا رہتی ہین اور گوش برآواز قدم — عاشقون کو کبھی بیکار نہ دیکھا نہ سنا
یہ غزل جسنے سنی دیکھ کے بولا معروف — کہین اس مین نہین بیکار نہ دیکھا نہ سنا

غزل رنگینا

انس اور جن کی تھی خلقت سب جہان افسانہ تھا — کوئی تھا اوسوقت پر مین جب ترا دیوانہ تھا
ماسوی اللہ مین نہ تھا کچھ کام میری ذات کا — مین نہ تھا اسمین وہ مجھ مین حق مرا ہی خانہ تھا
آگہہ لاگی آپہا سے دام مجھہ ناحق کرے — اسکی کیا تقصیر کہنا دل مرا بیگانہ تھا
جر کیا انجو سا تہ تیر ہر دل فی سو مین کیا کہتو — کچھ کہا جاتا نہین دشمن مرا ہمخانہ تھا
متصرع سو دا بہ سایہ رنگ کیا یہ جا ہوا — سنگ سا مین آتش تھی جب شمع کا پروانہ تھا

غزل ممنون

تجھے نقش ہستی مٹایا تو دیکھا — جو پردہ تھا حائل اوٹھایا تو دیکھا
یہ سب ہا تیرے آہ حسن کا پرتو ہے — نہ دیکھا تجھے تیرا سایہ تو دیکھا
ہرا اپنے مست مرے دیکھنے سے — تمھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
نہون کیونکہ ممنون پیر مغان کا — یہ عالم جو ساغر پلایا تو دیکھا

غزل انشا

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا — لو ہم بھی نہ بولین گے خدا کی قسم اچھا
مشغول کیا چاہیے اس دل کو کسی طور — لے لیوینگے ڈھونڈا ور کوئی یار ہم اچھا
گرمی نے کچھہ آگ اور ہی سینے مین لگادی — ہر طور غرض آپسے ملنا ہی کم اچھا
اغیار سے کرتے ہو مرے سامنے باتین — مجھپر یہ لگے کرنے نیا تم ستم اچھا
ہم معتکف خلوت بتخانہ ہین ای شیخ — جانا ہے تو جا تو بھی طواف حرم اچھا
جو شخص مقیم رہ دلدار ہین زاہد — فردوس لگے اونکو نہ باغ ارم اچھا
کہکر گئے آتا ہون کوئی دم مین مین تم پاس — پھر دیے چلے کل کی سی طرح مجکو دم اچھا

اس ہستی موہوم سے میں تنگ ہوں انشا ۔ واللہ کہ اس سے بمراتب عدم اچھا

غزل حسن

وہ جب تک کہ زلفیں سنوارا کیا ۔ کھڑا اسپہ میں جان وارا کیا
ابھی دل کو لیکر گیا میرے آہ ۔ وہ چلتا رہا میں پکارا کیا
قمار محبت میں بازی سدا ۔ وہ جیتا کیا اور میں ہارا کیا
کیا قتل اور جان بخشی بھی کی ۔ حسن اوسنے احسان دوبارا کیا

غزل نصیر

گلزار ہے داغوں سے یہاں تن بدن اپنا ۔ کچھ خوف خزاں کا نہیں رکھتا چمن اپنا
اشکوں کے تسلسل نے چھپایا تن عریاں ۔ یہ آب رواں کا ہے بنا پیرہن اپنا
کس طرح بنے ایسے سے انصاف تو دیکھو ۔ یہ وضع مری دیکھو وہ دیکھو چلن اپنا
انکا یہیں آپ کے گھر چلنے سے دیکھو ۔ میں چلنے کو موجود جو چھوڑو چلن اپنا
مسکن کا پتا خانہ بدوشوں سے نہ پوچھو ۔ جس جا پہ کہ بس گر رہو وہ ہے وطن اپنا

غزل میر

ہر گھڑی رہتا ہے تجھکو ذکر ہی تلوار کا ۔ روز دیتا ہے تسلی تو جسپہ مرد و چار کا
ہاتھ بھی ایسکو لگاتا ہے کوئی اب یا نصیب ۔ دن بدن بدتر ہے احوال اس ترے بیمار کا
موتیوں کا ہار تو پہنا کرے ہے تو سدا ۔ دیکھ یاں آ کر تماشا آنسوؤں کے تار کا
دیکھکر صورت مری حسرت زدہ اے دوستو ۔ اک تحیر کا سا عالم ہے در و دیوار کا
اشک کے بدلے لہو آنکھوں سے آتا ہے میر ۔ روتے روتے حال ہے یہ دیدۂ خونبار کا

غزل انشا

ہے بندھا مینہ کے تار کا جھولا ۔ کیوں سکے چھوٹ یار کا جھولا
ہو گی کس دن کو قطرہ افشانی ۔ منتظر ہے بہار کا جھولا

گو نواے مطرب آگے ہو مشتاق | مینہ کا اور ملار کا جھولا
لے صبا باغ مین جھلایا کر | تو مرے گلعذار کا جھولا
رونق افزا ہے عکس سے تیرے | نہر اور آبشار کا جھولا
تیرے ہاتھو نمین یہ کہین نہ گرہ کر | رسن تاب دار کا جھولا
تجھسے نازک سے چاہیے گو ہو | صرف پھولون کے ہار کا جھولا
نکہت گل کو جھولنے کے لیے | ہے نسیم بہار کا جھولا
چاہیے طفل اشک کو انشا | مژہ قطرہ بار کا جھولا

غزل حضرت عشق

لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اتی بار ہوا | خفا نہو ترے صدقے کیا نثار ہوا
جنون ضرور ہے اب مجھے دست برداری | کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا
تمام قصۂ غم تجھکو مین سناؤن گا | کبھو جو ٹک دل بیتاب کو قرار ہوا
ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گجرو | مجھے یہ غم ہے کہ پھولو ن کا کیون نہ ہار ہوا
اب ایک بوسے کے دینے پہ منہ بناتے ہو | ادھر تو دیکھو وہ کیا بات کا قرار ہوا
ہمارے سینے پہ داغون سے ہے وہ گلکاری | کہ داغ داغ جسے دیکھ لالہ زار ہوا
مین تیرے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھا | ہزار حیف تو جسپہ نہ دوستدار ہوا

غزل عاجز

سجن کا آنا ...... سجن کا جانا | سجن کا روٹھنا ... سجن کا ہنسنا
بہار گلشن ... نپٹ بناوٹ | غضب خدا کا ... کلی کا کھلنا
سجن کی آنکھین ... سجن کی پلکین | سجن کی زلفین ... سجن کی باتین
سدا ہین کیفی .. سدا ہین برچھی | سدا ہین خونی ... سدا ہین برجاہ
تری کمر کو ...... ترے دہن کو | ترے بدن کو .... ترے سخن کو

دہم سا سمجھا . . . . . عدم ہو دیکھا — حقیقت پایا . . . . . مین خوب سمجھا
سخنوروں مین . . . قلندروں مین — مدبروں مین . . . . جنونتوں مین
مین ہوں سخنور . مین ہوں قلندر — مین ہوں سیانا . . . مین ہوں دیوانا
مری رباعی . . . مرا مخمس — مرا تخلس . . . . . . خیال میرا
ہے ربع مسکن . ہے گھر کا بچہ — شو — ہے زور خاجر . . ہے آتش دریا

غزل اہیم

پھر ہمارے آہ و نالہ مین اثر پیدا ہوا — پھر نہال نخل سے گویا ثمر پیدا ہوا
پھر کسی کی کان کے موتی ہمین یاد آ گئے — پھر ہمارا اشک مانند گہر پیدا ہوا
بن کے اختر آسمان پر جلوہ آرا ہو گیا — سینۂ سوزان سے میرے جو شرر پیدا ہوا
ہوگا مائل دل کسی کی سندلی پوشاک پہ — اس طرح پھر اندنوں کچھ درد سر پیدا ہوا
بے پری مین کھا گیا … دیکھ کر صیاد کو — طائر دل پھنس گیا جب بال و پر پیدا ہوا
پھر ور دندان کو اس … ہمین آ گئے — قطرۂ اشکوں سے پھر سا گہر پیدا ہوا
سرو نے دعوی … تیرے کیا اچھل — گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا
کاں لگنے کو ہم اب … ورنایاب کے — اندنوں پھر اک رقیب بد گہر پیدا ہوا

غزل سودا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا — لذت کو اسیری کی کر یاد بہت رویا
تصویر مری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی — انداز سمجھ اسکا بہزاد بہت رویا
نالے نے ترے بلبل نم چشم کئی گل کی — فریاد مری سنکر صیاد بہت رویا
یاں تک مری صورت آ … تشنہ لبی ہیا — او سطرف جو ہو گذرا جلاد بہت رویا
جو نین پڑی ہوتی ہین جا دیکھ گلستان مین — تجھ قد سے خجل ہوکر شمشاد بہت رویا
آئینہ جو پانی مین ہے غرق یہ کیا باعث — تجھ سنگ دل کے آگے فولاد بہت رویا

سودا سے مین یہ پوچھا دل مین کبھی کسیکو دونا — وہ کرکے بیان اپنی روداد بہت رویا

غزل احسان

کبھی خاک تو پیغام اے صبا میرا — ہوا ے یار مین دم ہی ہوا ہوا میرا

جو مر بھی جاؤن نکیجو مری وفات کا ذکر — وفا کے نام سے چڑھتا ہے بیوفا میرا

یہ غمزدون کو کھلایا تو کیا ہوا اے عشق — ذرا تو اور کہ پورا ہو ناشتا میرا

یہ سیل گریہ ہے ہرگز نہوگی پند سے بند — بکا جو ناصح تو دوگنا ہوا بکا میرا

جو بوسہ دیجے مزے کا مزہ بدل جاوے — کہ اندنون مین بہت منہ ہے بیمزا میرا

اندھیری رات کو مین روز عیش سمجھا تھا — چراغ تو نے جلایا تو دل بجھا میرا

کہین نہو خفگی تیرے دل مین فکر ہے یہ — کہ خود بخود ہے کچھ اسوقت جی خفا میرا

دوچند حسن ترا فرط خشم سے چمکا — بگڑکے کام سن اے مہ سنور گیا میرا

نہ درد سر دو دوا سے مدام بے درد — دوا پذیر نہین درد بے دوا میرا

تمہاری زلف کا شامت زدہ کو سودا ہے — بلاے عشق مین دل ناگہان پھنسا میرا

نہ کیونکہ روؤن کہ ہے حال جانکنی مین آہ — رفیق میرا جگر میرا لاڈلا میرا

کسی نے پوچھا کہ احسان غلام کسکا ہے — لبون پہ لاکے تبسم کو یہ کہا میرا

غزل تازہ از جوشش

دیکھ وہ زلف پریشان مین پریشان ہو — فرقت یار مین سرگشتہ و حیران ہوا

نہ ملا ناقہ اگرچہ دل مجنون میرا — بہت آوارہ بصحرا و بیابان ہوا

اک جھلک دیکھے جانان کی ہوا غش مجکو — دل حیرت زدہ مژگان کا پیکان ہوا

ساتھ غیرون کے وہ جاتا تھا جو کل بر سر راہ — مجھکو بس دیکھ کے پہچان کے انجان ہوا

جوشش کس کس طرح آتا ہی مرے دلمین خیال — بعد مدت کے جو اب وصل کا سامان ہوا

غزل خواجہ میر درد

دنیا میں کون کون نہ یکبار ہو گیا
پھر منہ کو اس طرف نہ کیا اوسنے جو گیا

پھرتی ہے میری خاک صبا در بدر لیے
اے چشم اشکبار یہ کیا تجھکو ہو گیا

آگاہ اس جہان میں نہیں غیر بیخوداں
جاگا وہی ادھر سے جو موند آنکھ سو گیا

طوفان نوح نے تو ڈبائی زمین فقط
مین ننگ خلق ساری خدائی ڈبو گیا

برہم نہو کہین گل و بلبل کی راستی
ڈرتا ہون آج باغ مین وہ تندخو گیا

واعظ کسے ڈراتا ہے یوم الحساب سے
گریان مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

پھولے گی اس زبان مین گلزار معرفت
یان مین زمین شعر مین یہ تخم بو گیا

آیا نہ اعتدال پہ ہرگز مزاج دہر
دے گرچہ گرم و سرد زمانا سمو گیا

اے درد جسکی آنکھ کھلی اس جہان مین
شبنم کی طرح جان کو اپنی وہ رو گیا

غزل ناسخ

سمجھ کے خس نہ مجھی کو جہان سے پاک کیا
ہزار طور کو اسنے جلا کے خاک کیا

ہوئی جو صبح شب وصل جان ڈوب گئی
قضا نے چشمۂ خورشید کو ہلاک کیا

گلہ نہ یار کا باقی رہا نہ شکوہ غیر
اجل نے خوب مرے مجلے کو پاک کیا

عوض شراب کے انگور سے لہو ٹپکا
جو بعد مرگ مجھے دفن زیر تاک کیا

نہ خط جادہ سمجھ اسکو مینے وحشت مین
برنگ جیب یہ دامان بدست چاک کیا

ترے جلانے کو ہی سنگدل صنم ہمنے
اک اور صاعقہ مستور سے تپاک کیا

خبر کلال کو سرگشتگی کی تھی ناسخ
جو میری خاک سے تیار اسنے چاک کیا

غزل سودا

تو نے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئین تو مزا ہے شراب کا

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

زاہد سبھی ہے نعمت حق جو ہے اکل و شرب
لیکن عجب مزا ہے شراب و کباب کا

غافل خت سے ہو کے گرم پرنہ لحمہ نفس ۔ پر ہے شرار برق سے دامن سحاب کا
قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سے ۔ دریا مین ہے ہنوز پھپھولا حباب کا
اے برق کس طرح سے مین حیران ہون تجھ کنی ۔ نقشہ ہے ٹھیک دل کو مرے اضطراب کا
سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور ۔ جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہے آفتاب کا

غزل آتش

ہر حال مین ہے اپنے مرا یار دل فریب ۔ گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب
مژگان کی تاج گردیون دیکھین اگر طبیب ۔ اتنی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب
مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون ۔ جانکاہ جانخراش دل آزار دلفریب
انداز حسن یار مین اک ایک خوشنما ۔ رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب
مشتاق زخم کے رہین اے ترک شتنی ۔ ابرو سے تیرے ہو تری تلوار دلفریب
دیوانہ گر رہتے ہین گھر لین مین یار کر ۔ چشم پری ہے روزن دیوار دلفریب
دنیا مین آ کے جی ہمین جانے کو چاہتا ۔ دلکش ہر اک دکان ہے بازار دلفریب
سودا ئے عشق کر لیے ہے خوش جمال شرط ۔ یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب
عالم مین مجھکو قاتل خوش رو کی ہے تلاش ۔ جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب
دیوان حسن مین یہی ہے اک بیت انتخاب ۔ کیونکر نہو وہ ابروے خمدار دلفریب
اس گل نے گوش دل سے سنا ہیکن حسینا ۔ آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

غزل سودا

کھولی گرہ جو غنچہ کی تو نے تو کیا عجب ۔ یہ دل کھلے جو تجھ سے تو ہو لے صبا عجب
گل داد عندلیب کو پہونچا تو کیا ہوا ۔ فریاد کو مری ہے ترا پہونچنا عجب
اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار ۔ تو بھی وہ بت نہ رام ہوا یخدا عجب
بیگانہ وار آکے نہ پوچھا کبھی ہمین ۔ تم بھی تو ہو کوئی مری جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی ولے
اے شیخ میکدہ کی ہے آب و ہوا عجب

غزل سودا

نالہ سینے سے کرکم عزم سفر آخر شب
راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب

سانس تجھ ملنے کی کسی مایوس کی ہو درد نسیم
کر سکے ہے ترے کوچے سے گذر آخر شب

مژدۂ وصل ترا یار مجھے یون پہونچا
جون مہ عید کے صائم کو خبر آخر شب

دوست ہرچند ہمارا ہے موذن لیکن
دشمن خواب ہے جون مرغ سحر آخر شب

اسقدر شیفتہ ہے شکل کا اپنی کہ سدا
آئینہ ہاتھ مین مشرق کو نظر آخر شب

انتہا عیش جہان کا جو تو دیکھا چاہے
سر بزم مستان پہ نظر غور سے کر آخر شب

صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا
کچھ ڈھلا دور سے آیا وہ نظر آخر شب

غزل سودا

ہمارے پاس بھی گاہے نہ گاہے آیئے صاحب
نہین کچھ راہ ملنے کی مجھے بتلایئے صاحب

کسیکے لینے دینے مین نہین کوئی مین بیٹھے ہین
تمہارا غم ستاتا ہے اوسے سمجھایئے صاحب

پڑے تھے دل کہیں سو تو اوسکو لیچلے اب کیا
اگر یہ جان بھی درکار ہو ستایئے صاحب

یہ لیچل جان بھی اللہ اکبر تم ہوئے رخصت
تمہارا کام پورا ہو چکا اب جایئے صاحب

قیامت تک رہیگی کہنے سننے کو وفا تیری
کھڑے رہکر بھلا اس سوز کو گڑوایئے صاحب

غزل تابان

مت کر فغان تو باغ مین زنہار عندلیب
صیاد ہو مبادا خبردار عندلیب

سیر چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھ
تو کس بلا مین ہیگی گرفتار عندلیب

آتا ہے رحم مجھکو کہ گلچین کے ہاتھ سے
تو کھینچتی ہے تخت پہ آزار عندلیب

تنہا تو ہی خراب نہین گل کے ہاتھ سے
تابان بھی ہے اسیطرح سن خوار عندلیب

غزل نور

کہے ہے تو تو کسی کو صنم عجیب و غریب
ولے ہے تو بھی خدا کی قسم عجیب و غریب

ہلال عید مین ہے خم پہ حیرت خورشید
یہ تیغ ہے ترے ابرو کا خم عجیب و غریب

شفاے چشم مین ہو جسکو مہربانی علین
نہووے کیونکہ پھر اوسکا ستم عجیب و غریب

بیاض کیون نہ جلے میری سرد نالے سے
مین لور سوز کرون ہون رقم عجیب و غریب

غزل

دربان نے وان تو بند رکھی پٹ تمام شب
یان سر تھا اور تھی تری چوکھٹ تمام شب

خانہ خراب جلسے ہے زلفون مین تیری دل
روح اپنی گھٹ سی رہتی ہی پر گھٹ تمام شب

چھاتی پہ مثل مار سیہ لوٹتی رہی
اوس زلف عنبرین کی وہ ہر لٹ تمام شب

محفل مین ڈر کے ضبط سے ساقی کی روبرو
آنسو پیا کیا جو مین غٹ غٹ تمام شب

قطرے تھے یا تھے ریزۂ الماس جس سے آہ
لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب

لگنے لگنے بھی دیا نہ مجھے عزم وصل مین
مچلائیون سے اوسنے کیا ہٹ تمام شب

غزل میر تقی

کیسی مسجد کیسا میخانہ کہانکی شیخ و شاب
ایک گردش مین تری چشم سیہ کی سب خراب

تو کہان اوسکی کمر کیدھر نہ کر یون اضطراب
اے رگ گل دیکھیے کھاتی ہی جو تو پیچ و تاب

موند رکھنا چشم کا ہستی مین عین دید ہے
کچھ نظر آتا نہین جب آنکھ کھولے ہے حباب

تو ہو اور دنیا ہو ساقی مے ہو اور مستی مدام
پر بط صہبا نکالے اوڑ چلے رنگ شراب

ہے ملامت تیری باعث شور پر ہے تجھسے نمک
تنک تو رہ پیری چلی آتی ہے اے عہد شباب

یہ خرابی کب سے تھی شایان آہوے حرم
ذبح ہونا تیغ سے یا آگ سے ہونا کباب

کیا ہو رنگ رفتہ کیا قاصد ہو جسکو خط دیا
جز جواب صاف آئے کب کوئی لایا جواب

وای اوس چلنے پہ لے مستی دو پہر چرخ مین
جام پر تو گردش آوے اور میخانہ خراب

خوب حرف بن الف بے کے نہین پہچانتا
ہون ولیکن ابجد خوان شناسائی کو مجھی کیا حساب

مت ڈھلک قمر کا سر تو اب آو سرشک مرا
مست مین جاتی رہیگی تیری ہستی کی آب

کچھ ہین بحر جہان کی موج پر مت بھول میر
دور سے دریا نظر آتا ہے لیکن ہے سراب

غزل سراج

یا الٰہی گر نظر آوے مرا محبوب خوب
ہوش کے لشکر کو گر آ کر کرے مغلوب خوب

بلبل گلشن غزل خواں ہے فراق گل ستی
گر ملین آپس مین دونون طالب مطلوب خوب

آرہ ہم گر چلے سر پر مثال زکریا
یار کے جور و جفا پر صبر جون ایوب خوب

آزماتا ہون نہ درد سر ہے فکر دنیوی
سب سے بے پروا ہوا ہے عالم مجذوب خوب

دل کو سیپارے کو ہیکل کر رکھی ہین بر میں ہم
جد دل زخم و جفا سو ہے لئے اسلوب خوب

سبزہ خط خوشنما ہے تجھ لبون کے آس پاس
جونکہ پانی کے کنارے پر لگی سبزہ و بہا خوب

یوسف مصری کب آویگا مری پاس اے سراج
از سر نو ہو وے نور دیدۂ یعقوب خوب

غزل فاضل

اُس خوبرو کے آگے اگر آئے آفتاب
خجلت سے پھر زمین میں سما جائے آفتاب

گر وقت شام اوس مہ تابان کو دیکھ لے
تا صبح پیچ و تاب پڑا کھائے آفتاب

اُس شمع رو کے روبرو کب تاب لا سکے
سو سو طرح سے بن کے اگر آئے آفتاب

کب سرخرو ہو روبرو اوس سرخ رنگ کے
رنگ شفق ہزار بنا لائے آفتاب

اُس مہ جبین کے جلوۂ پر نور کو اگر
ذرہ بھی دیکھ لیوے تو گھبرائے آفتاب

فاضل تو اُسکی آتش ہجران مین جل بجھا
ڈرتا ہون اُس طرح سے نہ جل جائے آفتاب

غزل آتش

روشنی اوس گل کی کرجاتی ہے کار آفتاب
حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے
رات بھر رکھتی ہین آنکھین انتظار آفتاب

ہجر کی شب مین ز بس ہے اشتیاق روز وصل
ہم کہے رکھتے ہین آگر اختیار آفتاب

الفت کس دل میں نہیں رخسار روشن کا ترے
لو لگا رہے میں جس میں لذت آفتاب

منہ لاتا ہے تمہارے چہرۂ پر نور سے
کیجیے اپنے کف پا کو دوچار آفتاب

حسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے
بیحساب ان عارضوں میں ہے شمار آفتاب

یہ دعا کرتے ہیں اس رخ کو ترے خیرخواہ حسن
روشنی طور دے پروردگار آفتاب

کینہ سے سرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا
ہم بہار باغ لوٹی ہم بہار آفتاب

خانۂ دل میں جگہ دیجے جمال یار کو
دیکھیے برج شرف میں اقتدار آفتاب

دم فنا اس روی روشن کی نظارے نے کیا
طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب

روز روز پہلوے گل میں گذر جاتی ہے رات
یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب

پانون تیری آمین ای محبوب ہم دھویا کریں
ہاتھ آجائے جو طشت زر نگار آفتاب

صبح محشر کا ہے آنکھوں میں اونکھوں کو اشتیاق
ہجر کی شب میں ہیں جو امیدوار آفتاب

غور رہتے ہیں تصور سے شب سرما میں ہم
روی روشن یار کا ہے یادگار آفتاب

مر گئے پر بھی نہ بھولیگا رخ زیبای یار
ذرے اپنی خاک کی ہونگے نثار آفتاب

دل جلا ہے گرمیوں سے اسلیے لو یار اب
بھاگ جاؤن وان نہو جس جا گذار آفتاب

روی یار اپنی طرف سے پھیرنے لے آتش ندیم
ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

غزل شاوان

بہار آئی ہے اب دل میں ہے ہوای شراب
صنم کے ساتھ مزا ہے نہیں سوای شراب

عجب مزا ہے کہ اوسنے قبول کر کے لیا
جو اپنے ہاتھوں سے آپہی ہیں بلای شراب

سبو سبو جو خدا چاہے ہے تو پیوینگے
بہار عیش میں ساقی اگر لے آئے شراب

جو اسکے نشہ میں آتی ہے یاد دلبر کی
تو صاف کہتا ہے ساقی نہیں بہای شراب

کہاں شراب حقیقی میں درد رہتی ہے
نہیں ہے درد یہاں دیکھا ہے صفای شراب

نہیں سماتے ہیں پھولے ہوئے جو شاوان ہم
گلاب پیتے ہیں اس گل سے ہم بجای شراب

غزل ناسخ

گرو ہان تنگ تیرا دیکھ پائے عندلیب / غنچۂ گل سے چمن مین تنگ آئے عندلیب

گر ترے دست حنائی دیکھ پائے عندلیب / شاخ گل کو آہ سوزان سے جلائے عندلیب

پیرہن بھٹنے کیا پرزے تو بہر دید گل / نوچکر سب بال و پر اپنے اڑائے عندلیب

ذبح کر اِس غیرت گلشن پہ مجکو دار کر / بس یہی صیاد سے ہے التجائے عندلیب

عاشقونکی قدر معشوقون سے ہوتی ہے سوا / دیکھ تو گل سے زیادہ ہے بہائے عندلیب

شمع کے شعلہ کو گر تشبیہ دون گلگیر سے / بزم مین گلگیر سے نکلے صدائے عندلیب

کب قفس مین صحن گلشن یاد آتا ہے اسے / عارض صیاد سے حاجت روای عندلیب

جام ہے لبریز ہین ساقی خفتہ مطرب نہین / گل کھلا ہین باغ مین خالی ہے جای عندلیب

جای گل دیکھون الٰہی منہ اوسی محبوب کا / ہے یہی ہر صبح گلشن مین دعای عندلیب

نقش پا تیرا جو ہے اک گل ہے وہ ای خوشخرام / ہر صدای پا ہے رشک نغمہای عندلیب

نالۂ موزون یہ کہتے ہین باواز بلند / آج ہم باطل کرینگے دعوہای عندلیب

موسم گل ہوچکا آئی خزان مرجائین گے / کھینچ گلشن مین شبیہ اپنی برای عندلیب

بعد مرون اڑتے پھرتے ہین چمن مین بال و پر / عشق گل مین دیکھ ای ناسخ وفای عندلیب

غزل ذوق

پی بھی جا ذوق نکر پیش و پس جام شراب / لب پہ توبہ ترے دل مین ہوس جام شراب

بازگشت اپنی ہے یون جانب قسام روان / جیسے ساقی طرب بازپس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ جس مین کہ نہین / نہ شکست ایک صدای جرس جام شراب

محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤن گا / گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو نشے مین بہکا / خس کو شیشے کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کی ہے مژگان مین اسیر / تازہ مضمون ہے جو باندھون قفس جام شراب

دل شکستہ ہوں میں وہ ٹوٹ کے ہو سو ٹکڑے
نام لکھدے جو کوئی میرا پس جام شراب

ساقی اس دور میں کب آنکھ چرا سکتا ہے
رات بھر گشت کرے ہے عسس جام شراب

نوش دارو ہوئی ہمیں ہر دم ذبح خمار
ساقیا شربت فریاد رس جام شراب

بے خبر قافلہ عیش گذر جاتا ہے
بے زبان ہے جو بیان جرس جام شراب

الحق چشم سیہ مست کو تیری دیکھا
ورنہ اب تک تو ہر ستا نفس جام شراب

منحل ملیناسے خدا جانے کہ ساقی کس کو
پہلے پہونچاتے تھم پیش رس جام شراب

مجھکو اس بوسہ دہان نے پس از بوسہ لب
نقل نمکین ہیں دیئے چند پس جام شراب

بادۂ صاف میں آیا ہے کہاں سے تنکا
عکس مژگان ہی ترا ہے میں خس جام شراب

ذوق جلدی میں گلرنگ سات دے ساغر گل
لب نازک کو ہے اسکے ہوس جام شراب

غزل سلیمی

اے مرے رشک قمر ناز سے آنا کیا خوب
دل عشاق کو غمزے سے لبھانا کیا خوب

تو نے بیگانہ سمجھ مجھکو بٹھایا ہے دور
اپنی خلوت میں رقیبوں کا بلانا کیا خوب

دام کاکل میں تو ہی طائر دل میرا اسیر
تپ اے رشک پری مجھکو ستانا کیا خوب

شکل پرواز کے اس دل کو جلاتا ہوں سدا
شمع د تیرے لیے جان کا جانا کیا خوب

جا بنا پان کا مسی کی دھڑی پر آفت
لعل لب کھول کر دانتوں کا دکھانا کیا خوب

تا کنگھی زلف کی جب ناگ نکالو ہو صنم
دل زخمی کا مرے شانہ بنانا کیا خوب

اس سلیمی کو صنم مہر و وفا سے ہر دم
راتدن اپنے چھپر کھٹ پہ سلانا کیا خوب

غزل ناسخ

ہے مری مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
راتدن پیتا ہوں میں بی شیشہ و ساغر شراب

ہے تصور کس کی چشم مست کا جو اید نون
جا سے اشک آنکھوں سے جاری ہوتی ہے اکثر شراب

خون نظر آتا ہے صاف اسکے تن نازک سے یوں
جسطرح مینا سے بلوریں میں ہو احمر شراب

ہے دلِ مجروح کی اس چشم میگون پر شفا
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب

گرچہ ہون میکش تو ای زاہد مگر غلبت مری
گوشت کھانے سے برابر رکھے یہ ہر بہتر شراب

کانپتے ہین اہلِ عصیان وحشتِ تدبیر سے
رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہے اکثر شراب

گرمیِ خورشیدِ محشر سے بچیگی تا گزیر
اسلیے کرتا ہے واعظ مجھکو دامن تر شراب

لذتِ عشرت ہوئی سب تلخکامی کب حصول
ذائقے مین دیکھ تو رکھتی ہے تلخی تر شراب

مے کشی سے زاہدون کو اسلیے انکار ہے
تا نہ ان بدطینتون کو کھول دے جوہر شراب

ہین جو حالی ہمت اونکو میکشی سے شوق ہے
آدمی کو عرش پر عاری کو ہے تسخیر شراب

ہون نجس ہر چند لیکن پاک کر دیگا وہی
جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے اطہر شراب

الحمد راقم

غزل سودا

گرچہ ہون زیرِ فلک نالۂ شبگیر نصیب
پر اوسے کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب

جب تلک اسکو ہے تری زلف گرہگیر سے کام
کس قدر یہ دلِ دیوانہ ہے زنجیر نصیب

ٹوٹے دل کو نہ بناتے ہین کسی کو دیکھا
ملا ہر اد ہر مین یہ گھر نہین تعمیر نصیب

جرم کو غیر کرے تو بھی معاتب ہون مین
بیگانہ مجھسا کوئی دیکھا ہے تقدیر نصیب

کوئی تو کشتۂ ابرو ہے کوئی مژگان کا
تیغ قسمت مین کسی کے ہے کوئی تیر نصیب

کیمیا خاک در شاہ نجف ہے سودا
حق تعالیٰ کرے اسطرح کی اکسیر نصیب

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

کیا ہوا مجھسے کشیدہ ہے وہ گر آپ سے آپ
کشتش دل اوسے کھینچیگی ادھر آپ سے آپ

اوس دل آزار کا کیا جانے ہے کیا خوف مجھے
دل دھڑکتا ہے مرا دو دو پہر آپ سے آپ

ہے ابھی رات کہان جاتی ہے اے ماہ لقا
بول اوٹھتا یہ یونہین مرغ سحر آپ سے آپ

بخت برگشتہ جو ہو جائینگے میری سیدھے
وہ چلے آئینگے سیدھے مرے گھر آپ سے آپ

گل بھی دیوانے ہین تیرے جو کہ آتے ہی بہار
ٹکڑے کر ڈالتے ہین جیب و جگر آپ سے آپ

آتش شوق سے اوڑتا ہی برنگ سیماب ‏— لگ گئے ہین دل بیتاب کو پر آپ سے آپ

دلسے بے راہ اگر دل کو تو ہو جاوے گی ‏— بے خبر تجھکو محبت کی خبر آپ ست آپ

دلکے آئینہ کو تو صاف تو کر دیکھہ ذرا ‏— اوسکی صورت تجھے آویگی نظر آپ سے آپ

جبکہ ہو جاویگا اُس زلف سے دل کا سودا ‏— بھید کھلجائیگا تب سود و ضرر آپ ست آپ

لے پری وش تری آنکھین وہ بلا ہین جنکو ‏— دیکھکر ہوتا ہے دیوانہ بشر آپ سے آپ

فکر و تدبیر سے کیا ہوگا کہ جو ہوتا ہے ‏— وہی ہوتا ہے جو قسمت سے ظفر آپ سے آپ

غزل ناسخ

تیرے کوچے مین کھڑا رہتا ہون مین ای یار چپ ‏— رات دن جس شکل سی ہو صورت دیوار چپ

کاروان شہر خاموشان کو ہین رہبر خدنگ ‏— اسلیے رہتے ہین ای قاتل لب سوفار چپ

قیمت اُس شیرین زبانی سے بیان یوسف کی ‏— رہگیا حیرت سے سارا مصر کا بازار چپ

فاش ہوتے ہین کمال عشق مین اسرار عشق ‏— جوش مستی مین نہین ممکن کہ ہو میخوار چپ

ہین یہ بت واللہ بیدرد انکو ہے کسکا خیال ‏— سمجھین صحت مر کے ہو جاوے اگر بیمار چپ

تیرے کوچے مین جو کرتا ہون فغان معذور ہون ‏— کس طرح گلزار مین ہو بلبل گلزار چپ

ہے قیامت صحبت ارباب غفلت کا اثر ‏— پاس سوتا ہے جو کوئی رہتے ہین بیدار چپ

خواب مین بھی یار کے شکوہ کا گر آیا خیال ‏— بول اوٹھا پاس ادب ہان ای لب اظہار چپ

روندنے والے نہ ہرگز دو سے ہون نعرہ زن ‏— صبر سے گر پائمالی مین نہو ہر خار چپ

خوش کلامی اسکی ہو جس بزم مین حیرت فزا ‏— ہون وہین انسان کی مثل روزن دیوار چپ

کیون نہین دیتا کسی کو تو جواب اے سنگدل ‏— سُنکے جب آواز کو رہتے نہین کہسار چپ

لال ہوتی ہین زبانین ناسخ اپنے سامنے ‏— بغض سے دشمن ہین بس سُنکر یہ اشعار چپ

غزل آتش

بل کہا سکے نہ صورت گیسوئے یار سانپ ‏— توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ

احوال کی گم آنکھ سے ... سودائی دیکھتا
دو زلفیں یار کی نظر آتی ہیں چار سانپ

کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے ... پیرہن
سودائے زلف یار میں ہے تار تار سانپ

افشاں ... کے یار کی زلف سیاہ پر
دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ

موذی بھی منقلب اثر حسن سے ہوا
کرتے ہیں گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہر حسد گانٹھ زہر کی موذی ہر بال اب
کاکل ہے ایک یار کی کالی ہزار سانپ

اس زلف میں ہر جیسے مرا دل گرفتار دل
طاؤس کو سمجھتے ہیں اپنا شکار سانپ

سودائے زلف میں ہر جو کچھ حال کیا کہوں
رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روئے صبیح پر نہیں ادا رہی وہ زلف
بو پا کے یاسمین کی ہر بے اختیار سانپ

موذی کو چاہتا ہو سدا آسمان دوں
اکثر بنایا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ

آتش یہ شاعروں کا فقط اختراع ہے
رخسار گنج ہیں نہ تو گیسوئے یار سانپ

غزل انشا

پھر جو آنکھ میں اس زلف عنبریں کا سانپ
کہ موج اشک ہوا اپنی آستین کا سانپ

کھجوری چوٹی یہ کس کی تھی جسکے دھوکے میں
جگر کو کاٹ گیا شوخ یاسمین کا سانپ

لٹ اوسکے بالوں کی غصہ میں تک جبین پر دیکھ
نہ ایسا ہوویگا صحرائے ملک چین کا سانپ

مگر وہ زلف مددگار چشم تھی کہ مرے
ڈسے ہے دل نگہ سحر آفرین کا سانپ

عمامہ والے سے لے دل تو بچکے نکلا کر
کہ ہے یہ زاہد مکار راہ دین کا سانپ

شب فراق تو ایک ہی تھی اژدہا تمثال
کہ تھا خیال میں اس جعد عنبریں کا سانپ

صباح گنجینۂ زریں آفتاب کو دیکھ
کہا یہ مینے یہ کافر نہیں زمین کا سانپ

نگل ہی لینے کو نکلا ہے غار مشرق سے
وہ پھن نکالے ہوئے چرخ چارمیں کا سانپ

عصائے حضرت موسی ہوا اپنی آہ انشا
کبھی کہیں جو کرے میری تصدیق کا سانپ

غزل آتش

دکھلاتی ہے رنگینی رخسار عجب روپ — رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ

کہتا ہے گل و لالہ کوئی مہر و مہ — لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ

نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک — بدلے ہوئے ہے مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین — دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ

دلالون کی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو — پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ

اوس رشک مسیحا کا جو کرتا ہی کوئی ذکر — ہوتا ہے مرا صورت بیمار عجب روپ

جب دیکھیے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا — ہر بار عجب رنگ ہی ہر بار عجب روپ

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹھکھیلی کی چالین — ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ

کھلجاتین تجھے معنی توحید اگر آتش — پھر دیکھی تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

غزل ناسخ

اس چمن مین ہین بیشمار درخت — پر کہان مثل قد یار درخت

وہ ترا سرو قد ہے بے سایہ — صدقے ہین لاکھ سایہ دار درخت

تیرے سوز درون سے کیا نسبت — مین ہون انسان اور چنار درخت

ہر روش پر ترے ہی مجرے کو — ہین کھڑے باندھکر قطار درخت

آنکھین بادام ہین زنخدان سیب — قد جانان ہے میوہ دار درخت

سرو شمشاد سدرہ و طوبےٰ — صدقے اس قد پہ ہین یہ چار درخت

ہین وہ دیوانے جو ہین اہل متاع — سنگ کھاتے ہین باردار درخت

سوز دل سے زمین جلتی ہے — سبز کیا ہو سر مزار درخت

فندقی میوہ ہاتھ ہین شاخین — گل ہین رخسار قد یار درخت

لیک مجھ دل جلے کی تربت پر — سبز ہوگا نہ جز چنار درخت

ہون مین عاشق انار پستان کا — ہو نہ تربت پہ جز انار درخت

آدمی کیا کہ تیرے فرمان سے | دوڑے آتے ہین لاکھ بار درخت
تاقیامت حلل ہین ناسخ | نخل غم کا ہے پائدار درخت

غزل شاہ نصیر

چل دل اس کوچے مین فوج اشک با چشم تر سمیت | بادشاہ ملک تن ہے تو نکل لشکر سمیت
کیون نہ ہم شیشے کو پٹکین بامین ساغر سمیت | توڑتا گلچین ہے غنچے کو گل احمر سمیت
دیکھی آدھی رات کو مانگ اسکی جب جھومر سمیت | کٹ گئی تب کہکشان دنبالہ دار اختر سمیت
چشم وہ کیا ہی کہ جسمین ایک بھی افسون ہین | آبرو تب ہی صدف کی جب کہ ہو گوہر سمیت
قشقہ اس بت کی جبین پر جون بالف یارو نہین | دیکھ لو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
آنسوؤنکی بوجھ کی لائی نہ مژگان تاب ہائے | عاقبت ٹوٹی رسن طفلان بازیگر سمیت
ابروے پرخم کے پہلو مین بنا کاکل کا خال | اے قمر طلعت نکلتا ہے ہلال اختر سمیت
ناف کے حلقے سے بچ اس بحر خوبی کو دلا | ڈوبتی کشتی ہے اس گرداب مین لنگر سمیت
حسن سے آگاہ گر مغرور خوبان کو کیا | گاڑ ہی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
ہے نمودی خط تری رخسے اوٹھادے رخ سی زلف | رات کو خوبی ہے لالہ کی مہ انور سمیت
گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین | رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
ذکر کسکی جامہ زیبی کا چمن مین ای صبا | کی جو سو ٹکڑے قبا ہر گل نے بالا بر سمیت
مین خط پشت لب دلبر کے ہون بوسے پہ خوش | زہر ہے لینے دیا یارو تو وان شکر سمیت
تو نے کیون صیاد پھینکا لاشۂ بلبل کو آہ | داب دینا تھا کہین گلشن مین بال و پر سمیت
موجہاے بحر کی ہو مشق بیتابی دو چند | گر نہادون تا بسینہ مین دل مضطر سمیت
ابروے پرچین پہ اوسکی دل نظر کر غور سے | دیکھتے ہین اصفہانی تیغ کو جوہر سمیت
حشر کو جا چھلیگے تجھسے خونبہای دل صنم | ساتھ اپنے تجھکو لیکر تیغ اور خنجر سمیت
مہرہاے داغ سے معمور ہی سینہ تمام | روبرو اللہ کے جاوینگے ہم محضر سمیت

شوق اگر قلیان کشی کا ہی تو مہتابی نہ بیٹھ   اے مرے سلطان خوبان شکوہ کر دو فر سمیت
پیچوان نیچہ سے ہے ہالہ حقہ سیمین ہے ماہ   عقد پروین کی چلم گردون کی ہو اختر سمیت
سے تپ ہجران نہ لکھ بھیجے ملین میرے لئے طبیب   خرفہ و کشنیز تو رب انار تر سمیت
یار کے خال و لب و رنگ مسی کا ہی خیال   ق   تخم ریحان دو مجھے عناب نیلوفر سمیت
ہمکو ترغیب طواف کعبہ مت کر زاہدا   زاد راہ تو لیکے جا احرام کی چادر سمیت
ابرو و بینی سے اپنے رخ یہ دکھلاتا ہی یار   نقشہ محراب بیت اللہ کو منبر سمیت
پان کی سرخی و کھامت کر مسی ہی لب سیاہ   لعل کو رکھتا ہی ہان کوئی بھی خاکستر سمیت
پڑھ بہ تبدیل قوافی اس زمین مین ای نصیر   دوسری بھی وہ غزل مضمون تازہ تر سمیت

غزل آتش

قامت سے دکھا یار تماشاے قیامت   ہو آج ہی ہونا ہے جو فرداے قیامت
دونون سے علاقہ نہ رہا چاہ کے تمکو   جنت کی نہ دوزخ کی ہوئے واے قیامت
واعظ سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے   دیدار کے بھوکون کو ہی صحراے قیامت
اس مرحلہ مین خون جگر کھانا پڑیگا   بے دانہ و بے آب ہے سوداے قیامت
شاعر ہون یہی عرصہ محشر مین کہونگا   کیا مصرعہ برجستہ ہے بالاے قیامت
رحمت سے تری ڈر نہین ہر چند کہ ہووے   فرداے قیامت پس فرداے قیامت
کشتے تری خلخال کی آواز کے ہین ہم   ہمسے نہ سنا جائیگا غوغاے قیامت
دو گام جو محشر مین چلے تم روش ناز   پامال ہوئے فتنہ صحراے قیامت
اس قامت کشیدہ کا نہ مشتاق ہو اے دل   اللہ نہ دکھلاے تماشاے قیامت
اے داغ جنون حشر کا خورشید ہو تو بھی   گرمی تری ہوتی ہے ایذاے قیامت
آتش نہین نیچ رہنے کے تمکو بھی کریگا   صحبت مین شریک انجمن آراے قیامت

غزل سودا

ہنود ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ہم پوجتے ہین اوسکو جو ہو آشنا پرست

اُس دور مین گئی ہے مروت کی آنکھ پھوٹ
معدوم ہے جہان مین چشم حیا پرست

دیکھا ہے جب سے رنگ کفک تیرے پانؤن مین
آتش کو چھوڑ گبر ہوئے ہین حنا پرست

چاہے کہ عکس دوست رہے تجھ مین جلوہ گر
آئینہ دار دل کو رکھہ اپنے صفا پرست

آوارگی سے خوش ہو نہین اتنا کہ بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست

سودا اسے شخص کی تئین آزردہ کیجیے
اے خود پرست حیف نہین تو وفا پرست

غزل میر

وصل دلبر نہ ٹک ہوا قسمت
مر چکے ہجر مین بھی یا قسمت

ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی
ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت

شیخ جنت تجھے نہ مجھے دیدار
وان بھی ہر اک کی ہے جدا قسمت

پھول جن ہاتھون نے سبھونکو دیے
زخم تیغ اوسے ای تھا قسمت

کیا ازل مین ملا نہ لوگون کو
تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

غزل آتش

مہندی سے لال لال ہوے دست و پاے دوست
خون شہید مار ہوا ہے حناے دوست

حصے مین دوستون کے ہین جور و جفاے دوست
دشمن خدانخواستہ ہون مبتلاے دوست

دلکو ہوے ہین معنی توحید منکشف
آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سواے دوست

لاتین چلینگی سینے پہ اپنے شب وصال
کیا کیا نہ غل مچائینگے خلخال پاے دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو
ہم بھی ہین سائل در دولتسراے دوست

زندہ سنے تو مردہ ہو ہو جاے دم فنا
مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پاے دوست

غزل سلیمی

نہ پہنچے کیونکہ حیران رشک سے بہار پہ دانت
جو موتیا کے گلے دیکھے رو ہے پار پہ دانت

ہمیں ہے خار مغیلان مزار مجنون پر — زمین ذکھودی ہین لیلی کی خاکسار پہ دانت
بھڑک گیا وہین شب بے تکلفی کی سبب — لگے جو عالم مستی مین گلعذار پہ دانت
کہ بیوفائی قسمت سے خلق عالم کے — تمام عمر سے ہین جانب مزار پہ دانت
یہ بخت اولٹ گئے اکدن کبھی کچھہ اثر نہوا — مین پیستا رہا رات اپنے تیرہ تار پہ دانت
مراد دل کی خدا پر رہے تو ملے ہی گی — ہے کوہکن نے لگایا یہ کوہسار پہ دانت
شب وصال سلیمی کو جو نہ دیکھہ سکے — الٰہی اوسکے لگین وصل اور بہار پہ دانت

غزل سلیمی

یہ فلک ہی کہ ہین اسکے ہر بہار پہ دانت — مدام پیستا رہتا ہے لالہ زار پہ دانت
فلک سا یہ چاندنی حسرت سی پیستی ہے سدا — ہمارے رشک قمر کی گلے کے ہار پہ دانت
شب وصال پر اسکے خدنگ آہ لگے — رکھے جو اپنے کوئی روز انتظار پہ دانت
غضب ہے ہر گھڑی جراح بیوفا ظالم — رکھے ہے نشتر و سوزن کو دلفگار پہ دانت
الٰہی کیونکہ ہون بوس و کنار اوس بت سے — رکھوں ہون عمر سے جس شوخ کی بہار پہ دانت
مسامس خون شہیدان ہی شکل نشتر کی — یہ دیکھہ لو جو نہ دیکھے ہون تیغ یار پہ دانت
سحر کو افعی نالہ رقیب کا اسے جان — نکالتا ہے تری زلف تابدار پہ دانت
یہ وہ فلک ہے کہ حاسد ہے برق تبسم کا — مدام کھولے ہی رہتا ہی نور و نار پہ دانت
سلیمی غم کی بیاسے پڑے ہے آہ ظلم — ہمارے جان و دل و عجز و انکسار پہ دانت

غزل جرأت

بلائین ہاتھون نے میرے جو لین تمہاری رات — بلائین ہاتھونکی لیتا رہا مین ساری رات
پڑے تڑپتے ہین بستر پہ آہین بھر بھر کے — جو یاد آتی ہی صورت پیاری پیاری رات
پلک نہ رات جھپکتی تھی دل دھڑکتا تھا — کسیکے وعدے پہ حالت تھی یہ ہماری رات
اگرچہ دن بھی کٹے ہے بری طرح سے ولے — ترے مریض پہ لاتی ہی سخت خواری رات

سحر کو پارۂ بستر نظر پڑا نہ کہین
تڑپ تڑپ کر یہ کی ہمنے بیقراری رات

اب اسکے وعدی یہ یون کو وہ شب کٹی ہے ہمین
قدم شماری سے ہے دنکو تو دم شماری رات

صدای شب نہین بوجہ تیری عاشق کی
کرے ہے حال زبون پر یہ آہ و زاری رات

ترے مریض پہ کیا جانے کیا ہوا تا صبح
کہ لوگ کرتے تھے گرد اوسکے اشکباری رات

الٰہی پہلے مری تن سے جی روانہ ہو
کہ تا کہے نہ کوئی وصل کی سجاری رات

جدا ہوئے ہون جو اس لب سے لب تا دم صبح
میسر آئی ہے ایسی کبھی لاکھہ باری رات

یہاں ای اب تو وہ صحبت نہین ہے خوابین بھی
اسی خیال سے ہم جاگتے ہین ساری رات

شب فراق کٹے کس طرح سے اے جرات
یہ رات وہ ہے کہ کہتے ہین جسکو بھاری رات

غزل مسافر

ہائے کس سے کہون مین دل کی بات
روتے روتے کٹی ہے ساری رات

پر نہ رحم آیا کبھی تجھے ہر چند
سنکے احوال کو مرے ہیہات

تجھسے گالی وہ جھڑکیان کھائین
الغرض لے گیا بسر اوقات

کیا بھلا ہوگیا ترے دل کو
چھوڑ دی تجھسے تونے رمز و نکات

نہ کبھی خط نہ گاہ پیغامے
کب تلک اس طرح ہماری سات

ابتو آ مجھ طرف ارے قاتل
جان جاتی ہے وقت ہے سکرات

ہر دو عالم سے کچھہ نہین مطلب
بس مسافر کو ایک تیری رات

غزل اختر

عجب اب کی آئی بہار بسنت
جدھر دیکھو ہے دامن نگار بسنت

نشے مین ہے سرمست کل بسنت
کھلا اس سبب لالہ زار بسنت

پلا ہمکو ساقی بسنتی سبوح
ہے آنکھو نہین ابتک خمار بسنت

بیان قطب دین کو مبارک ہو یہ
کہ اس کی ہی ہوگا وقار بسنت

تماشا بھلا دیکھ لے تو یہ اختر   کہاں ہم کہاں پھر بہار بسنت

غزل سودا

نگار سطر ابرو یار بسم اللہ کی صورت   قد رعنا سراپا ہے الف اللہ کی صورت
زلف والمیل رخ والفجر نرگس چشمۂ کوثر   نمایاں ہے سواد خط کلام اللہ کی صورت
زلیخا کی نمط کرورد دل میں سورۂ یوسف   جو تجھکو چاہ سے آگر ملے دلخواہ کی صورت
ہے شکر الحمد للہ بعد مدت میرے منزل نے   دکھائی عشق کی صحرا میں مجکو راہ کی صورت
الم نشرح ہوا عالم میں تیرا عشق ای سودا   نہ پنہاں ہو سکی دریای دل میں ماہ کی صورت

غزل سراج

ادای دل فریب سرو قامت   قیامت ہے قیامت ہے قیامت
شہید خنجر الفت ہوا ہون   سلامت ہے سلامت ہے سلامت
نکرتا جی کو قربان تجھ قدم پر   ندامت ہے ندامت ہے ندامت
جماعت میں پریرویونکی تجھکو   امامت ہے امامت ہے امامت
سراج آئینہ عشق کی درپن کا صیقل   ملامت ہے ملامت ہے ملامت

غزل آتش

وصل کی شب نہیں عاشق سی سزاوار لپیٹ   نیند کا حیلہ نکر منہ کو نہ اے یار لپیٹ
مثل گل تونے جو پہنی ہے قبا اے محبوب   لالہ کی طرح سے بھی لٹ پٹی دستار لپیٹ
جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا   دلکو لیتے ہیں تری گیسوی خمدار لپیٹ
قتل پر میرے اوٹھایا ہے جو بیڑا تمنے   خوب کسکر کمر اے ترک جفا کار لپیٹ
داغ عشق آپ ہی کھا اوسکو نہ کھلوا عشقہ   ساتھ اپنے بھی جگر کو نہ دل آزار لپیٹ
چاندسے منہ کو دکھا ابر سیہ سی زلفین   کبک وطاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ
بھیڑسی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پہ   رکھیے کس کس کو تری قصر کی دیوار لپیٹ

خط مشکین سے رخ یار کو منہ پر یہ لکھا
روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ

شان مریخ بھی دکھلا چکی قاتل مجھکو
اے خوشا نام بس اب جامۂ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہیں خبر
منہ کو لیتے ہیں کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہے بہت اے قاتل
خون ناحق میں مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ

ابھی بازار جہان میں ہے تمنا آتش
جنس دل کو کوئی تو شہ سا خریدار لپیٹ

غزل میر

بنا یا دل ہوا سوز سینہ جسکا جا لٹ پٹ
کسو کی زلف ڈھونڈھی مو بمو کاکل کو سب لٹ پٹ

تو کن نیندوں پڑا سوتا تھا اوروں کو موندے شب
میں چوکھٹ پر تری کرتا رہا سر کو پٹک کھٹ کھٹ

چٹکیں لگتی ہیں لیکر بلبلوں کو باغبان تو جو
چمن میں توڑتا ہے ہر سحر کلیوں کو تیں چٹ چٹ

تری ہجران کی بیماری میں میر ناتوان کو شب
ہوا ہے خواب سونا آہ اس کروٹ ہے اوس کروٹ

غزل سلیمی

بوسے کا خیال آیا جو دل میں مری جھٹ پٹ
تو آکے صبا نے لیں بلائیں مری چٹ چٹ

ہنستے ہوئے بھولے سے کچھوں پر جو گرا ہاتھ
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ چل دور ہو نٹ کھٹ

کل تیرے رقیبوں نے جھڑک کر کہا تجھے
آنے سے لگی رہتی ہے ہر روز کی کھٹ کھٹ

ہر چند کہ میں عجز و تملق سے رجھایا
بولا نہیں بھاتی نہیں یہ آپ کی سٹ پٹ

کھینچا جو خم ہجر سلیمی نے بیک دم
تو خوب ہوئی دل کی شب یار سے لٹ پٹ

غزل انشا

آج کیا ٹھہر گئی ہاں یا کہ نہیں منہ سے تو کچھ پھوٹ
ہووے گی وہ بات وہاں یا کہ نہیں منہ سے تو کچھ پھوٹ

کوٹھے پر ٹھہروں میں یا آگے منڈیری سے اودھر
صحن میں دیوڑھی یا اور کہیں منہ سے تو کچھ پھوٹ

سر ملالی سے بھلا ہوسا نہیں پڑتا کس وقت
کس جگہ کب وہ کدھر ہاں کہ وہیں منہ سے تو کچھ پھوٹ

لیکے انکو جو چلے گا انشا جو سبھے تجھے ڈر ہوتا
تیری کیوں ہاں نہیں بھلا جھوٹ میں منہ سے تو کچھ پھوٹ

غزل آتش رحمۃ

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ
آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ

چل رہی ہے دلا ہواے بہار
نالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ

سامنے تیرے جو پڑے اے ترک
اس مین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

چار دن ہے بہار اے بلبل
زر گل کا ہزار توڑا لوٹ

صف مژگان سی کہہ رہی ہے چشم
دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ

صرف للہ مال دنیا کر
مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ

صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ

نعمت خوان حسن جو ملجاے
یہ سمجھ لے ہے من وسلوا لوٹ

کیا عجب ہے جو گیسوے سرہنگ
لین متاع دل احبا لوٹ

جانتے ہین کہ فوج جنگی ہے
نہین سردار پھیر لیتا لوٹ

کام مردون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

غزل سلیمی

پڑے جو کان مین میری تری کہین آہٹ
تو فرش چشم نظر تک کرون زمین کو سمٹ

ہمارے دل پہ جو کالی بلا سی لہر آ گئی
ڈسے نہ ناگنی زلف اسکی کیون لٹ اپنی اد لپٹ

دمیدہ سبزہ کرے ہے رشک باغ چہرۂ یار
وہ خط حسن ہے جسکے رہے بہار لپیٹ

غم فراق مین کھائے جو ہم ہزارون داغ
ہوا ہے رشک بہار چمن جگر بھی پھٹ

کوئی ہے قبلہ کوئی بت کے سامنے مسجود
بجاے کعبہ سلیمی کو بس تری چوکھٹ

غزل سلیمی

پینے لگے جب ہم مے توحید غٹا غٹ
تب رمز معانی کے کھلے راز جھٹا جھٹ

کل دیکھ شب وصل مین رندونکی بڑائی
ٹکرانے لگے سر کو بھی چوکھٹ سی کھٹا کھٹ

جب تیغ نگہ تیری سے اسلام کو نوٹ — افواج میں کنارے کے پڑ جاوے ہٹا ہٹ
وارا جو میں سر پر دُر نایاب سخن کو — گردون میں لپٹے لینے لگے برسے چٹا چٹ
طفلی ہی سے مکتب میں تردد کیا میں نے گر — کھاتا ہے آخون جی کے بید سٹا سٹ
ٹک دیکھ خزان مرگ کی تا غافل نہو ہشیار — جھڑتے ہیں یہ و برگ شجر تر سے چٹا چٹ
دعواے سخن کا نہو سیتا گرد سلیمی — اوستادون سے جو باندھو مضامین جھپٹا جھپٹ

غزل سودا

جسکے خط سے فردوس سے دل لگانا ہے عبث — سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہے عبث
ابر مین اے یار رہ سکتا ہے کتنا آفتاب — چہرے کو اندر نقاب کے چھپانا ہے عبث
پوچھتے کیا ہو کہ شب کس طرح گذری مجھ بغیر — گذری سو گذری جو کچھ اسکا فسانا ہے عبث
تا مسیحا داغ جگر جون شمع پہونچا تا قدم — جل چکا سب کچھ تب آتش کو بجھانا ہے عبث
غیرت اے سودا نہیں ہے مستغنی اس بانکی — جی سے دوری مین پھر اسکو منہ دکھانا ہے عبث

غزل تمنا

زلفون کا دام پھینکا سر پہ ہمپر ہے عبث عبث — بل کھائے اتنے گیسو نے ہمپر عبث عبث
ہر طرح کرنا جھوٹی مری سچی بات کو — سوگند کھانا میری قسم پر عبث عبث
اصلاح پر مزاج نہیں ہے خفا وہ شوخ — خط پر عبث عبث ہے قلم پر عبث عبث
پلکون کی آستین اے کافی ہے شیخ تو — رکھتا ہے ہاتھ دیدۂ نم پر عبث عبث
اے اشک چشم یار کا ٹھہرانہ کر ذرا — بدنامی میرے شور و ستم پر عبث عبث
نقشہ گلی کا اسکے تمنا ہے دلپہ نقش — تہمت ہے صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سلیمی

رات جانان نے کیا ہے یہ پیغام عبث — آئے کل رات عمر گھر مین سر شام عبث
فکر کرتا ہون گر آغاز محبت مین کہ ہے — آخر الامر کو ہے عشق کا انجام عبث

ہاتھ سے اوس بت پرفن کے با امید وصال — رات صہبا کے پیے ہمنے کئی جام عبث

اہل گلشن کا یہی طور تھا کل گلشن مین — گالیان دیتا ہے بلبل کو گل اندام عبث

رات دن سر پہ سلیمی کے لے ظالم خونخوار — کھینچتا ہیگا سدا خنجر و صمصام عبث

غزل آتش

نہین گے کسکا زیور چاند سورج — گڑھا کرتے ہین زرگر چاند سورج

چڑھین کیا تیرے منہ چاند سورج — جوان سے ہے تو معمر چاند سورج

قسم ہے سر کی مجھکو اے رخ یار — نہین تیرے برابر چاند سورج

جبین ہوتی ہین جب وہ دیکھتی ہین — سرا سے یار کا در چاند سورج

وہ رخسارے جو ہوتے ہین مقابل — نکل جاتے ہین بچکر چاند سورج

چراغو نہین جو تیرے راستے کے — رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج

تمھارے روبرو ہوکر ہوئے ہین — سفید و زرد اکثر چاند سورج

وہ بکا نور کا ہے تو جو دیکھے — رہین حیران ہوکر چاند سورج

چڑھے میری طرح سے جو تپ عشق — ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج

وہ بالو نہین اگر رکھو سکر نہ باندھے — اوڑین پیدا کرین پر چاند سورج

ہم آتش میخانے کے ہین مست آتش — کہ جیسے ہین دو ساغر چاند سورج

غزل شجاعت

نہین تجھسا ہے کوئی دلستان آج — غلام آسا ترے پیر و جوان آج

یہ قد سرو سہی پر چشم نرگس — ختم بس کر گیا ہے باغبان آج

بہار بوستان گرو ہے کہ برین — سنبھل چل جا یہان سے اے خزان آج

مصور کھینچ لے تصویر اسکی — کہ یکتا حسن مین ہے مہ میان آج

وہین بولا ترش ہو چین جبین ہو — ہوئی دشوار تجھپر کب زبان آج

مری طوطی فصیح باشندہ بستان ۔ ذرا ہو جا تو اب شکر فشان آج
شجاعت کیا چلے اس جا دلیری ۔ دلاور ہے وہی شوکت نشان آج

غزل حاتم

سرو کچھ دعوی کرے گر قامت دلبر سے آج ۔ چیر ڈالے فاختہ آرہ بنا تیہو سے آج
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہیں تیر ۔ دل ہمارا سہم اب کھاتا ہے کا راتبر سے آج
زلف چشم و خال خط چاروں ہیں دشمن دین کے ۔ حق رکھے ایمان سلامت ایسے کفر و شر سے آج
ہاتھ مت کھینچ اے جنون تجھکو مرے سر کی قسم ۔ ایک دن تک بھی رہے تار گریبان سر سے آج
رات دن جاری ہے عالم میں مرا فیض سخن ۔ گو کہ ہوں محتاج پر حاتم ہوں اس ہنر سے آج

غزل میر

حال برا ہے ہمکو تم سے اتنی غفلت کیا ہے آج ۔ کوئی گھڑی تو پاس ہو یاں پر دن فرصت کیا ہے آج
سامنے ہے وہ آئینہ رو پر آنکھ نہیں کھل سکتی ہے ۔ دلتنگی سے رکے ہے دم کیا الہی عسرت کیا ہے آج
فرق و تیغ جٹے رہتے ہیں جیسی دل کی لاگ لگی ۔ اس ظالم بیرحم کی میری ایسی صحبت کیا ہے آج
شیشہ صراحی ساغر و مینا سب کل کیجی جاتی تھی ۔ کوئے بادہ فروشاں میں یہ میری حرمت کیا ہے آج
میر گھڑی یکساں ہی ہیں عاشق تم کرتے تھے ہوا ۔ تاب نہیں کیا ضعف سے دل میں جی بے طاقت کیا ہے آج

غزل سراج

اپنا جمال مجھکو دکھا نا رسول آج ۔ عاجز کی التماس کو کرنا قبول آج
اے مہربان طبیب شتابی علاج کر ۔ تیر مژہ کے درد سے ہے دل میں سول آج
مرہم ترے وصال کا لازم ہوا اے صنم ۔ دل میں لگی ہے ہجر کی برچھی کی ہول آج
بیتاب بزم بلبل نالان خراب ہے ۔ مرجھا رہا ہے صحن گلستان میں پھول آج
بے فکر ہوں عذاب قیامت سے اے سراج ۔ دین محمدی کو کیا ہے قبول آج

غزل ترقی

ہے عجب لذت شکار افگن تری تدبیر ونکے بیچ — جسکا چرچا ہو رہا ہے سارے نخچیر ونکے بیچ

دل جو دیکھی شکل مجنون ہو نہ تصویر ونکے بیچ — ایک مشت استخوان تھی لاکھہ زنجیر ونکے بیچ

خون کے قطرونکا عالم تو مری اشکونمین دیکھہ — لعل کے ٹکڑے چمکتے ہین پڑے ہیر ونکے بیچ

بلبلو تمکو مبارک ہو یہ گلگشت چمن — لالہ و گل کا نہ کیجو ذکر دلگیر ونکے بیچ

آگے دل ہوتا تھا بیکل اوسکا میری آہ سے — آگیا ہے فرق اب آہون کی تاثیر ونکے بیچ

گر مرقع مین کھنچی ہو اوس مسیحا کی شبیہ — جان پڑجاوے مصور ساری تصویر ونکے بیچ

وہ خماری انکھڑیان بکھری ہوئی بالونمین دیکھہ — جس طرح رو مست جکڑی ہو دینا زنجیر ونکے بیچ

قاصدا کیا خط لکھون مین اوسکو فرط شوق سے — فوت ہوجاتا ہے مطلب مجھسے تحریر ونکے بیچ

گفتگو ہو یار کی کیا بات ہے کیا گھات ہے — ساری محفل کو لگا لیتا ہے تقریر ونکے بیچ

اور تو صورت ترقی کی کوئی بخشش کی نہین — ہان مگر باعث ہو یہ تقصیر تقصیر ونکے بیچ

غزل سودا

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ — جون غنچہ سو زبان ہے اوسکا دہن کے بیچ

پانی ہو بہ گئے مرے اعضا نمین کی راہ — باقی ہے جون حباب نفس پیرہن کے بیچ

جن نے نہ دیکھی ہو شفق حسن کی بہار — آکر ترے شہیدون کو دیکھے کفن کے بیچ

وہ خار سرخرو نہین اہل جنون کے پاس — پابوس کو مرے جو نہ پہونچا ہو بن کے بیچ

کل رخصت بہار تھی شبنم صفت مین تو — رویا پھر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

آتشکدہ مین دیکھہ تو شعلہ ہے بے قرار — آرام دل جلون کو نہین ہے وطن کے بیچ

بعد از شباب ہون تری انکھیان زیادہ مست — ہوتی ہے زور کیف شراب کہن کے بیچ

سودا نے اپنے یار سے چاہا کہ کچھہ کہے — ایسی کی اک نگاہ رہی من کی من کے بیچ

غزل انشا

بیگمان چاہ کو دریا کو پڑے پاٹ کو سوچ — بیٹھ جہرک پاؤن نہ رکھہ پہلا تو گھر گھاٹ کو سوچ

چمن سے طبیب

جب جہان میں بہار آئی کہان حنظل ہرا
دھار تلوار سے بھی تیز تر اس ٹہ کو سوچ

لے دو ایاغ نے چلی جا تو وہ پاؤن ابھی
دیکھ کمبخت کھوٹے کو نہ کچھ کھاٹ کو سوچ

ہاٹ کی ٹکر سے پچھیا جو انہین تو بولین
میرے کپڑونکی طرف دیکھ اور اس ہاٹ کو سوچ

موتیون مین انہین آنکھونکی ترازو مین تول
ارے انشا نہ تو منیونکی طرح باٹ کو سوچ

غزل آتش

بالا اُس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ
خم اندر خم ہے ہر موج در پیچ

الٰہی خیر کیجو کھاری ہے
ادودھر وہ زلف ادھر نازک کمر پیچ

ہوئے ہین زلف پیچان سے کبھی طرح
ترے دستار کے بید اگر پیچ

ہوا اُس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ

جواب خط خبر داری سے لانا
نہ پڑنے پائے کچھ ای نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہمکو دیگا
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ اے یار اوس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑ اچل گیا آتش کا گر پیچ

غزل میر

عشق مین اے طبیب ہان ٹک سوچ
پائی جان درمیان ہے زبان ٹک سوچ

بے تامل ادا ہے کین مست کر
قتل مین میری ٹک مہربان سوچ

سربسر مست جہان سے جا غافل
پاؤن تیرا جہان پر ہے ٹک سوچ

یحییل اتنا پڑا ہے کیون یان تو
یار آگلے گئے کہان ٹک سوچ

ہو نہ تجھ اپنا ہلا نہ سمجھے بن
لینے جب کھولے تو زبان ٹک سوچ

گل و رنگ بہار پروسے بن
ہر عیان مین ہے وہ نہان ٹک سوچ

نا ہدہ سر جھکے سے شیب مین میر
پیری سو آگے ای جوان ٹک سوچ

غزل حسرت

کل جو پہونچی تری آواز مری کان کی بیچ — آگئی سنتے ہی بس جان مری جان کی بیچ
سخت ہے خوف مجھے دل کا خدا خیر کرے — آگ بھڑکی ہے اسی سینۂ سوزان کے بیچ
یان تلک روئی ترے غم مین کہ روتے روتے — نام نم کا نرہا دیدۂ گریان کے بیچ
ساربان محمل لیلی کو ادھر ٹک سے دے چل — خاک مجنون کی بھٹکتی ہے بیابان کی بیچ
رو رو یک شاخ پہ کل بیٹھی ہوئی بلبل زار — حسرت اس شعر کو پڑھتی تھی گلستان کی بیچ
وائے اے فصل خزان سیر نہ دیکھا گل کو — اور ہی رنگ ہوا باغ کا اک آن کی بیچ

غزل آتش

رہ الفت مین نقد عمر کر خرچ — نہین ہر چند ممسک تجھکو در خرچ
کہان اب طاقت صبر و تحمل — یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ
وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکو — تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ
نہین یہ یار گیسو سے لچکتی — نزاکت کرتی ہے انکی کمر خرچ
خدا دے دولت قارون تو کیجے — نہ حاتم نے کیا ہوا اس قدر خرچ
وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ — ممنون کرتا ہی جو رازق شکر خرچ
ہم اپنی نقد جان پر کھیلے ہین — ترا ہوتا ہے کیا اے سیمبر خرچ
جنون عشق ہی غارتگر ہوش — کرے کیا عقلمندی یان بشر خرچ
رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی — کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ
چلے دنیا سے داغ عشق لیکر — یہی توشہ یہی بہر سفر خرچ
ملا جو اوسکو سمجھے من و سلوا — توکل پر رہا شام و سحر خرچ
حسینون نے ہی آتش کو ہی لوٹا — رہا فرمایشون سے خرچ پر خرچ

غزل سودا

سیر چمن عمر جو کی ہمنے تو کیا ہیچ
رنگین ہے جوانی کا گل آنکھین سو تقا ہیچ

شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز
عاشق کا یہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

اسباب جہان دل نے کیا جب نظر انداز
پوچھا جو مین کیا دیکھے ہے دیوانہ کہا ہیچ

ناصح تو نہین چاشنی درد سے آگاہ
بے عشق بتان جینے کی لذت بخدا ہیچ

مانی نہ بندھے گا کبھی نقش اوسکی کمر کا
فرسودہ نکر خامہ کو اب فائدہ کیا ہیچ

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدونسے بزرگی
دیکھا جو اونھین جا کے تو عمامہ سوا ہیچ

سودا سے کہا مین جو ترے شعر کو سنکر
جو دیکھا تجھے آگے تو ہے بے سر و پا ہیچ

بولا کہ تجھے یاد ہے وہ مصرعۂ بیدل
عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

غزل آتش

بہار آئی چمن مین چلی ہے اے قدح
پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعائے قدح

دکھا رہا ہے عجب آئینہ صفائے قدح
سرور اوسی کے ہے جو ہے صورت آشنائے قدح

زمانے مین کوئی مجھسا نہین ہے دریا نوش
حباب وار ہے سر مین بھری ہوائے قدح

شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو
دکھائے گی لب بیگانہ آشنائے قدح

صراحی نا رہی گردن مین فقط اونکی
دو چشم مست کی گردش بھی ہے سوائے قدح

مزے کے ساتھ ہے غم ہو کہ آمین شادی ہو
مثال گریۂ مینا و خندہ ہائے قدح

شراب خانے مین کرتا مین سیر دریا کی
دکھایا کرتا ہے لہر آب باصفائے قدح

بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی
بنے گی خشت سر خم کی خاک پائے قدح

سبو و شیشۂ و خم کسکی کی نہ پابوسی
کسی نے منہ نہ لگایا مجھے سوائے قدح

جہان کی سیر دکھاتا ہے نشۂ صہبا
دماغ رکھتے ہین جمشید کا گدائے قدح

ان انکھڑیون مین جو کندن سی سرخ ہو دونگی
کہو گا نشۂ دو رنگ مین طلائے قدح

حجاب دور کیا کیف مے نے اوس بت کا
جزائے خیر دے ساقی تجھے خدائے قدح

دو چشم مست کا ساقی کی وصف ہی مقصود — کنایہ سے یہ جم کرتے ہین ہم ثنائے قدح
شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اوڑی ایسے — کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح
فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب — لڑا کی شیشے سے توڑون یہ ہی سزای قدح
یہ جلوۂ مہ و خورشید سے کھلا آتش — ہنوز باقی ہے دور فلک مین جای قدح

غزل ناسخ

کیون دکھائی اے فلک بد بار صبح — ہے شفق سے مجھپہ آتشبار صبح
یان کسی خورشید رو کی یاد مین — ہوتی ہے ہر رات سو سو بار صبح
زلف سے رخسار کو ہوتا ہے ربط — کیون شب فرقت سے ہے بیزار صبح
کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب — ہے ہماری جان کو خونخوار صبح
وصل کا سامان ہی آج اے فلک — شام سے کر پیشتر تیار صبح
حسن کا عالم بھی کیا عالم ہے واہ — زلف جانان شام ہے رخسار صبح
سینۂ پر داغ و چاک پیرہن — ہے وصال یار مین گلزار صبح
وصل مین تھا صبح سے بیزار مین — ہجر کی شب مجھسے ہے بیزار صبح
تھسہ ہو گر شملۂ پر زر ترا — دیکھ پائے اے پری رخسار صبح
چاک کرتی ہے گریبان دیکھکر — کارچوبی مہر کی دستار صبح
شام کیا ہو تیرے گھر مین باریاب — نور سے ہین سایۂ دیوار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین — دیتی ہے ہر شب نیا آزار صبح
ہے یہان کسکو شب فرقت مین ہوش — ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب — شام کو کرتا ہے نور یار صبح
ہے دعا اے خالق لیل و نہار — ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

غزل تابان

ابرو نے ترے مجھپہ کیا وار بے طرح
دل ہین مرے لگی ہے یہ تلوار بے طرح

ممکن نہین کہ عشق کی ہاتھون سے جی بچے
پیدا ہوا ہے مجھکو یہ آزار بے طرح

عالم تمھارے بیچ مین آویگا آج جال
زاہد کی فکر مین ہے وہ میخوار بے طرح

بگڑی کہ بیچ اوسکی پیئے گا شراب آج
تجنے سجا ہے چہرۂ بلدار بے طرح

کیا جانے کر آج کس عاشق کی ہی اجل
کیفی ہوا ہے آپ تو مرا یار بے طرح

ممکن نہیں قفس سے کہ گل تک پہونچ سکے
بلبل ہوئی ہے ابکی گرفتار بے طرح

غارت خدا کرے یہ ترے ملک حسن کو
ہے فوج خط کے گرد نمودار بے طرح

تابان بتا کہ یار کو کیونکر منایئے
اب کی ہوا ہے مجسے وہ بیزار بے طرح

غزل ضیا

دل کو پسند ہے بت عیار کی طرح
اقرار وصل کرتا ہے انکار کی طرح

بارش ابھی ہے دور پر آنکھوں نے ابر قدر
باندھا ہے تار رونے کا بیمار کی طرح

چیر یکو بل جو دیکے دیئے بیچ اوسنے چھوڑ
جسپر غضب ہے یہ تری رفتار کی طرح

گرچہ فراق یار مین دل دو نیم ہون
سنتا ہے کب وہ اپنے ستمگار کی طرح

دو دن کی زندگی پہ مناسب ہے کب غرور
بھاتی ہے اپنے دل کو طرحدار کی طرح

تجکو یہ کیا ہوا ہے ضیا کچھ تو حال کہہ
کل پوچھتا تھا تجکو وہ غمخوار کی طرح

غزل ناسخ

ہے نازکی سے قامت جانان سمن کی شاخ
سوز درون سے مین ہون چنار کہن کی شاخ

دیکھی جو اوسکے سلسلۂ پر شکن کی شاخ
کھاتی ہے پیچ و تاب غزال ختن کی شاخ

ظالم کو بعد مرگ بھی ہے ظالمون سے ربط
خنجر کا دستہ کیون نہ بنے کرگدن کی شاخ

ہم وحشیون کی بخت جو برگشتہ ہین سو ہین
سیدھی کسی طرح نہو جیسے ہرن کی شاخ

رکھی چھڑی جو نازسے اوسنے تہ ذقن
سبکو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ

دیکھیں ہیں جو چنبیلی کی کلیوں سی اونگلیاں
وہ تیرے دست و پا کو کہیں یاسمن کی شاخ

دکھلا دے اپنے فندق پا کی جو تو بہار
پا بوس کو چمن کی جھکے ناروں کی شاخ

مرتا ہوں میں کسی کی نزاکت پہ دوستو
ہر جرید تیں ہو نازک بدن کی شاخ

وصف صباحت رخ جاناں اگر لکھوں
درکار ہو برائے قلم نسترن کی شاخ

اے عندلیب جھڑتی ہیں کیا تیری منہ سے پھول
گویا ہر ایک نالہ ہے نخل چمن کی شاخ

معنی ثمر حروف ورق صنعتیں ہیں گل
ناسخ ہے کلک فکر نہال سخن کی شاخ

غزل آتش

ہوا جو حسن سے خال سیاہ جاناں سرخ
نہ کر سکا رخ کافر کو نور ایمان سرخ

حلال ہونیکو سب ہیں پہلے ہم موجود
وہ پان کھا کی کریں تو لب اور دندان سرخ

یہ اشتیاق شہادت میں خون روتا ہوں
بریدہ حلق سے ہے حلقہ گریبان سرخ

ہوئی ہیں غصہ سے کیا لال لال وہ آنکھیں
نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہیں
کرے جو خون سے یوسف کی گرگ دندان سرخ

ترا وصال ہے لے سیم بر عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہے کندن سا رنگ انسان سرخ

ہمیشہ کرتی ہے اس بحر حسن سے پنجہ
حنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سرخ

ترے شہیدوں کو آگے نہ رنگ پکڑے گا
ہزار رنگ سے ہو لالۂ گلستان سرخ

سفید کپڑے پہنتا نہیں وہ خسرو حسن
سنا ہے جب سے کہ تاج و قبای سلطان سرخ

چمن میں لالہ و گل رہتے ہیں گریبان چاک
دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دینے میں وقفہ نہ کیجیو ساقی
ہوا نہیں ابھی رخسار یار چنداں سرخ

اثر پذیر طبیعت کبھی شرط ہے آتش
نہ کیف مے سے ہوا آنکھوں کی طرح مژگان سرخ

غزل سودا

یہ ہاتھ ہو سکے زلف اوسکی سی کہاں گستاخ
نسیم و شانہ مگر ہو تو ہو وہاں گستاخ

چمن کی سیر مین او سکو اگر ہے دم صبح
چلی نہ جاے صبا سوے بوستان گستاخ

سمجھ کے کوچۂ میخانے سے گذر زاہد
کہ رند ہوتے ہین اکثر بزادان گستاخ

کچھ اوسکی بے ادبی کا گلہ نہین مجکو
نظارہ باز ونسر ہوتی ہیں مہوستان گستاخ

نجائیو کبھی اے شیخ بزم رندان مین
کہ تو وتار طلب اونکی ہے زبان گستاخ

نہین ہے میرا سخن طبع زاد لے سودا
کسی بزرگ کی خدمت مین درجہان گستاخ

غزل آتش

کرتا ہے زندگی کو تمہارا حجاب تلخ
الٹو نہین تو ہوئیگا نقاب تلخ

آغاز سے عشق کا انجام ہے بخیر
کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ

شربت کے گھونٹ کا مزہ لیکے پیجیے
ہر چند تیغ کا ہو تمہارے لعاب تلخ

سائل ہون بوسۂ لب شیرین نگار سے
شان کریم سے ہے نہ اگر دے جواب تلخ

عاشق ہی ہین جو سنتے ہیں اے نونہال حسن
حنظل سے ہین بُرے سخن ناصواب تلخ

بیمار کا مزا ہون مین ہجر یار مین
سم ہے طعام میرے لیے اور آب تلخ

سودای زلف یار سے نیند اوڑ گئی مری
اس درد سر سے کردیا آنکھو نکو خواب تلخ

شیرین لبونکی کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملنے سے قند کے نہین ہوتا گلاب تلخ

بھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادا اُسوسے جو مخطوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

وصلت کی شب مین ہوتا ہے ہر بات پر ترش
عیش ونشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ

غافل نہ ہو مزے سے محبت کے آشنا
بیچاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

غزل کنور

غمزۂ یار سے ہے میرے جگر مین سوراخ
جیسے کرتا ہے کوئی لعل و گہر مین سوراخ

تیر مژگان سے ہوا میری نظر مین سوراخ
جیسے ہو سوزن فولاد سے زر مین سوراخ

اس دلِ تفتہ سے بر لاؤں اگر آہِ الم
چرخ پر ہو دیوے وہین شمس و قمر مین سوراخ

قبر سے کشتۂ تیر نگہ مہوش کے
روز دیکھون ہون نئی راہگذر ہین سوراخ

بنگیا نیش سے مژگان کی مرا سینہ یونہا
ہو وے جس طرح سے زنبور کے گھر مین سوراخ

کثرتِ گریہ سے ڈرتا ہون مبادا ہو وے
روتے روتے نہ کہین دیدۂ تر مین سوراخ

ہے کسی غمزدہ کی آہ کا شاید یہ اثر
دیکھتا ہون جو عیان گھر کی ہین در مین سوراخ

دل مشبک ہے مرا خارِ غمِ ہجر سے یون
جس طرح تیرون سی پڑجا ئین سپر مین سوراخ

دل مرا یون ہے کہ نور تیر نگاہ ہو نسے فگار
پھر ثمر ن کرے کوئی تخم ثمر مین سوراخ

غزل ضیا

دلربا ہے مرا بڑا گستاخ
مینے اتنا نہ سمجھا تھا گستاخ

اَب تو وہ شوخیان لگا کرنے
یک بیک ایسا ہو گیا گستاخ

ناز بیجا کبھی نہ کرتا تھا
کیا رقیبون نے کر دیا گستاخ

جانفشانی ہم سپہ کرتے ہین
رام ہرگز نہ وہ ہوا گستاخ

اے ضیا کیجیو سمجھ کے کلام
وہ صنم تو ہے بے وفا گستاخ

غزل آتش

پری پسند طبیعت پہ ہے نہ حور پسند
تمھارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند

ہر ایک شخص خریدار ہے دل وجان سے
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور و دور پسند

اوتار ہی برسے اوڑا کے بہار مین اب کی
برہنگی کی قبا ہے جنون غیور پسند

نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے مین
مبصرون کی نہین آنکھین کچھ ضرور پسند

نظر مین اپنی سماتا نہین ہر ایک حسین
پری کی چہرہ کے اوپر ہے چشم دور پسند

ہوا ہے جلبے کر سا قین یار کا سودا
زیادہ تر مجھے ہیرے سے ہے بلور پسند

ہوئی ہے خانۂ دل مین جو روشنی منظور
کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ دور پسند

ردیف دال

گناہ عشق کا جلسے کہ مرتکب دل ہو / زبان کو مرے ہے ذکر یا غفور پسند
خیال یار کا رہنے لگا ہے اس مین بھی / ہوا ہے دل کو بھی آنکھوں کی طرح نور پسند
نہ طفل بن نہ ولا محو حسن صورت ہو / کھلونے مٹی کے کرتے ہین سب بے شعور پسند
دل اک نگاہ کو اوپر سے چھینا آتش / کرین جو آپ سے ہو حرف، بے حروف پسند

غزل ناسخ

یار آیا تو ہوئے دیدۂ ناکام سفید / جیسے ہو آمد سلطان مین در و بام سفید
پڑے عکس اوسکی لب سرخ کا گر ساغر مین / ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید
دید اس چشم سیہ کی نہ میسر ہوا سے / دیدۂ غرہ ہون مثل گل بادام سفید
سوجھے مضمون بیاض رخ جانان جو مجھے / ہو گیا رنگ مرکب دم ارقام سفید
سرخ پوشی آئی نظر شوخ تہ رنگ بدن / پہنے پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید
گو پہنتا نہین جز جامۂ رنگین تو آج / کفن اک روز ملیگا تجھے خود کام سفید
غرہ کر حسن پہ دو روزہ پہ نہ اے سیم اندام / رنگ سب رنگوں مین ہوتا ہے بہت خام سفید
اپنے رخسار پہ چھوڑی نہ کبھی تو جو نقاب / ہوئی اے نسخ امید ابلق ایام سفید
حرف مطلب جو لکھون خط سادہ دیتا ہے جواب / بھیجتا ہے مجھے کاغذ وہ دلا رام سفید
تیرے محبوب سے قاصد نے کہا کیا ناسخ / ہو گیا منہ جو ترا سنتے ہی پیغام سفید

غزل امیر

زمین پر مین جو پھینکا خط کو کر بند / بہت تڑپا کیا جون مرغ پر بند
گرفت دل سے ناچاری ہے یعنی / رہا ہون بیٹھ مین بھی کر کے گھر بند
پھنسا دل زلف و کاکل مین نہ پوچھو / پڑا ہے ناگہ آ کر بند پر بند
سب اوسکی چشم پر نیرنگ کے محو / مگر کی ان نے عالم کی نظر بند
چمن مین کیونکہ ہم پر بستہ جاوین / بلند از بسکہ ہے دیوار و در بند

بہت تاپیکان تیر یار تو نے
تمام آہن سے اب میر اجگر بند

جو ہمین روفوگی مانع میری پلکین
بندھا خاشاک سے سیلاب پر بند

کہا کیا جاسکے ان ہونٹوں کی آگے
ہمارے لب کرے ہے پیشکر بند

کھلے بند ون نہ آیا یان وہ اوباش
پکھرا موند ہے پہ ڈالی بیشتر بند

یہی اوقات میلنگے وید کی میان
رکھ اپنی چشم کو شام و سحر بند

بچار رہتا تھا چہرہ حسن سواب
گریبان مین سے ہے وہ دست ہنر بند

فن اشعار مین ہون پہلوان میر
سبھے ہے یاد اس کشتی کا ہر بند

غزل انشا

نہ لگی جھکا جب اوس یار طرحدار کی گیند
اُن نے محرم کو سنبھال اور بھی تیار کی گیند

دسترس ہو تو ترے سیب زنخدان پر ماروں
قرص خورشید کی اور لمعۂ انوار کی گیند

جھٹ پلٹ آن لگی بیچ بدن پاقی کمر کے
کھی پیر وکی بوٹی کس محرم اسرار کی گیند

رکھی ہے ماہ شب چاردہم دل مین ہوس
کہ وہ فال ہے اور ہو تری دستار کی گیند

لیجیے اسکے بدل آپ جریپا نے مین
گم ہوئی بیٹھے جو کل رات کو سرکار کی گیند

گرد مقیش طلائی کے کرن ٹکوا کر
مین بنا لایا ہون بنا اطلس گلزار کی گیند

گوکھر و لہر یئے تو ایک ستاروں کی بہت
اور اک کھینچنگے زربفت نمودار کی گیند

شالی رومال کی تو چوٹ مجھے کچھ نہ لگی
اب بنا بھیجنگے ہے کمخواب کی شلوار کی گیند

لگ فرمانے وہ پڑھ پڑھ کے غزل انشا کو
واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند

غزل نظیر

چھوٹا بڑا نہ کم نہ مجھو لا ازار بند
ہے اوس پری کا سب سے امولا ازار بند

ہر اک قدم پہ شوخ کی زانو کی درمیان
کھاتا ہے کس جھلک سے جھکولا ازار بند

گوٹا کناری باد لا مقیش کے سوا
تھے چار تولے موتی جو تولا ازار بند

ہنسنے مین ہاتھہ میرا کہین لگ گیا تو وہ لونڈی سے بولی جا مرا دھولا ازار بند
اور دھو نہین تو پھینک دی ناپاک ہو گیا وہ دوسرا جو ہے وہ پرولا ازار بند
اک دن کہا یہ مینے کہ اے جان آپ کا ہمنے کبھی مزہ مین نہ کھولا ازار بند
سنکر لگی یہ کہنے کہ کیا خوب لو جہ خوش ایسا بھی کیا مین رکھتی ہون پولا ازار بند
اک رات میری ساتھہ وہ عیّار مکر باز ق لیٹی چھپا کے اپنا ممولا ازار بند
جب سو گئی تو مینے بھی دہشت مین اوسکی آ پہلے تو چپکے چپکے ٹٹولا ازار بند
آخر بڑی تلاش سے اوس شوخ کا نظیر جب آدھی رات گذری تو کھولا ازار بند

غزل خاشاک

کاکل یار کی دیکھی جو ہین تنویر سفید ہو گیا سکتا مجھے بن گئی تصویر سفید
کالا منہ کرتے ہین مجرم کا یہ ہے رسم بلاد منہ کیا یار نے میرا وہ تعزیر سفید
سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے ہوئی شاید مری تقدیر سے تحریر سفید
دونون رخسار و نپہ یہ عکس نہین موتیون کا گرد خورشید کہ یہ کھینچی ہے تحریر سفید
داغ فرقت نہین جاتا کسی جد و رت دل سے زنگی ہوتا نہین ہرگز کسی تدبیر سفید
لاکھہ تدبیر کی کچھہ بس نہین چلتا میرا کرون کس طرح سے یار و خط تقدیر سفید
کوچۂ جانان کا تجسس کیا مینے یان تک کوچہ گردی سے ہوئی پانو کی زنجیر سفید
سنکے آواز مری ہوتا ہے یون وہ ایسا جس طرح ہوتا ہے کافر دم تکبیر سفید
بوسہ لیتے تو لیا پھر جو ہین تیوری بدلی رنگ رو میرا ہوا باعث تقصیر سفید
رنگ چہرہ کیا مری دیکھکے فق ہوتا ہے پیدا کی آہ نے شاید مری تاثیر سفید
آسمان پر یہ نمایان نہین سیارے ہین دیکھو خاشاک کے ہین نالۂ شبگیر سفید

غزل خان

آ کے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد نہ رہی وشت مین خالی مری جا میرے بعد

کیا عجب ہے جو اوٹھے مرقدِ لیلیٰ سے صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

تیز رکھیو سرِ ہر خار کو اے دشتِ جنون
شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین جاتا ہون اور بادِ صبا میرے بعد

منہ پہ رکھ دامنِ گل روینگے مرغانِ چمن
ہر روش خاک اوڑا ئیگی صبا میرے بعد

اسلیے قتل کرتا ہون مین چاک کفن کو اپنے
کون کھولے گا ترے بندِ قبا میرے بعد

جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آوے گی تجھے میری وفا میرے بعد

لاش مجھ کشتۂ کاکل کی لٹکوا دو کہین
تا نہووے کوئی محبوسِ بلا میرے بعد

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے مرقد پہ صنم
کون سونگھے گا تری زلف دوتا میرے بعد

جا کے کہدیوے کوئی خان کی زبانی اتنی
اب نہین آتی ہو پھر آؤگی کیا میرے بعد

غزل رفیع السودا

اشک کو کب ہے شناسائی گہر سے پیوند
صاحبِ درد کے ہے اسکو نظر سے پیوند

دل کو میرے نہ جدا دل سی کر اپنے ظالم
مین کیا ہے یہ بہت خونِ جگر سے پیوند

دامنِ ابر نچڑتا ہے جو اتنا شاید
کسی عاشق کے نہو دیدۂ تر سے پیوند

کون ایسا ہی جسے دست ہو دلسازی مین
شیشہ ٹوٹے تو کرین ہم بھی ہنر سے پیوند

کھینچتا کیون ہی عبث نازِ طبیب اے سودا
درد کو دل کے نہین دردِ جگر سے پیوند

غزل آتش

رتبہ رکھتے ہین تری ابروے خمدار بلند
طاقِ کعبہ سے ہین یہ طاقِ خوش آثار بلند

کیا کہون کہتے ہین مضمون قدِ یار بلند
سرو و شمشاد سے ہین مصرعۂ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
رکھتے ہین دستِ دعا کافر و دیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین ہی رسائی ایسی
تیری آواز ہوا ے مرغِ گرفتار بلند

تیری درگاہ کی اللہ ری رفعت اے دوست
آستان سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو ہر اک قبر سے شور — نعرہ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند
سیکڑوں مصر محبت میں ہیں کنعان سے — چاہیے اختر اقبال خریدار بلند
تخت پر بیٹھ کے کر سیر چمن ای محبوب — پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند
شمع دیدار شب ہجر میں جو یاد آیا — شعلے کی طرح ہوئی آہ شرربار بلند
تشنہ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے — پانی اپنا مرے سر سے تری تلوار بلند

غزل میر

لڑکے پھر آئے ڈر گئے شاید — بگڑے تھے کچھ سنور گئے شاید
سب پریشان دلی میں شب گذری — بال اوسکے بکھر گئے شاید
ہیں مکان و سرا و جا خالی — یار سب کوچ کر گئے شاید
کچھ خبر ہوتی تو نہ ہوتی خیر — صوفی بے خبر گئے شاید
آنکھ آئینہ رو چھپاتے ہیں — دل کو لے کر مکر گئے شاید
لوہو آنکھوں میں اب نہیں آیا — زخم اب دل کے بھر گئے شاید
اب کہیں جنگلوں میں ملتے نہیں — حضرت خضر مر گئے شاید
بیکلی بھی قفس میں ہے دشوار — کام سے بال و پر گئے شاید
شور بازار سے نہیں اوٹھتا — رات کو میر مر گئے شاید

غزل آتش

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند — ہلال سامنے سے اسکے ہو کنارا چاند
تمام رات ہوئی گر گیا کنارا چاند — لو اوترو بام سے تم جیتے اور ہارا چاند
نشانہ اون کے رخ رشک ماہ دکھلاؤ — اندھیری رات میں ہی ایک ایک تارا چاند
وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غمزہ — نشاط عیش میں گذرا کبھی نہ سارا چاند
وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے — نگاہ کبک میں سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر ماہ میں ہوا جمشید
نہ کر سکا ترے ابرو کا یار اشارا چاند

شراب پلی کرو گر رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لاوے گا خورشید کا تمہارا چاند

فراق یار میں کوئی حسین نہیں بھاتا
گراں ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اوڑ جاے بنکے تارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہے یار اوسکو کبھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر کیا یہ سن
طلوع نیر اعظم ہوا ستارا ہمارا چاند

ہمارے دل میں نہیں نقش روی روشن یار
پری کو بدلے ہے اس شیشہ میں اوتارا چاند

بلاوے گا ترے پاپوش کی ستارون سے
کبھی ادھر سے کریگا نہ کیا گذارا چاند

رخ حبیب سے ممکن نہیں فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

غزل سودا

نہ لے آسکے در پہ ترے جو ستم کشان فریاد
ہوئی کسی کی نہ اونمین سے رائگان فریاد

کہا ہے قد کو مرے شاخ ارغوان کا رشک
تمہارے ہاتھ سے اے چشم خونفشان فریاد

میں دیکھتا ہوں جسے ہے وہ آپ سے نالان
تمہاری کیجیے کس پاس اے بتان فریاد

تم اپنے جور سے مت سمجھیو کہ نالان ہون
یہ دوستون کی ہے دوری ہے دشمنان فریاد

نہ میرے دل کی خموشی ہے موجب آرام
کبھو ہوا ہے کرے مرغ نیم جان فریاد

قسم ہے گل کی تجھے عندلیب سودائی
جو تو کیا نکرے ملکے ہمزبان فریاد

غزل سجاد

وارث تخت نشین قیس ہوا میرے بعد
صید کس کس کو کیا دام بلا میرے بعد

دشت غربت میں مرا حال سنا ہو فرہاد
تیشہ سر اپنے پہ مارا سو پھرا میرے بعد

خار صحرای جنون پھینکدے گی چن چن کے صبا
تا کوئی آتا نہو آبلہ پا میرے بعد

اسلیے سرخ میں رکھتا ہوں گریبان کفن
یہ شہادت کی گواہی ہو بھلا میرے بعد

جیتے جی اتنا نہ ترساؤ کروگے پھر یاد | گرچہ یاد آئی وفا میری تو کیا میرے بعد
یاد اوس کاکل زیبا کی مرے سینے مین ہے | سانپ سا کاٹیگی مرقد مین بھی آ میرے بعد
طاقِ ابرو مین پڑھو میری جنازے کی نماز | تاکوئی دیر و حرم بھول نجا میرے بعد
اسکی دہلیز پہ سجاد کا کریو مدفن | تاکوئی کھاوے نہ ٹھوکر سے دنا میرے بعد

غزل آتش

نہ دی سکے ہے زمستان مین مجھکو ایذا ٹھنڈ | لپٹ کے سوویگا وہ گل رہے کلیجا ٹھنڈ
پڑا ہی جب سے دم سرد سے مجھے پالا | بدن کو دیتا ہی لرزے کی تپ کی ایذا ٹھنڈ
برہنہ پھرتے ہین جاڑے مین تیری دیوانے | پھٹکنے دیتی نہین گرد داغ سودا ٹھنڈ
دکھاتی ہے مے گلرنگ و سبزۂ مینا | شراب خوار کو ہے باعث تماشا ٹھنڈ
فراقِ یار مین لی ہی جو جینے ٹھنڈی سانس | ہوئی ہے گرمی مین جاڑے کیطرح ایذا ٹھنڈ
غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری ہی | نہ کر سکے گا گزند ایسے کرکے پالا ٹھنڈ
کرونگا سوز درون سی جو آہ مین سرما مین | پھریگی ڈھونڈھتی آتش کنار دریا ٹھنڈ

غزل نظیر

ہو کچھ آسیب وہان چاہیے گنڈا تعویذ | اور جو ہو عشق کا سایہ تو کرے کیا تعویذ
دل کو جسوقت یہ جن عشق کا لپٹا یارو | کیا کرین وان وہ جو لکھتے ہین پلیتا تعویذ
ہم تو جب ہوش مین آوین تو کہین ہی یارو | یار کے ہاتھ کے بازو کہ گلے کا تعویذ
زور تعویذ کا چلتا تو عرب مین یارو | کیا کوئی ایک بھی مجنون کو نہ دیتا تعویذ
کوہکن کو وہ کو کس واسطے کاٹا کرتا | دیتے غمخوار نہ کیا اُسکے تئین لا تعویذ
آخر اوسکے بھی گیا دل کا دھڑکنا اُس دن | قبر کا تیشے نے جب اوسکے تراشا تعویذ
ہمکو بھی کتنے ہی لوگون نے دیے آہ نظیر | پر کسی کا کوئی کچھ کام نہ آیا تعویذ

غزل سودا

دفتر وہر کا ہے پیش نظر ہر کاغذ
لکھے ہاتھ کا نہیں علم ہے کیونکر کاغذ

لکھ رہا ہے نہ گو تیری ہان ظلم کی داد
دونگا حاکم کو بہنگامۂ محشر کاغذ

لکھنے سے وصف بناگوش کی تیرے ایّا
پاوے ہر ملک مین اب قیمت گوہر کاغذ

اوسکی مین راستی قد کی ثنا لکھتے وقت
نہیں پاتا کبھو محتاج یہ مسطر کاغذ

نامے اِس شوخ کو مین کرکے رقم اے یارو
اتنا رویا ہون کہ لیجاوے شناور کاغذ

وہ تو مجمر مین طرح عود کے دیوے آتش
جب اوسی بھیجون ہون مین کرکی معطر کاغذ

بسکہ رنگینیِ معنی ہین مرے دیوان مین
ہر ورق کا ہے گلستان کی برابر کاغذ

غزل آتش

مرغوب طبع کیون نہو ایسی چاشنی لذیذ
چکھا تو حسن کا ہے تمہارے نمک لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزا نپوچھ
جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی مین بوسے اوس لب لعلین کی لیجیے
کیفیت شراب مین ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذائقۂ دلپذیر ہین
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیرین کلام کا بھی مزا بھولتا نہین
شیر و شکر سے ہے یہ بلاشبہہ و شک لذیذ

شیرین وہ لب ہے یا نمکین جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہو تو شکر سے نمک لذیذ

بریان ہو سوز غم اسی محنت کی ساتھ دل
آتش کباب کرتا ہے وخل نمک لذیذ

غزل انشا

لکھا دو آخون جی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ مرے منہ سے لگے اوسکے گلو کا تعویذ

کچھ تو دی اپنی نشانی مجھے مت دیا بالا
توڑ ا زنجیر کڑا قول کا چھلا تعویذ

دل دھڑکتا ترے عاشق کا نجاوی ہرگز
گرچہ سو لاکھ طرح لکھدے مسیحا تعویذ

غش ہوئی کو تو اجی قہر تھا اُس کا فرکا
لال ناڑے مین بندھا ہاے وہ نیلا تعویذ

سر کے بالو نے لٹک جھکے سے الجھا تو کہا
اب لگا مجھکو ستانے یہ نگوڑا تعویذ

تیرا نشا کی جو چاہو تو پلا دو دھو کر ۔ اوسکے بازو کا وہ تھا سارو ہیلا تعویذ

غزل مسیح

قند و نبات و شہد و شکر ہین کہان لذیذ ۔ شیرین لبونکی جلیبی کہ ہون گی لیان لذیذ
ہین سوز غم سے بسکہ یہ جلتے برنگ شمع ۔ کام جا مین میرے نہین استخوان لذیذ
ساقی ہو سیر باغ ہو اور گلعذار بھی ۔ مشرب مین ایکر تب ہوے ارغوان لذیذ
ہو کیون نہ موج شربت عیسیٰ مری زبان ۔ نام اسکا لیتے ہی ہو امیراد ہان لذیذ
ہر میوہ و مٹھائی کی لذت سے دل پھرے ۔ یہ رہے مدام بوسہ شیرین زبان لذیذ
جب ہاتھ مین نہو وہی سیب ذقن مسیح ۔ کیونکر لگے ہمین ثمر بوستان لذیذ

طرح غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنۃ

تری ہی پازیب سر کا جھومر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر ۔ ہو ذرہ مین جلوہ نما چمک کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
وہ نور اشکونکا ہی ہمارے نکلتے آہ ہین سرار کے ۔ یکہ نکہ ہون عرش پر بچھا اور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
کہیں جو پانو مین ہین نمایان تو سر پہ پہنچے جوان مروزر ۔ نہ کہیں دیوانہ تیرے کیو نکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی انسان دکھائی جیکا ۔ کہ تا نظر آوین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
نہ سبزہ گل نہ جوش شبنم نہ چمکے جگنو ہوا یہ ہر دم ۔ نظر سب آتی ہے مجھکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
ادھر تو وارے چھٹتے ہین ان ادھر اشجار پر ۔ نئی ہر سیر اک چمن کی اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہے استاد پر وہ کامل ۔ غرض دکھائی وہی بنا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

غزل عزیز الدین

چوسر کیون نہین کھیلون پیارے سنگ اری نار ۔ اس اور سر کی بیٹ سار جا تو یہ دن ہین تن جار
سات پانچ کی کچی پکی تار ن سی ہو گئی ہار ۔ داؤ رکھے سو رنگ ہے داکو وہی جیتے سو بار
جو جیتے سو پیا کر جیتے جو ہارے سو رہے پیا لار ۔ تیری تو سب طرح جیت ہے مت کر سوچ بچار
اتوار ہی کہا بند چلے ہے کر رہے دھاندل ابکی بار ۔ چھپ چھپکے جھوٹ جاؤ نگی تب کیا کرینگی کہار

[illegible]

اُٹھ جام اُنکی سدھ بدھ بسرا کھو یہ جو کھلی دس دوار
نو نند بار اسد ہون تب جو توں انکو شمار

کری کمرت مین پیاس بجھاؤن سن لگاؤن تار
تیرا بھلا اسمین ہے پیارے کام کا تیری نر دمار

دس مین وار اور پانچ تت مین ان پندرہ کو ٹھار
چودہ بھون تب ہی کھلین توکو جو تیجی ہنکار

آپ تو دو رنگ سے ایک ہو جا اور نرنکار
جا کو ست ہی سول پیا کو اور کری ہا پیار

بارہ مین باہیمن اٹھارہ مین بیندہی اور چالیس مین جاکار
تو چل کر وکی بتا مین چالین یا نہ اور تریکی پار

گھڑی گھڑی پل پل چھن چھن تیری بیری پکار
لال ہری سی ملا جو چاہی تو شام مورت چیت دھار

سب کچھ پانسون مین بانسی ہاتھہ مین پھینکین گی کٹار
چاہی کچھ اور آدین چھو اور ہاتھہ مین لا جار

اوپر والی کو خوب سوجھی ہی اسکا کہا مت ٹار
جگ جگ جیو عزیز الدین پر اوڈھنا ہی اکبار

غزل درد

اس قدر رکھتا یا کرم یا ظلم اپنی اسقدر
مہربانی اس قدر نا مہربانی اسقدر

جان کو آنی دے لب تک نزع مین کیتا بہ کی
دشمنی مجھ سے نکرلے ناتوانی اس قدر

کیا کہون دل کا کسی سی قصۂ آوارگی
کوئی بھی ربط ہوتی ہی کہانی اسقدر

درد تو کرتا ہی معنی کی تئین صورت پذیر
دسترس رکھتی تھی کب بہزاد و مانی اسقدر

غزل آتش

دکھائی حسن کی اپنی جسے کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکارا کری بہار بہار

ظہور داغ محبت سے ہے یون مری دل سے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہو وے
نکالے دل سی خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہی یاد
دکھائی آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا تری اے یار رنگ لاکی ہوئی
بلائے عالم آشوب روزگار بہار

شگفتہ غنچے سے اس گل کو آتی ہی یہ حیا
تری فدا تری صدقے تری نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون کو رکھتی ہی سر پر مرے سوار بہار

نمود کی خطِ مشکین نے لالۂ رخ پر
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
کنار جوے چمن جھومتے ہین مست شجر
بطِ شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہی سو کہان
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار
کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہی عام
ترا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار
تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون
چہار فصل مین آنکھون سے ہے دوچار بہار
شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غنچے ہون گل
اوٹھائے پردۂ در سے نقاب وار بہار
نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجیے آ کبھی
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

غزل نظیر

ہرگز نہ پلا مے مجھے تو آنکھ بدل کر
ساقی ترے کوچے سے نجاؤنگا سنبھل کر
مین کشتۂ ابرو ہون ترا ای مرے قاتل
آئے ہو لیے ہاتھ مین کیون تیغ مچل کر
تمنے تو دل اپنے سے کیا قتل ہے مجکو
بیٹھے ہو لبین باندھکے باہر جو نکل کر
جب ہمسے خفا ہو کے وہ جاتا ہی شمع رو
خاموش ہو رہجاتا ہون پروانہ سا جل کر
مین عاشق بیدل ہون ترا ای مرے جانی
مت آنکھ چرا ہمسے تو ایسا نہ خلل کر
کہتا ہی نظیر اوسکو ذرا پیار سے سوجا
تب اٹھکے کھڑا ہوتا ہی وہ شوخ اوچھل کر

غزل میر تقی

دیکھ اوسکو منہ تے سب کے دم سے گئے اوکھڑکر
ٹھہرے سے ہے آرے کبھی دانتون مین پکڑکر
کیا کیا نیاز طینت ای ناز پیشہ تجھ بن
مرتے ہین خاک رہ ہو کوڑی رگڑ رگڑ کر
قد کش چمن کی اپنی خوبی کو یہ چلے ہین
پایا پھل اس سے آخر کیا سرو نے اکڑ کر
وہ سر چڑھا ہے اتنا اپنی فروتنی سے
کھویا ہمین نے اوسکو ہر لحظہ پانون پڑکر
پاے ثبات بھی ہی نام آوری کو لازم
مشہور ہے نگین جو بیٹھا ہی گھر مین گڑکر
ووے ہی مین دلبرونکی کشتی ہے کیونکہ سکیے
آدھا نہین رہا ہون تجھسے تو مین بچھڑ کر

اب کیسا زہد و تقوی وارد ہی اور ہم ہین
بنت العنب نے اپنا سب کچھ کیا ہی گھر کر

دیکھو نہ چشم کم سے معمورۂ جہان مین
بنتا ہے ایک گھریان سو صورتین بگڑکر

اس تشنہ لب کے اوپر دانے عرق کی یون ہین
یاقوت سے رکھی ہین جون موتیون کو جڑکر

ناسازگاری اپنے طالع کی کیا کہین ہم
آیا کبھو نہ یان تک غیرون سے یار لڑکر

اپنے مزاج مین بھی ہے میر ضد نہایت
پھر مرہی کے اوٹھین گے بیٹھین گے ہم جو اڑکر

غزل سودا

اوٹھ جانے مین ہے رونق بازار سے لڑکر
ملتے ہین تو پھر چھاتی کو چھاتی سے رگڑکر

پوجون ہون مین جس بت کو خدا کا ہی تراشا
آذر نہین لایا وہ مرے واسطے گھڑکر

خود کردہ کا درمان کہو اب کیا کرون یارو
دل اوس نے لیا مجھسے نہ لڑکر نہ جھگڑکر

کہتا تھا یہ سودا دنہ چاہے گا کہا نتک
جا بیٹھون گا دروازی پہ اب اوسکی مین گڑکر

نادان ہو سمجھے کہ محبت نہین وہ شے
ورنہ کیسے بیٹھے جسکے سیلے اڑکر

غزل ناسخ

جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوی جانان چھوڑکر
بلبل نالان کہان جاوی گلستان چھوڑکر

چاہیے وحشت مین جامہ چاک ہونا روح کا
دامن قاتل کو یون اپنا گریبان چھوڑکر

وصل جانان مین نظر آیا مہ شعبان مجھے
سبزہ دیکھا دیکھون خط رخسار جانان چھوڑکر

کاوش غم دور ہو میرے دل ویران سی کیا
خار آتے ہین کہین صحرا کا دامان چھوڑکر

روح لیلے کا عبث ہے تجھکو مجنون انتظار
بوے گل کب دور کرتی ہے گلستان چھوڑکر

وصل جانان کس کی قسمت مین ہے اندیشہ ہی دلا
جاتی ہے اک روز آخر جسم کو جان چھوڑکر

ملے جب آنکھونکی مضمونکا پڑھا وحشت مین شعر
کوی جانان کو چلے آہو بیابان چھوڑکر

چور ہے ساقی مرا کیونکر ہے سے مجھپر حرام
واعظا کرتا ہی کیا باتین تو ایمان چھوڑکر

ہو الٰہی وصل جنت مین بھی مجھکو یار کا
کب وہ انسان ہی جو مانگی حور انسان چھوڑکر

سانپ کو تابوت میں لا کر چھوڑ دنیا جہل ہے — جان سے مایوس ہون مین زلف جانان چھوڑ کر
سر پٹکتی پھرتی ہین ارواح سنگ و خشت سے — چل بسے ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر
اعتبار اصلا نہین گر ہے جہان زیر نگین — اوٹھ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑ کر
زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا وہ ہی — سیر کو آتے تھے آدم باغ رضوان چھوڑ کر
آج تو پوشاک پر مرتا ہے کل تو دیکھیو — جائیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑ کر
روشنی کی سیر جب دیکھی شب فرقت مین کی — شعلے آ لپٹے مجھے سرو چراغان چھوڑ کر
دیکھ لو فرقت نہ دیکھی ہو جو برق و ابر کی — خندہ زن جاتا ہے ظالم مجھکو گریان چھوڑ کر
عیش تنہائی ہوا مردونکی کثرت سے محال — جاؤن یارب اب کہان شہر خموشان چھوڑ کر
ہو وطن مین خاک میرے گوہر شمونکی قدر — لعل قیمت کو پہونچتا ہے بدخشان چھوڑ کر
کوے قاتل کو چلے وحشت مین یون صحرا سے ہم — بھاگتے ہین جس طرح سے تیر میدان چھوڑ کر
ہوتی ہے غربت مین ثروت پر بڑی ایذا کی جلد — رنج اوٹھایا کسقدر یوسف نے کنعان چھوڑ کر
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک — لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر
مر گیا ناسخ میکش جو سارے میفروش — مسجد و نمین بیٹھے ہین وہ اپنی دکان چھوڑ کر

غزل نصیر

دست انداز نہ گلچین ہو یہ مرغان چمن — رکھتے پہلو مین ہین شاخ گل تر سے تلوار
گذری شب وصل کی گر قتل مجھے تو لیکر — پنجۂ مہر گریبان سحر سے تلوار
کیا اسی تحفے کے قابل یہ گنہگار تھا آہ — تم مرے قتل کو لائے جو سفر سے تلوار
لطف بن اسکے ہے کیا بادہ کشی کا ساقی — لب ساغر کے نہین کم یہ تبر سے تلوار
قتل ہونے کو نہ باندھے اگر عشاق کمر — قطرۂ خون کو ترسے ترے سے تلوار
دیکھتا کیا ہے کہ ہے معرکہ آرائی آج — برق چمکائی ہے انداز دگر سے تلوار
چاہتا ہون کہ ہے ابر مژہ تجھسے بھی — موج ہر اشک کی تلوار یہ برسے تلوار

امتحان کی ہوس ابتک بھی ہے اس ظالم کو
مرگیا تا بکمر کھاکے مین سر سے تلوار

دم چورانیکا گمان ہے یہ کرکرتا ہے تیز
میری تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار

لخت دل یہ نہین تار مژہ پر طفل سرشک
پانون مین باندھکے پھرتا ہے ہنر سے تلوار

قیس و فرہاد کہان جائین تری ہاتھ سے عشق
کاش لین راہ عدم یار کے سر سے تلوار

خار صحرا ہے جنون خیز لیے ہے برچھی
کمر کوہ مین ہے سبزۂ تر سے تلوار

غزل بادشاہ

بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یون روز بہار
اے گل رعنا ترے دامن سے کیون لپٹے ہین خار

کیا نزاکت سے گران سر ہے چشم یار کو
بار کاکل سے کمر کیونکر نہ لچکے باربار

مطرب و مینا و ساقی نغمۂ چنگ و رباب
سب مہیا ہین ولی تیرا فقط ہے انتظار

جو گل رخسار جانان کی نہ آئی انکو تاب
چھپ رہے غنچہ و گل غیرت سے ہوکر شرمسار

گل نے کر چاک گریبان یون کہا رو روکے زار
چشم گل کو نوک مژگان کی جگہ ہے نوک خار

تیرے مقدم کو لیے سیمبر گلزار مین
گل گریبان چاک کر آیا نکل بے اختیار

تیغ ابرو دیکھکر آئی ندا اے بادشاہ
لا فتے الا علی لا سیف الا ذو الفقار

غزل سودا

پھینکے جو کمان دار مرا تیر ہوا پر
سیمرغ بچے پھر نہ عصا فیر ہوا پر

مرقد پہ مری اوج نسیم آوے تو یون جان
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر

کر خانۂ گردون پہ نظر چشم فنا سے
ہے شکل حباب اسکی بھی تعمیر ہوا پر

توسن پہ تجھے دیکھ کے مانی و بہزاد
اللہ نے کھینچی ہے یہ تصویر ہوا پر

سودا کی در دوست جو یا رب نہ گئی خاک
اس جرم کی تو کیجیو تعزیر ہوا پر

غزل ذوق

جب چلا وہ مجھکو بسمل خون مین غلطان چھوڑکر
کیا ہی پچھتایا تھا مین قاتل کا دامان چھوڑکر

کیونکہ نکلے تیر اسکا دل مین پیکان چھوڑکر
پھر نہ اوٹھا کوچہ چاک گریبان چھوڑکر

طفل اشک ایسا گرا دامان مژگان چھوڑکر
جائے بیٹھنے کو کہان یہ مرغ پران چھوڑکر

کام یہ تیرا ہی تھا رحمت سے ای ابر کرم
ورنہ جاوی داغ عصیان میرا دامان چھوڑکر

جسکو ہو لذت اوٹھانی زخم تیغ عشق کی
کب وہ مرہم دان کو ڈھونڈھی نمکدان چھوڑکر

صید دل کو کیونکہ چھوڑی تیکہ دکھلاوی نہ تو
مچھلیان دست حنائی مین مرجان چھوڑکر

سرد مہری سے کسی کی آگے سے جی سرد ہے
یان سی ہٹ جاؤ دھوپ ای ابر بہاران چھوڑکر

دیکھیے کیا ہو کہ ہے آب جان کی پیچھے پڑی
دل کو لے کافر تری زلف پریشان چھوڑکر

لے دل اوسکو تیر کے ہمراہ سینے سے نکل
ورنہ پچھتائیگا تو یہ ساتھ نادان چھوڑکر

کیون نہ رم کر جائین آہو ایسے وحشی سی ترے
شیر بھاگین جسکے نالونسے نیستان چھوڑکر

سرخی پان دیکھ لے زاہد جو دندان پر ترے
اوٹھ کھڑا ہو ہاتھ سے تسبیح مرجان چھوڑکر

پلیش خیمہ لے کے نکلا گرد باد دور دور
ہے جو سرگرم سفر تن کو مری جان چھوڑکر

اوٹھ گیا وہ آج شب ہستی کا سامان چھوڑکر
تم گئے تھے کل جسے بیمار ہجران چھوڑکر

گر خدا دیوے قناعت مادہ کیفیت کی طرح
دوڑے ساری کو کبھی آدھی نہ انسان چھوڑکر

ساغر دل بیچتا آیا ہون کھو مت ہاتھ سے
چرکتا ہے کیون یہ جنس دست گردان چھوڑکر

پڑھ غزل ای ذوق کوئی گرم سی اب تو نیا
جانب مضمون طراز گفتۂ جانان چھوڑکر

غزل آتش

پڑ گئی آنکھ جو ان چاند سے رخسارون پر
لوٹتے کبک نظر آ گئے انگارون پر

ابروے یار کا سر مین ہے جنھون کی سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر

روز و شب رہتی ہین بلبل کی طرح سی نالان
ٹوٹی پھولونکی چھڑی ہے گنہگارون پر

باد کے جھونک کے لگنے سے ہین میلے ہوتی
نازکی ختم ہے ان پھول سی رخسارون پر

موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتی پھرتے ہین ہم باغ کی دیوارون پر

شور نالے کا مرے جب سنا ہو آتش   قفل مرغان چمن رکھتے ہیں منقاروں پر

غزل مطلب

مارتا ہوں تمہاری میں ہر بار   آشناؤں میں سب بڑائی یار
تمکو لازم ہے پکڑو گے میرا   ہاتھ میں ہاتھ با محبت و پیار
مجھکو پیاری ہی لگی تمہاری آج   چال وہیی اے سرو خوش رفتار
خوب کروایا اب تو مت کروا   مجھکو رسوا بکوچہ و بازار
اک ذرا بھی تو مجھکو کرنے دے   یار میں درد دل کی اب تکرار
حکم ہووے تو آج ماروں میں   کھینچکر پیٹ میں عدو کے کٹار
گرچہ مطلب کا خوش لگے تمکو   تو پڑھوں ریختہ بھی للکار

غزل غیور

تحسین بھی تکی شیریں ذکچھ تیشہ زنی پر   پتھر پڑیں فرہاد تری کوہ کنی پر
اوس لب نے ترا لعل کا بازار کیا سرد   کچھ آگ سی ہے ایک عقیق یمنی پر
اون زلفوں کا عنبر کے تئیں دیکھ ہوا خوار   سرپوش دھرا نافہ مشک ختنی پر
اب راجی کے نام کی جپتا ہوں میں سمرن   دل جب سے گرفتار ہوا اک برہمنی پر
کیوں سینہ و سر اپنا میں پتھر سے نہ پھوڑوں   وہ وعدہ شکن ہے مری اب دل شکنی پر
کیوں غنچے کے مانند گریبان نکروں چاک   گل کھاوے جو ہاتھوں یہ وہ اس گلبدنی پر
شاباش غیور آفرین صد مرحبا تمکو   کیا خوب غزل کہتے ہو اس کم سخنی پر

غزل خلیق

ہے حسن ترا مہر درخشاں کے برابر   دندان در و لب لعل بدخشاں کے برابر
کیا چاہیے عاشق کے تجھے قتل کو خنجر   ابرو ہیں ترے خنجر براں کے برابر
اوس تنگ دہانی کے تصور میں خلیق اب   جی ڈوب چلا پنجہ مرجان کے برابر

کشت پر تخم عمل کے اپنے جتنا چاہو رو بیشتر
نفع یان رکھتی ہے سودا آبیاری بیشتر

غزل تحسین

کس مزے کے رنگ سے بن بن کر آئی ہے بہار
حسن کو اپنے عجب سج سے دکھاتی ہے بہار

چاندنی ہے سیر ہے اور بادہ گلرنگ ہے
گر نہین ساقی تو کس کافر کو بھاتی ہے بہار

ماہتابی کے مزے مین ہای وہ مہتاب نے
حیف اسکے ہجر مین کیا مفت جاتی ہے بہار

جھومتی جھلکتی جھمکتی جھجھاتی چاندنی
چاندنی کے رنگ مین کیا دل لبھاتی ہے بہار

واہ واہ تحسین ہمیشہ یہ مصرعہ موزون ہوا
جو وہ گلرو یان نہین کسکو خوش آتی ہے بہار

غزل انشا

جا سکتے نہ تھے جسکے چھپر کھٹ کے برابر
شب اوسنے سُلایا ہمین کروٹ کے برابر

اُس ململی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی
ہے بگڑی ادا لاکھ بناوٹ کے برابر

اس موسم برسات مین کیون گھر رہین ہم
آنکھین بھی برستی ہین مہاوٹ کے برابر

وہ پردہ اوٹھا گھر سے جو باہر نکل آیا
غش کھا کے گرا پٹ سے مین چوکھٹ کے برابر

کب اوسکو اثر کرتی ہین انشا دعائین
تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل راقم

کس پہ جان قربان کرین ابروے دلبر چھوڑ کر
کسکے سودائی بنین زلف معنبر چھوڑ کر

ہم چلے ملک عدم کو پای قاتل کے تلے
تن تڑپتا چھوڑ کر اور لوٹتا سر چھوڑ کر

آج تمنے کر دیا اندھیر عالم مین بپا
روے رشک مہر پر زلف معنبر چھوڑ کر

رشتۂ الفت سے باہم ہو جدا ممکن نہین
تیغ سر کو چھوڑ کر اور تیغ کو سر چھوڑ کر

خانۂ اصلی سے نردو کی روش اوٹھ اوٹھ کر
کیسے کیسے نوجوان دنیا کی چوسر چھوڑ کر

بوسۂ لب کی عوض مین گالیان سنتے ہین ہم
زہر کھایا کرتے ہین قند مکرر چھوڑ کر

کس کا ہو راقم اپنی چھاتی سے لگا مین تجھ بن
اوس پری پیکر کی تیغ ناز پر در قید ہو کر

غزل انشا

اے دل سمجھ کہ اسکی نہ زلف دوتا کو چھیڑ — کمبخت کیا کرے ہے نہ کالی بلا کو چھیڑ
غنچون کو روند گل کو مسل اور صبا کو چھیڑ — لیکن نہ اسکے عقدۂ بند قبا کو چھیڑ
مین فندقین جو اونکی رچانے لگا تو وہ — بولے کہ چل پرے ہو نہ میری حنا کو چھیڑ
نالون سے میرے بجتی جو بلبل تو بولی آپ — واہ اے اثر لگی نہ مرے آشنا کو چھیڑ
اے ہمنشین یہ موسم ہولی ہے اندنون — منظور ہے جو سیر تو اس خوش ادا کو چھیڑ
لیکن تو اور سانگ نہ لا سر پہ اپنے آپ — تیلا قصابہ باندھکے انکی ودا کو چھیڑ
شوریدگان عشق سے باتو نہین مت او بجھ — اے بے ادب پری نہ گروہ خدا کو چھیڑ
چمکا نہ میرے سامنے اے مہر آئینہ — کہتا ہون بات مان نہ اہل صفا کو چھیڑ
اک بوالہوس ڈرانکے جو آتا سے کچھ کہا — رستے ہین اپنے توسن حرص و ہوا کو چھیڑ
برقع اولٹ کے منہ سے وہ کہنے لگے کھنچے — بھلنا کو اپنی چھیڑ اور اپنی بوا کو چھیڑ
دیکھے بھی ہے کسیکو ددانا تو کچھ نہین — بیٹا کسی جوان سے ناز وفا کو چھیڑ
لیجا کے چپکے چپکے دوشالے کے نیچے ہاتھ — ناخن گڑو کے چٹکی لی انگشت پا کو چھیڑ
انشا جو ہونی ہووے سو ہو دل کہے ہے یون — تا چند ضبط آج تو اوس دلربا کو چھیڑ

غزل سودا

ہے دیکھ نخل وادی ایمن ہر ایک جھاڑ — روڑا ہے کونسا جو نہین طور کا پہاڑ
تیری نگہ نے تیرے دلونکو اولٹ دیا — مژگان تری فوجی ہین صفونکی صفین پچھاڑ
کتنا شگفتہ رو سے ہے کہ مانند آرسی — چھاتی کے جسکے سانپ کھلجاتے ہین کواڑ
منعم نہ مر بنائے عمارت کی فکر مین — یہ سب حویلیان تھین جہانتک ہے اب اجاڑ
بدتر ہے سے کے پینے سے رشوت کلال کی — کچھ محتسب سے دختر رز کی نہ کھائی پچھاڑ
تنہا نہ شمع ہی نہ سودا کی خاک پر — گل بھی تو لوٹتے ہین گریبان کو پھاڑ

غزل رنگین

کرون مین کہان تک مدارات روز
تحمین چاہیے بی وہی بات روز

مجھے گھر کے لوگون کا ڈر ہے کمال
کرون کس طرح مین ملاقات روز

مرا تمرا چرچا ہے سب شہر مین
بھلا آؤن کیونکر مین ہر رات روز

کہانتک سنون کان تو اوڑ گئے
تری سنتے سنتے حکایات روز

گئے ہین مری گھر مین سب مجھکو تاڑ
کیا کر نہ رنگین اشارات روز

ایضاً و لہ

ناس کر باجی نے جب میری بڑھائی پشواز
میننے تب پھیرے وہ ٹکڑے اوڑائی پشواز

بڑھیا او جلی نے اک آن کے قصہ باندھا
اوس نے بندی نے وہ دھانی جو دھلائی پشواز

کرتی جاگی کی مجھے بھاتی ہے ہلکی پھلکی
کیوں مرے واسطے باجی نے سلائی پشواز

تو دوا ایک اللہ رسی او حرفت باز
قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز

بوجھسے اوسکے کمر لچکی ہی پڑتی ہے مری
کیون مجھے گھیر کے آتا ہے پنہائی پشواز

رشک سے منہ پہ بسنتی کے گئے پھول بسنت
مین نے رنگین یہ بسنتی جو رنگائی پشواز

غزل مشفق

کنج تنہائی مین ہے صحبت اغیار عزیز
جیسے بیمار کو پرہیز ہو ناچار عزیز

ہی عریانی کا یون دلکو خوش آیا خلعت
جس طرح شیخ کو ہو جبہ و دستار عزیز

دل سے تا حشر اثر اوسکی نگہ کا نہ گیا
جان کو تھا تیر مژہ تا لب سوفار عزیز

اپنے عاشق سے تکلف نہین اتنا لازم
تجھسے تو جان بھی مجھکو نہین ای یار عزیز

عشق سے مین بخدا کھاؤن قسم ای مشفق
ترک الفت کو نہ سمجھے کوئی دشوار عزیز

غزل سودا

بال و پر ہونے پائے تھے نمودار ہنوز
تب سے ہم کنج قفس میں ہیں گرفتار ہنوز

ہو سکے پامال نہ کر ہاں رہا اے صیاد
عشق پرواز نہیں تا سر دیوار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم ڈھونڈتے ہو مرہم زنگار ہنوز

حق تعالی نے جیتا رکھے اس دنیا میں
اس قیامت سے نہیں ہو تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم میں تو جنگل میں اب
دشت میں خاک بسر روتے ہیں کہسار ہنوز

تیری دوری سے عجب حال ہوا اس سودا کا
میں تو دیکھا نہیں ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل ثقلین

ہوش نہیں آتا ہے بن مجنون ہیں صحرا ہنوز
ان غزالوں سے ہمارا جی نہیں لگتا ہنوز

اب تلک کرتا ہے تیشہ کام میں پتھر کے دل
مانتا ہے کوہکن کے نقش کو خارا ہنوز

مو لگالی پر بھی مستی حسن کی اوتری نہیں
بھر رہا ہے مو سے یہ معشوق کی مینا ہنوز

باوجود اسکے کہ ہے زخمونکے مارے خون میں غرق
آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا ہنوز

ہے ثقلین کا عشق میں ہر مو زبان احتیاج
اس پہ کم ہوتی نہیں اوسکی یہ استغنا ہنوز

غزل اسد اللہ

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردہ ساز
میں ہوں اپنی شکست کی آواز

تو اور آرایش خم کاکل
میں اور اندیشہہائے دور و دراز

لاف تمکین فریب سادہ دلی
ہم ہیں اور راز ہائے سینہ گداز

ہوں گرفتار الفت صیاد
ورنہ باقی ہے طاقت پرواز

وہ بھی دن ہو کہ اوس ستمگر سے
ناز کھینچوں بجائے حسرت ناز

اے ترا غمزہ یک قلم انگیز
اے ترا ظلم سر بسر انداز

اسد اللہ خان تمام ہوا
اے دریغا وہ رند شاہد باز

غزل انشا

اپنی آنکھوں کی جھڑی بھی کم نہین برسات سے
فیض سے جسکے ہوئی ہین سیکڑون ویرانے سبز

اشک کا قطرہ جو ٹپکا ریزۂ الماس تھا
کیا تعجب گر اثر سے اسکے ہو ہر سنگ سبز

عشق مین ہوئی نہین پائی کسی عنوان سے
غیرت و عار و حیا و شرم و عار و ننگ سبز

کیون نہو سر سبز آتش مثل سرو سبز آج
سبزۂ نوخیز ساقی سبز تیسر رنگ سبز

غزل غالب

کب رہا ہے اب ہمین حور و بشر کا امتیاز
دیکھکر جاتا رہا تجھکو نظر کا امتیاز

اوسکا کوچہ چھوڑ کر کیجا دے گلشن کیطرف
ہوگیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز

نازکی جسنے رگ گل کی نہ دیکھی ہو کبھی
ہو میان کیونکر اوسے تیری کمر کا امتیاز

ہے یہ سوداے محبت ہی کریان بس بات کو
کچھ نہین رہتا میان نفع و ضرر کا امتیاز

جب نشست اغیار کی پہلو مین ٹھہری یار کو
تب ہمارا رہگیا پھر وان کدھر کا امتیاز

اہل ہمت پوجتے ہین خاک جب اکسیر کو
اُنکو کب ہوتا ہے صرف سیم و زر کا امتیاز

آئے اپنے یار کے غالب ہمین معیوب ہین
ورنہ ہے کسکے اسے عیب و ہنر کا امتیاز

غزل میر

ہوتا نہین ہے باب اجابت کا وا ہنوز
بسمل پڑی ہے چرخ پہ میری دعا ہنوز

دن رات کو کھینچا ہے قیامت کا اور مین
پھرتا ہون منہ پہ خاک ملے جابجا ہنوز

خط کا ٹھسہ لاکے تم تو منڈا ابھی چلے ولے
ہوئی نہین ہماری تمھاری صفا ہنوز

غنچے چمن چمن کھلے اُس باغ دہر مین
دل ہی مرا ہے جو نہین ہوتا ہے وا ہنوز

احوال نامہ بر سے مرا سنکے کہہ اوٹھا
جیتا ہے وہ ستم زدہ مہجور کیا ہنوز

غنچہ نپوچھ دل ہے کسی مجھسے زار کا
کھلتا نہین جو سعی سے تیری صبا ہنوز

توڑا تھا کس کا شیشۂ دل تو نے سنگدل
ہے دل خراش کوچے مین تیری صدا ہنوز

چلو مین اسکے میرا لہو تھا سو پی چکا
اوڑتا نہین ہے طائر رنگ حنا ہنوز

سے بال و پر اسیر ہون کنج قفس مین میر — جاتی نہین ہے سر سے چمن کی ہوا ہنوز

غزل شہیدی

ترے کوچے پہ جو پھڑکنے لگے تہ رنج تڑپ تو بلبل زار — جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس

انھیں کو کہ بار ہوا ان سال ہزار ہوئے مجھے یہ تپش نہاں ہے — ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس

کوئی کاروان جو نکل گیا سو یہ نجابت تیری بول اٹھا — وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس

تری غمزہ یکا ہون بریدہ سر ارے جنگجو مری قتل پر — نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس

تجلی کیسی فسونگری کہ وہ زلف سیاہ سی جس گھڑی — گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس

تجھے دیکھا جسنے ہے آپری بخدا کسی کی نظارگی کی — نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس

تو شہیدی ابر ہے کہ وہ شراب پیتے ہون جس جگہ — وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس

غزل محکم

مجھے حیف ہے ترا اے صنم کہون آ کے جا کے یہ کس سبب — نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس

یون پکارا اوٹھا تری در پہ شب مجھے جو کہ وہ بد لقب — ترا آج عس ترا آج عس ترا آج عس ترا آج عس

تری ہجر مین مجھے اے صنم یہان پوری روتے دو ماہ کم — ہوئی دو برس ہوئی دو برس ہوئی دو برس ہوئی دو برس

تب غم کی آتش اوٹھا بھڑک بخدا صنم یہ جگر مرا — نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس

مجھے بر مین محکم کہہ با ہمین جان کر جو لپٹ گیا — ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس

غزل نشا

پھنس گئی عندلیب ہو بیکس — وائے تنہائی اور کنج قفس

قیس لیلی سے مل گیا شاید — نہین آتی ہے آج بانگ جرس

شب جو مین اونسے راہ مین لپٹا — خوف حاکم رہا نہ بیم عسس

ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی بس — اونکی انگلی کی چڑھ گئی جھٹ نس

لگے کہنے کہ میرے دامن کو — نہین اب تک کیا کسو نے مس

مفت جل جائیگا پری بھی مرکی ۔ ارے کوئی مین آگ ہون اور تو ہی خس
جب یہ سمجھے کہ چھوڑتا ہی نہین ۔ تب تو ٹھہری کرونگی بوسے بس
گن کے دس لیا گیارھوان نسی ۔ ہاتھ دیتے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھہ سات ۔ آٹھ نو دس ہو ولیں انتا بس

غزل مشفق

آپنے بھیجا تھا خط جو نبڑاس احقر کے پاس ۔ وہ ہمیشہ رہتا ہی بالاے تکیہ سر کے پاس
دور ہی سے دیکھ کے دربان خفا ہونے لگا ۔ ڈرتے ڈرتے پہونچے ہم جب ہم تمہارے در کے پاس
کانو نمین بندے تمہارے دیکھکر کہتی ہی خلق ۔ کیا ہی روشن دو ستارے ہین مہ انور کے پاس
اور کبھی مخمور چشم یار ہو جاتی ہے مست ۔ میکدے مین شیشہ جب آجاتا ہی ساغر کے پاس
عقدۂ دل صاف کھل جائیگا ای مشفق مرے ۔ حل مشکل کا ہی نسخہ خالق اکبر کے پاس

غزل بے عدیل تخلص معروف

لیچلو مجکو تم اوس آئینہ رخسار کے پاس ۔ خاک ہی زندگی جو یار نہین یار کے پاس
نرگس مست کا مت رکھہ دل بیمار خیال ۔ یعنے بیمار کو رکھتے نہین بیمار کے پاس
ذبح کرتا ہی تو کر پر ذرا اتنا کیجو ۔ رکھیو قاتل تو مجھے اپنی ہی دیوار کے پاس
جی مین آتا ہی کہ اب بھیس بدل جوگی کا ۔ دھونی دیکے بیٹھیے اب زلف دعوا دار کے پاس

اب خیال اوسکا سرافراز کرے ہے معروف
شہ قدم رنجہ کرے جا کسی نادار کے پاس

غزل رضا

تمنے کچھ قدر مری آہ نجانی افسوس ۔ قدردانی سے کوئی بات نمانی افسوس
داستان درد کی اپنی مین کہون کس سے اجی ۔ کوئی سنتا ہی نہین میری کہانی افسوس

دل اگر کہنے مین ہوتا تو یہ دکھ کیون ہوتا
ہے بغل مین بھی مرا دشمن جانی افسوس

چشم تر ضعف بدن خشکی لب زردی رنگ
یہ ملی درد محبت کی نشانی افسوس

رحم آتا ہے رضا دیکھ ترا حال مجھے
مفت برباد گئی تیری جوانی افسوس

غزل میر

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس
اس ملک مین ہماری ہی چشم تر ہے بس

حرمان تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا
اک برگ گل گرا نہ جہان تھا مرا قفس

مژگان بھی یہ گئین مری رونے سے چشم کے
سیلاب موج مارے تو ٹھہرے ہے کوئی خس

مجنون کا دل ہون محمل لیلی سے ہون جدا
تنہا پھرون ہون دشت مین جون نالہ جرس

اے گریہ اوسکے دل مین اثر خوب ہی کیا
روتا ہون جب مین سامنے اوسکے تو دے ہے ہنس

اسکی زبان کے عہد سے کیونکر نکل سکون
کہتا ہون ایک مین تو سناتا ہے مجکو دس

حیران ہون میر نزع مین اب کیا کرون بھلا
احوال دل بہت مجھے فرصت ہے یک نفس

غزل انشا

پھر تو کہہ بھر کے دم سرد مرے ہونٹھ نچوس
ہان وہ کس طرح کہ بیدرد مرے ہونٹھ نچوس

تھر ہے لعل سے زینت سے ترا یون حنا
رنگ یاقوت ہے جنا گرد مری ہونٹھ نچوس

رو فضیحت نہو جاوون تو بہتر چھوڑ دے
دیکھ جاگہ ہے یہ بے پردہ مری ہونٹھ نچوس

مجکو حیران نکر چھوڑ تری دہشت سے
دیکھ رخسار ہوئی زرد مرے ہونٹھ نچوس

صدمے سے اس ناز کو انشا سے یہ کہنا آیا
چوٹ لگتی ہے ہوا درد مری ہونٹھ نچوس

تخلص غزل شہید

نہوگا مجسا دنیا مین کوئی ناکام سو سو کوس
کہ مطلب بھاگتا ہے سنکے میرا نام سو سو کوس

ہماری شکل سے ہین آپ ہی مانوس اے ہمدم
بلاتے ہین جو بھیجکر پیغام سو سو کوس

مبارک ہو تمھین اے ہم صفیرو سیر گلشن کا
ہماری راہ مین پھیلے ہوئے ہین دام سو سو کوس

نکالا آسمان نے جس گھڑی کہ جسے جاناں کو — ہوا تھا ناتوان غم کو ہر ہر گام سو سو کوس

مریض عشق کی اپنی خبر لے جلد اے ظالم — ہوئی ہین دور اس سے طاقت و آرام سو سو کوس

نہ اکدن خضر بھی آکر میری رہنمائی کی — بھٹکتا ہی رہا مین صبح سے تا شام سو سو کوس

غضب ہے حال سے اپنے نہین واقف تو وہ بیکل — شہیدی جسکی خاطر سے ہوئے بدنام سو سو کوس

غزل حاجی

تم خفا ہو مجھ سے تو مین بھی علی ہذا القیاس — آپ کی خو ہے وہی میری علی ہذا القیاس

تم جو کہتے ہو کہ تجھ سے کچھ غرض مجکو نہین — ہمکو کب پروا ہے اب تیری علی ہذا القیاس

کون تو میرا مین تیرا کون جو تم کہتے ہو — کچھ مرے دل مین بھی اب سوجھی علی ہذا القیاس

کوئی امید وفا پر مت لگاؤ اوس سے دل — ہو گئی اک مجھ سے نادانی علی ہذا القیاس

بیٹھتے ہین جس طرح نزدیک تیرے آکے غیر — ہوگا میرے پاس بھی کوئی علی ہذا القیاس

کیجیے بدنام مجکو خوب لیکن میرے ساتھ — ہوگی صاحب کی بھی رسوائی علی ہذا القیاس

پوچھتے کیا ہو کہ اس حاجی نے دل کو جس طرح — کھو دیا تھا جان بھی کھوئی علی ہذا القیاس

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

جبکہ سینے مین ہے داغ دل سوزان کی طپش — وہ ہو حشر کے دن مہر درخشان کی طپش

خاک پر میری خس و خار نہ کیونکر جل جائین — اب تلک دل مین ہے سوز غم پنہان کی طپش

بہنے گو آنکھوں نے رو رو کے بہائے دریا — نہ بجھی پر نہ بجھی ہان غم جانان کی طپش

نبض پر رکھتے ہی انگشت پھپھولا پڑجائے — اے طبیبو وہ بلا ہے غم ہجران کی طپش

نہین معلوم یہ کیا عشق کی بھڑکائی آگ — پھونک دیتی ہے مجھے میرے دل و جان کی طپش

لکھ یہ تبدیل ردیف اور غزل گرم ظفر — جسکو ہو سکے زیادہ دل یاران کی طپش

غزل میر

اسکا خیال آوے ہے عیار کی روش — کچھ اوسکی ہمنے پائی نہ رفتار کی روش

کیا چال ہے گی زہر بھری روزگار کی — سب اُس گزند کی ہے سیہ مار کی روش
وہ وقت خیز گرم تو مدت سے ہو چکے — رہتے ہین اَب گرے پڑے بیمار کی روش
جاتے ہین رنگ و بوی گل و آب جو چلے — آئی نہ خوش ہمین تو یہ گلزار کی روش
مائل ہوا ہے سرو گلستان پہ دل مرا — کچھ آگئی ہے اُس مین قد یار کی روش
زندان مین جہان کی بہت ہین خراجال — کرتے ہین ہم معاش گنہگار کی روش
یون سر بکھیر سے عشق مین بکھیر ی نہین ہین میر — اظہار بھی کرین تو ہین اظہار کی روش

غزل شاہ ظفر

ساقی نہ دکھا بزم مین تو جام کی گردش — یاد آتی ہے چشم بت خود کام کی گردش
پھرتی ہے مری خاک بگولی مین ہمیشہ — اَب تک بھی مرے ساتھ ہو ایام کی گردش
اک شب نہ مری پاس وہ آیا مہ تابان — گردون نے نہ کی ایک مری کام کی گردش
آنکھون کی تصور مین تری صاف ہے لکھا — خامہ نے نکی جب دم ارقام کی گردش
مے بھرتے ہی ساقی کی ظفر ٹوٹ گیا جام — قسمت ہی مین تھی رندی آشام کی گردش

غزل سودا

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش — یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش
دیکھا جو حرم کو نہین وہ دیر کی وسعت — اُس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش
بھولے نہ مری دل سی مرا مصرعۂ جانگاہ — نالہ نکرے مرغ گرفتار فراموش
دل سی نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی — اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش
یا نالہ ہی کر منع تو یا گریہ کو ناسخ — دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش
بھولا پھرون ہون آپ کو اک عمر سی لیکن — تجکو نہ کیا دل سے مین زنہار فراموش
دل درد سے کس طرح مرا خالی ہو سودا — وہ نا شنوا حرف مین گفتار فراموش

غزل سودا

کس کی صحبت مین تو ہوا اوباش
مین اگر جانتا کہ بانکا ہے
کوئی منصف نہین کہون کس سے
ناخن یا نظر پڑا تھا کہین
جسکو دیکھا سو ہے وہ رشک پری

آفرین میرے من چلے شاباش
دل نہ دیتا تجھے مین پہلے کاش
کیونکہ گذریگی اس سے میری معاش
اب تلک میرے دل مین ہے وہ خراش
سوز تو دیکھ صنعت نقاش

غزل انشا

کیون ساقیا نہ لعل ہو اپنا یہ رنگ فرش — شیشے شراب سرخ کے ہین جای سنگ فرش
جون آینہ ہے اسکے جہان چاندنی تجھے — وان عرشیون کے بالونکا ہے سایہ لنگ فرش
تمنے پلنگ دور بچھایا تو کیا ہوا — تم جانتے ہو مجکو کہ مین ہون پلنگ فرش
شیخ دراز قد نے جو مجلس مین ٹک دھرے — پچھلی کہی سبھون نے کہ آیا کلنگ فرش
ٹک غور ہی کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیادہ — دریا کو بھی نہنگ سے ہے یہ نہنگ فرش
جو مجھ مین اور ان مین دھما چوکڑی مچی — فراش بولے زور ہوئی یہ تو جنگ فرش
دھبا پڑا جو پانوٴن سے مسند پہ بولے آپ — کیا سخت بے لحاظ ہے یہ ننگ فرش

غزل یقین

رات دن خوبانکو ہے دلہای منتون کا تلاش — روز و شب لیلا کو تھا در پیش مجنون کا تلاش
اشک رنگین سے گلی کو تونے مشہد کر دیا — مرگیے ہین دیکھکر اس چشم پرخون کا تلاش
جس طرح سے ڈھونڈتے ہین لوگ خاطرہای شاد — اس طرح رہتا ہے مجکو جان محزون کا تلاش
جی ستے میری لگ رہی ہے سالورونکی جستجو — جس طرح ہوتا ہے افیونی کو افیون کا تلاش
شاعری ہے لفظ و معنی سے پرے لیکن یقین — کون سمجھے یان تو ہے الہام مضمون کا تلاش

غزل سراج

کیا شراب محبت نے دل کے خم مین جوش — عجب نہین جو قیامت تلک ہون بیہوش

صنم کے حسن کی خورشید لی خجالت سے
ہوا ہے چاند نقاب سحاب مین روپوش

نہین علاج بجز مرہم نوازش ولطف
جفا کے زخم سے کرتا ہے دل فغان وخروش

نہو دمی صدر قیامت کی شور سے بیدار
جو کوئی خیال مین اس چشم کی ہوا بیہوش

ترے دو ابرو ہمسر کو دیکھ حیران ہون
سنا نہین ہون کہین دو ہلال دوش بدوش

فسردہ دل ہون زمانے کی سرد مہری سے
عجب نہین ہے اگر مثل شمع ہون خاموش

کمند عقل سے آزاد ہے مثال سراج
جو اسکی زلف کی زنار کا ہے حلقہ بگوش

غزل ناسخ

اس قدر زیر فلک اے سرو گل اندام رقص
کر رہا ہے لولی گردون کو بے آرام رقص

سیکڑون مردی نکل پڑتی ہین ہر ٹھوکر کے ساتھ
فتنۂ محشر وہ ہے بسکہ رکھا ہے نام رقص

مرغ خوشخوان اس چمن کا ہون کہ جسکے صحن مین
آسمان طاؤس سا کرتا ہے صبح و شام رقص

لگتی ہین مینا ی گردون کو ہزارون ٹھوکرین
کرتے ہین مستی مین جب رندان مے آشام رقص

جگیا بھونچال تیری رقص سے محفل مین آج
سب لگے کرنے در و دیوار سقف و بام رقص

ہو گیا پیری مین عاشق اپنا جوانی سے دوچند
ہاتھ مین رعشہ سے کرتا ہے جو مے کا جام رقص

حال مین صوفی اگرنا چے ہے خامی کی دلیل
کرتے ہین گلخن پہ جیسے دانہاے خام رقص

دور دامن ہو گیا ہے مجکو مثل آسیا
بیستا ہے دل کو تیرا اے بت گلفام رقص

گر عوض ناقوس کی جا کر مین اک نالہ کرون
بتکدے مین ہر طرف کرتے پھرین اصنام رقص

تو سہی وہ صیاد اور ظالم کہ تجھکو دیکھکر
کرتے ہین بدلے تڑپنے کے اسیر دام رقص

جی اوٹھے مردے ہزارون تیرے گھنگرو کی صدا
واسطے زندون کے لایا موت کا پیغام رقص

ناچنے گانے کا کیا رتبہ ہے اسکے سامنے
ہر سخن اسکا ہے اے ناسخ عنا مرکام رقص

غزل سودا

آرام پھر کہان ہے جو ہو دل مین جاے حرص
آسودہ زیر چرخ نہین آشیاے حرص

ممکن نہین ہے یہ کہ بھر کر کاسۂ طمع
دن مین کر دور گھر جو پھرا ہو گدای حرص

انسان ہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے
ذلت کسی کو کوئی نہ دیوے سوائے حرص

نادان تلاش طرۂ زر سے تو باز آ
جون شمع یہ ہو کہ ترا سر کٹائے حرص

اپنے سوا کسی کو نہ پایا حریص مین
کی قطع روزگار نے مجھ پر قبائے حرص

سودا لبہ ہو خوبی سے اوقات ہر طرح
پر درمیان ہووے بشر خستہ پائے حرص

غزل میر تقی

شاعری شیوہ ہے شعار اخلاص
دین و مذہب مرا ہے پیار اخلاص

اب کہان وہ مودت قلبی
ہووے ظاہر مین یون ہزار اخلاص

سورت اخلاص کی پڑھی برسون
میر رکھتا نہین ہے یار اخلاص

غزل رنگ

مرتبہ حق نے کیا خاص الخاص
تجھ سے رکھتا ہے دل مرا اخلاص

غیر کی بو مرے دماغ نہین
الفت دل عجب ہے خاص الخاص

حال تقلید طالب دنیا
جس طرح سے بنا ہوا رقاص

آپ انا فتحنا ہووے پناہ
مصحف رو ہے سورۂ اخلاص

بحر معنی مین غرق ہوگا رنگ
ہاتھ آیا سخن کا ہو غواص

غزل کنور

مین نشٹ دل سے ہون ترا مخلص
جذب باطن سے باصفا مخلص

دل کو فرقت مین کیا ہے بیتابی
عرض تجھ سے کرے وہ کیا مخلص

منتظر تیرے دید کے ہین سب
برقع منہ سے کہین او ٹھا مخلص

بے سبب رہتے ہو خفا ہم سے
آپ کا مین ہون بے ریا مخلص

شکر حق اب کنور مراد بر آیا
جس دعا مین ہمیشہ تھا مخلص

غزل انشا

زہے نسائم فیضان مبدار فیاض
نمود جس سے ہوئے سب جواہر و اعراض

مدام ناصیہ سا ہین حضور مین جسکے
سواد چشم شب و گردن سحر کی بیاض

بدیع فطرت و خیاط خانۂ تنویر
ہو جسکے ہاتھ گریبان صبح کی مقراض

حکیم حاکم و حکام دہر جس سے ہین
ہمیشہ خلق جہان کو ہزار ہا اغراض

ریاضی اور طبیعی سے ما حصل یہ ہے
الٰہیات سے نا فہم کو نہو اعراض

کہ تیری ذات کو مخلوق بے مواد کیا
سیاست بدنی سیکھہ لجاوین تا مرتاض

شفا اب اوسنے تصدق سی اپنے دی مجکو
ہزار شکر کہ سب دفع ہو گئے امراض

وگرنہ دیکھہ کے انشا کی نبض ہوتا تھا
غریق بحر تحیر مسیح سا نباض

غزل سودا

چشم بینا ہو تو لیکر گل سی ہے تا خار فیض
بخشے یارون کو بہر صورت جمال یار فیض

فیض سے ہے وابستہ تار عقیدت ورنہ یا
شیخ نے تسبیح مین ہے اور نہ کچھہ زنار فیض

بخشے ہے یون تقویت دل کو مری دشنام یار
جون دوا سے تلخ سے پاوی کوئی بیمار فیض

مہر سے جون مہ کو پہونچے ہے ضیا جو خوبرو
میرے شکم ہو تو پہونچا دی ترا رخسار فیض

جی نہ کیجے دون ہمتون سے تو غنیمت جانیو
کسکو گنج اپنے سے پہونچا دی ہے یار و بار فیض

کرکے صاف آئینہ دل اسمین تو دیکھہ آپکو
بخشے گا اے یار تیرا ہی تجھے دیدار فیض

تو نے وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی
پڑھکے اک عالم اوٹھاتا ہی تری اشعار فیض

غزل سراج

مائل ہون گلبدن مجھی اُس گل سی کیا غرض
کاکل مین اُسکے بند ہون سنبل سی کیا غرض

خونی دلون کے قتل کو سیدھی نگاہ بس
اس تیغ کو فسان تغافل سے کیا غرض

رسوائی جہان سے مجھے فکر کچھہ نہین
دیوانۂ جنون کو تامل سے کیا غرض

بس ہے غبار راہ لباس شہنشہی — سلطان بیخودی کو تجمل سے کیا غرض

جام ہے الست سے مخمور ہون ای سراج — دور شراب شیشۂ پر مل سے کیا غرض

غزل یقین

کب سے زنجیر مجھ مجروح دیوانہ کی غرض — پہونچتی تھی کان تک اوس لنگ شانی کی غرض

گرمی اہل بزم سے مست کر کہ مین تابہون داغ — شمع کی خدمت مین ہے اپنے ہی پروانی کی غرض

شیشہ مجھ دل سا نپایا وی اور تری آنکھین سا جام — گر کرے ساقی ہزاران سال میخانی کی غرض

فصل جاتی ہے یقین اور باغبان ہے کیا — کوئی کر دیتا نہین ہے باغ مین جانی کی غرض

ہذا تبرک غزل مولوی عبد اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالی

جھکری تری زلف سیہ پر نظر جو دل کبھی [illegible] مین دو دم غلط — جسے مار سیاہ زہر [illegible] کری کیون نہ وہ جوش تلاطم غلط

نہین مجھکو غرض کچھ بجز [illegible] سمین [illegible] زاری — ترا تیر نگہ ہے اور ابرو کمان جو کرے صف ترک [illegible] غلط

نہین اسمین ہے تیرا گناہ ذرا کہ ہو بار کی کوئی [illegible] — کہان اسکا قصاص [illegible] بھلا جو ہوا ہی [illegible] غلط

دکھیو بلبل و گل کا نباہ صنم کیسی کرتے ہین [illegible] جلوہ [illegible] — نہین کچھ [illegible] ہی چشم [illegible] جو ہو قول [illegible] غلط

ذرا چشم کرم سی تو دیکھ ادھر [illegible] — جیسے بسمل مرغ ادھر ہو ادھر [illegible] تو [illegible] تم غلط

غزل انشا

کیا دخل تیری غم مین رہے تن مین جان غلط — حاشا غلط غلط غلط اے مہربان غلط

دو چار دن جو ہمسے نبو لے تو کیا ہوا — پرچا ہے ہمیشہ نبھی یہ کہان غلط

مین اور ترک عشق بھلا کچھ بھی ربط ہے — اے مہربان غلط غلط اے قدردان غلط

تعمیم عزم کعبہ نہو تو بھی زاہدا — گو ہمنے کی ہی ہو رہ کوے بتان غلط

لے میر حاج جیب ہو خدا کا بھی نام لے — سمجھے ہو ترک صحبت پیر مغان غلط

آوارہ دشت شوق مین مانند گردباد — بھٹکا پھرون ہون کر کے رہ کاروان غلط

انشا سے اب خیال یہ افشای راز کا — ہے وہ جو کچھ کہ آپ کی خاطر نشان غلط

غزل میر صاحب

جسکو ہو ذات سے اوس صنم بیوفا سے ربط
اوسکو خدا ہی ہووے تو کچھ ہو خدا سے ربط

گل [illegible]
رکھتے ہین اِس چمن کی جو غنچے ہوا سی ربط

زنہار پشت پا سے نہین اوٹھتی اوسکی آنکھ
اِس چشم شرمگین کو بہت ہے حیا سی ربط

شاید اوسی کے ہاتھ مین دامن ہو یار کا
ہو جس ستم رسیدہ کو دست دعا سی ربط

کرتی ہے آدمی کو دنی صحبت فقیر
اچھا نہین ہے میر سے بے تہ گدا سی ربط

غزل سودا

تو جو ہو پاس تو ہو صبح طرب شام نشاط
دیکھنا تجکو ہے لے جان و دل آرام نشاط

فضل حق جسکی طرف ہو تو اوسے بخشے ہے
دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط

دل جنھون کا ہے اسیری کی مزے سے آگاہ
ہے قفس بیچ اونھین عیش وہ دام نشاط

عکس تا اوسکی نگہ کا نہ پڑے جام کے بیچ
ہو سکے نشۂ مے سے نہ سر انجام نشاط

دیکھ ہوتی ہے تجھے قمری و بلبل شادان
تو ہے اِس باغ مین ای سرو گل اندام نشاط

شیشہ ہے زیر بغل آئینۂ دل سودا
مے سے ہمکو نہین ہے ساقی گلفام نشاط

غزل سوز

اَب ضرر کرنے لگا دل کو بتان کا اختلاط
سچ تو ہے ان بیوفاؤن سے کہا ان کا اختلاط

اَب کوئی دم مین مچا دیگی خزان اِن گل کو لوٹ
عندلیبو چھوڑ دو تم گلستان کا اختلاط

ناکسون کی دوستی دیوے دین و ایمان کو اوجاڑ
پوچھ لو جاکر گلستان سے خزان کا اختلاط

خاک سے جسنے بنایا حضرت انسان کو
فیض گر چاہے تو کر اس باغبان کا اختلاط

سوز سے مت دل لگا و مشفقو پچتاؤگے
کاہش جان ہے عزیزو مہمان کا اختلاط

غزل رضا

ستم ہی مجسے ہتا اے بیوفا شرط
مرے دل کی تو کیسا لایا بجا شرط

بھلا اب تجھسے کیا بازی لگاؤن — دیا مین ہار پہلے دل لگا شرط

نگہبانی سے کیا ہوتا ہے یارو — غرض ہے خوبرو کو کچھ بجا شرط

اگر باور نہین جانبازی دل — تماشا یہ دکھاؤن بھی بھلا شرط

لگا کہنے یہ باتین غیر سے کر — کرے ہے تجھسے جا میری بلا شرط

رضا اسکی رضا پر رہ تو راضی — کہ راہ عاشقی مین ہے رضا شرط

غزل سودا

رہے وہ معنی قرآن سے جو تو واعظ — پچھتے دہن کے تئین اپنے کر رفو واعظ

بتون کو حسن پرستی سے کیا خلل دین مین — خدا نے دوست رکھا ہے رخ نکو واعظ

ثبوت حق کی کریمی سمجھو نہ ہے لیکن — تری تو نفی کرم پر ہے گفتگو واعظ

ڈرون ہون مین نکرین رنہ تیری داڑھی کا — تبرکات مین داخل ہر ایک مو واعظ

سخن ہے وہ کہ موثر دلون کا ہو نادان — یہ پوچ گوئی ہے جس سے ہے تجھکو خو واعظ

کہا تو مان لے سودا کا توبہ کر ان سے — لب دہن کے تئین کر گشت شو واعظ

غزل میر تقی

لطف جوانی کے ساتھ گیا پیری نے کیا ہے کیا منظور — کینہ جبین یار سے حیرت ہے مزہ ایسی نامنظور

رو نہ کرنے کو عیش کہو سو ہم تو تمہاری دعا کو منظور — پر ہین ہمیشہ عشق مین اسکو رکھے ایسا خدا منظور

ندی کی سنہ کی اشک کی سرخی اور خون ابرو تک منظور — شاید میر بہت ہی تنہا اس سے ہے جدا منظور

غزل انشا

کسکو سنا کر کہا آپ نے وہ بے لحاظ — مجھسے ذرا تئین ابھی ہوتے رہو بے لحاظ

گریہ کنان دیکھکر مجھکو کہا شوخ نے — تاڑتے ہین لوگ سب چپ ہو رہو بے لحاظ

ہونٹھ ہی بل ڈالتا ہے یہ چھپنی دل مین جو ہے — اسکو مجھے ابکی تم کہنے تو دو بے لحاظ

آج جو کچھ دل مین ہے سب یار سے کہہ دیجیے — ایک گھڑی کے لیے ہو جیے گو بے لحاظ

پانون لگا دابنے مین وہ تو غصہ ہو رات
کہنے لگا چوتک کر چھوڑ یہ خوب بے لحاظ

سیکھہ ادب لاکھہ بار ہمنے کہا بات مان
پھر وہی کرنے لگا کرتے ہین جو بے لحاظ

چھوڑیے اب انشا کوئی آپ کو کیا دخل ہے
اور بھی دو گالیان اور کہو بے لحاظ

غزل سراج

عمل ہے مے پرستونکا تجھے کیا کام اے واعظ
شراب شوق کا تو نے پیا نے جام اے واعظ

لگا سنگ خجلت شیشۂ ناموس پر تیرے
عبث ہم بیگنا ہونکو نکر بدنام اے واعظ

نہین ہے امتیاز نیک و بد چشم حقیقت مین
مجھے یکسان ہوا ہے کفر اور اسلام اے واعظ

نیاز بیخودی بہتر نماز خودنمائی سے
نہ رہ ہم پختہ مغزونکو خیال خام اے واعظ

پرت مکتب کے علم مختصر مین یہ معانی ہے
نہین ہے زاہد کو طومار کو انجام اے واعظ

وہ شیرین لب کی کڑوی بات اثر مین ہے حق مین
تجھے معلوم کیا ہے لذت دشنام اے واعظ

سراج اس کعبۂ جان تصور کو کیا ہم نے
یہی ورد سحر ہے اور وظیفہ شام اے واعظ

غزل حاجی

صبح جو ٹرا بیچ کے نکلا گھر سے دلبر الحفیظ
آنکھ رکھتا ہے یہ کس کس کو جگہ پر الحفیظ

تیر ہی یہ ٹیڑھی مژہ اور تیغ ابرو دیکھکر
اچھے اچھے بول اٹھتے ہین بہادر الحفیظ

اوسکے کوچے کی تو کرلے دل سکونت اختیار
ساکن کوچے صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ

دیکھیے ہوتا ہے کیا رہتی ہے یا جاتی ہے جان
ان دنون بگڑے ہین ہمسے کینہ پرور الحفیظ

حاجی اوس نا آشنا سے دیکھیے کیسی بنے
آج کہتے ہین پکارینگے ہمیر الحفیظ

غزل کنور

جاتا ہے مرے بر سے دلبر کا خدا حافظ
دل بسکہ مشوش ہے مضطر کا خدا حافظ

کوچے مین ستمگر کے سر تک بھی تو ہم کھوئے
وادی طلب مین اب بے سر کا خدا حافظ

اک عمر قفس مین ہون بے بال و پری آئی
زندان مین عزیز و اب بے پر کا خدا حافظ

صحرا سے برات مین ہر عشق کو یہ جولان ‖ کیا کیجیے اس دل کو بے ڈھب کا خدا حافظ
سب ٹوٹے پہ کنور رہکو فوراً نہ کہین ٹوٹا ‖ ان تیر نگاہون کے خنجر کا خدا حافظ

غزل ناسخ

ایسا پروانہ زمانے مین کبھی دیکھا نہ شمع ‖ نور کا شعلہ ہے پروانہ رخ جانانہ شمع
جل رہی ہین جو ہر آئینہ پروانون کی طرح ‖ آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع
مجھے نفرت غیر سے اوس شعلہ رو کو ہے تپاک ‖ آہن مقناطیس ہے آشنا پروانے سے بیگانہ شمع
بیٹھتے دیکھا نہین اوسکو کسی نے ایکدم ‖ کہتی ہے اُس بزم کو ایسا مسافرخانہ شمع
گر نقاب الٹے وہ روے آتشین ہم نازنین ‖ ہے یقین جاوے بلبل شاخ گل پروانہ شمع
سر پہ سوزان داغ سودا آنکھین زنجیر شکل ‖ تیری محفل مین کھڑی ہے صورت پروانہ شمع
لگتی ہے اوسکو بناتی ہین کہ تجھکو دیکھکر ‖ پھر پا بوسی نہ دوڑی آئے بیتابانہ شمع
منہ دکھا دیتا ہے پروانونکو گر وہ شعلہ رو ‖ بھول جاتی ہے ابھی سب ناز معشوقانہ شمع
شاد ملک عشق ہون لیتا ہون مرغ زہرہ سے باج ‖ گل چڑھا جاتی ہے بلبل قبر پر پروانہ شمع
ہے بجا دشمن اگر جلتے ہین پروانون کی طرح ‖ جس مین ہو ہر ایک تماشا رشک جانانہ شمع
کچھ فقط تو ہی نہین ناسخ دل و جان سے نثار ‖ بزم مین پروانے ہین سب اور سب فدا ہے شمع

غزل سودا

گو اب نہ مجھ غریب کی بالین پہ آئی شمع ‖ دل بے کسی کا مجھے جلے ہے بجائے شمع
پروانہ سے کے ہون مین اثر عشق سے خجل ‖ کیون منفعل تجھے نہین کرتی وفاے شمع
آتا ہے جی مین یہ کہ قدم تیرے چھوڑ کر ‖ گر رہتے جون پتنگ ہم ہو کر پاے شمع
بیگانہ تیری چشم سے مجھ پر تو اشک گرم ‖ جلنے سے اسکے آپ کو آگ جلائے شمع

غزل میر تقی

سینے پہ داغ سر پہ جو آئی تھی شمع ‖ سحر تک بستہ ہی کہانی تھی شمع

پتنگے کے حق میں تو تھی بیر ہوئی — اگر موم کی بھی بنائی تھی شمع

سر انس سے روشن تھی شب بزم میں — نکالا تھا اسکو چھپائی تھی شمع

وہ ہے ساتھ میری شب بزم میں — کہ تاب اوسکے رخ کی نہ لائی تھی شمع

پتنگ اور وہ کیون نہ باہم جلین — کہیں سے مگر تک لگا آئی تھی شمع

فروغ اوسکے چہرے کا تھا پردہ در — ہوا کیا جو ہنسے بجھائی تھی شمع

تف دل ہی میر اک کف خاک ہے — مری خاک پر کیون جلائی تھی شمع

غزل انشا

بوقت صبح ہو یون نشۂ شراب طلوع — کہ جیسے شرق سے کرتا ہے آفتاب طلوع

یکایک ابر سے شبنم کے ہو گیا ساقی — وفور نور سے خورشید ذرہ تاب طلوع

جو دیکھے اشعۂ لمعات کی جھلک اوسکے — شعاع شمس کی تک لا سکے نہ تاب طلوع

افق سے مہر طفلی کے ناگہان وان تو — بسان نیر اعظم ہوا شباب طلوع

شب فراق کی ظلمت سے ہے بتنگ انشا — خدا کے واسطے اے مہر کر شتاب طلوع

غزل ناسخ

عریانی جنون میں مری کام آئے داغ — طاؤس کی طرح ہے بدن پر قبائے داغ

سوداگران مشک کا ملتا نہیں دماغ — مرہم کی ہے تلاش جو ہمکو برائے داغ

جلتا ہون سر سے پانون تلک مثل آفتاب — حاصل ہوا فقط نہ مجھکو سوائے داغ

ہوتا ہے کرم خوردہ گل لالہ جس طرح — ناسور یون ہین میری جگر میں بجائے داغ

بے داغ آسمان نے نہ رکھا کسی کو یان — ہر ایک مہ جبین نے بھی پہنا ہے پائے داغ

شکوہ نہیں ہے جوشش سودائے عشق کا — مانند شمع سر سے ہمارا نہ جائے داغ

سودائی ہین ہم ایسے کہ ہر سال لالہ سان — ہوگا ہماری خاک سے نقش و نگار داغ

جراح اپنے پنبۂ مرہم کو دور رکھ — بجھتے نہیں کہ آگ سے اور ہے شعلہ داغ

کیونکر گلون کی خاطر نازک کو توڑ دون
گلشن مین عندلیب سے چھپائے داغ

مرنے کا غم نہین یہ مگر داغ ہے مجھے
دامن سے اُسنے میرے لہو کو چھڑا دیا داغ

جنت کو جائینگے لیے دوزخ بغل مین ہم
ناسخ یہ نہین جو بعد فنا ہے بقائے داغ

غزل میر تقی

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ دروغ
کہان دماغ ہمین اس قدر دروغ دروغ

تم اور ہمسے محبت نہین خلاف خلاف
ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ

غلط غلط کہ رہین تجھسے ہم تنک غافل
تم اور پوچھتے ہماری خبر دروغ دروغ

فراغ کچھ نہین دعوی کو صبح صادق کے
شب فراق کو کب ہے سحر دروغ دروغ

کسی کے کہنے سے مت بدگمان ہو میر سے تو
وہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ

غزل انشا

اے آتش فراق مرا دل ہے سوز داغ
جھلکے ہے دشمنون کو جو دیکھے ان دیر کا چراغ

آنکھوں مین تا کہ نشہ وحدت کا ہو طلوع
ساقی مے مغانہ سے بھر دے مرا ایاغ

بیٹھا ہے آج مجلس رندان مین شیخ یون
طوطی کے پاس جیسے کوئی آ کر قفس مین زاغ

پیدا لگاوٹ آ کسی ساتھ کیجیے
لیکن دل و دماغ کہان کسکو یہ فراغ

پوچھون مین کس کی کنہ حقیقت کو آج تک
انشا مجھے ملا نہین اپنا ہی کچھ سراغ

غزل سودا

سرد مہری سے تیری گل سے ٹلیا ہے سوز دماغ
کر دیا ان ظالمون نے کل دل کا گل چراغ

وا اس پیشہ پرائی بلبل کہ جسکی ہو یہ قید
خار ہین کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا باغ باغ

مملکت ساری مین باہر کر سلیمان کو نکال
گوشہ خاطر مین اپنی ہے مجھے جو کچھ فراغ

بلبل خوش نغمہ ہون ایک اس گلستان مین جہان
نالہ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ

خوش کبھی اس بزم مین دو دل نہ کبھی آ کے
دم بدم مینا ہی روتا ہے تو ہنستا ہے ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق ہر طرف ہین نا قبول
گل سدا بلبل سے ناخوش مجھسے تو ہی سینہ داغ

دل اگر کھویا ہے سودا چھوڑ مت دنبال شکل
شاید اس پیمانی کا طفلان سے تو پاوے سراغ

غزل میر تقی

میان دل جو زلف سیہ فام کیطرف
جاتا ہے صید آپ سے اُس دام کی طرف

دل اپنا عدل داور محشر سے جمع ہے
کرتا ہے کون عاشق بدنام کی طرف

اُس پہلو سے فگار کو بستر سے کام کیا
مدت ہوئی کہ چھوٹی ہے آرام کی طرف

یک شب نظر اوٹھا کے مین تو سوی بام اب
رہتی ہے کون چشم ترے بام کی طرف

آنکھین جنھون کی زلف و رخ یار سے لگین
وہ دیکھتے نہین سحر و شام کی طرف

جون چشم یار بزم مین اگا پڑا ہے آج
ٹک دیکھ شیخ مے کے بھرے جام کیطرف

خار شگاف سینہ خراش ایک ہی نہین
لیکن نظر نہین ہے تجھے کام کی طرف

دل پاک رہین جنکو انھین سے مجھے ہے شوق
میان طبع کب ہے کسو خام کی طرف

دیکھی ہے جب سے اوس بت کافر کی شکل میر
جاتا ہی جی نہین تنک اسلام کی طرف

غزل سوز

زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف
مرتے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف

مین بھی بندہ تھا اگر ملتے تو کیا آتا خلل
پر ترے دلمین نہ آیا حیف میرے یار حیف

لے چلے دنیا سے ہم ارمان تیرے وصل کا
گور مین نکلیگی یہ آواز اے عیار حیف

حسن صورت کو ہی لازم میرے پیارے حسن خلق
یہ تری صورت فلانی اور یہ اطوار حیف

شعر پڑھنا بات کرنا مسکرانا اب کہان
سوز کے منہ سے یہی سنتے ہین لاکھون بار حیف

غزل سودا

دیکھون ہون یون مین اُس ستم ایجاد کی طرف
جون صید وقت ذبح کے صیاد کی طرف

بے مشورت نگہ کی ترے طبع روزگار
آوے نہ تازہ جور کے ایجاد کی طرف

ردیف فا

سے وانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام — بلبلیں گئے قفس میں دیکھ کر صیاد کی طرف
غیروں کی بات پر نہ کہوں مت رکھو خیال — لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
طرے کے تیرے واسطے سمجھو چشانہ دام — قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کی طرف
جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم — مائل ہوئے ہیں اوس دل ناشاد کی طرف
ساماں تمام سب ہیں مہیا پر اے اثر — میں دیکھتا ہوں تیری ہی امداد کی طرف
ثابت نہ ہوئے خون مرا روز باز پرس — بولیں گے اہل حشر بھی جلاد کی طرف
خوں کر رہا ہے جوش رگ جاں میں سا ترے — سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کی طرف

غزل انشا

لکھے مرے قتل کے محضر پہ جو سب حرف گواہ — یاد وہ سب یاد ہیں لوہو سے مرے حرف کے جز
یا علی سر پر مژگاں میں پڑا دل پر تو — بن گئے رشتۂ تار نگہ تر رو کے حرف
ہوتی حیران ہے جو ترے نام پہ دل رکھا — اوس کے گویا کہ تراشیدہ ہیں سب سنگ کے حرف
پنجتن پاک کے جو نام ہیں سب گرد اگرد — زیبا وہ تیرے نگیں میں یہ دو طرف کے حرف
قتل یہ تیل قتلا ہی پڑھتے ہیں قاتل — کبھی دو چار وہ سنتا ہی تو کم ظرف کے حرف
تیس حرف نہیں سبھی کچھ ہے پر انشا سچ — بس یہی جون کو ہیں حرف کے حرف

غزل [illegible]

دیکھا جو ہم نے تری تصویر کا ورق — سمجھا دل اوس کو نسخۂ اکسیر کا ورق
مت ہوں سبز ہری حنا ان قدم رکوں — کرتا ہے آئے کا تخلیق کشمیر کا ورق
کیوں سیر گلستاں کی مریں قریب — ہے یہ کتاب کہ تپ تقدیر کا ورق
دیکھے وہ لب کو جنس نہ کیا ہوا کہ — ہر برگ گل پرنج بت ہے پیر کا ورق
تعریف تیرے رخ کے مخطط کی کس سے ہو — ہے مصحف مجید کی تفسیر کا ورق
لیلی نے خط کو کھول کے دیکھا تو — ہے یہ کسی کے عاشق دلگیر کا ورق

تب اوسنے عرس کی کرامت دیکھے یہ ہے — احوال قیس پاے بہ زنجیر کا ورق
تم سینچنے کے کھیل مین خنجر بکف نہ ہو — رکھتا ہے یہ غلام بھی شمشیر کا ورق
تو وہ ہے آج دیکھے جو جاہے یہ رُخ ترا — دھولا وسے آب شرم سے تصویر کا ورق
خط پر نظر پڑے تو زمرد رقم کرے — سو ٹکڑے اپنے ہاتھہ کی تحریر کا ورق
لیلی نے جب مرقع عالم کی سیر کی — دیکھا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق
پہچان کر لگا لیا چھاتی یہ اُن نے پھر — مجنون پاے بستۂ زنجیر کا ورق
سودا نے دیکھکر ترے دیوان کو نصیر — پھاڑا بیاض منتخب میر کا ورق

غزل حافظ

نہ کوئی ہو جیو یان مجھ سا مبتلای فراق — گذر گئی ہے مری عمر در بلاے فراق
غریب و عاشق و بیدل حقیر و سرگردان — اوٹھا چکے ہین سبھی رنج و دو اغمہای فراق
ملے فراق مجھے گر تو جان سے مارون — سرشک دیدہ سے بھر دون مین خونبہای فراق
فراق تیرے کو فرقت کا مبتلا یہ کرون — کہ صرف خون جگر روتین دیدہ ہای فراق
کدھر فراق کہان مین کدھر کو رنج و تعب — فلک کے ہاتھہ سے اب ٹوٹ جاوے پاے فراق
مین داد پاؤن کہان کیا کرون کہون کس سے — فراق کو کوئی ہیگا جو دے سزای فراق
یہ بیدلی سے کہ حافظ کے اور مری منہ سے — برنگ مرغ سحر نکلے ہے صداے فراق

غزل سودا

رنگ سے چہرے کے رسوا ہوئی ہے بیمار عشق — عشق کو یارو چھپا سکتا نہین انکار عشق
گاہ اشک تر گہے خون گاہ ہے لخت جگر — اس طرح جاری ہے ان آنکھوں سے کاروبار عشق
کیا کرون اس نے مجھے ہے کر دیا بے خانمان — سر پہ کافر کے نہ پڑیو سایۂ دیوار عشق
تھا سکندر طالع اس مت تک کہ دل تھا بے ریا — کھا گیا افسوس اس آئینہ کو زنگار عشق
اس چمن مین طرح بلبل کی وہ نالان کیون نہ تھا — روز و شب کھٹکا کری سینہ مین جسکے خار عشق

غزل میر تقی

گر بادیہ میں مجکو صبا لیکے چلے شوق
مجنون کو میری اُور سے کہیو دعا شوق

وصل و جدائی سے ہے مبترا وہ کام ہمارا
معلوم کچھ ہوا نہ ہمیں یان سوا شوق

ہر چار اُور داوڑتی پھرے ہے ہماری خاک
مدت گئی نہ جی سے گئی پر ہوای شوق

دیر و حرم میں ہمکو پھراتا ہے دیر تک
پھر بھی ہماری ساتھ ہے وہ ہی ادای شوق

افسوس ایسی کوچے سے تم آشنا نہیں
کیا دردناک میں بھی کوئی ہے نوای شوق

وہ دود اور آہ بھی جو کرے ہے دم سحر
اک مشت پر ہے مرغ گلستان ہای شوق

کیا پوچھتے ہو شوق کہانتک ہے ہمکو میر
مرنا ہی اہل درد کا ہے انتہای شوق

غزل مومن خان

وہ جو زندگی میں نصیب تھا وہی بعد مرگ ہے باقی قلق
یہ قلق ہے کیسا کہ ہے ستم گئی جان پر نہ گیا قلق

کسی کی خرام کی یاد میں تہ خاک بھی یہ ہوا اتفاق
کہ زمین کو زلزلہ ہی رہے جو لٹادی مجکو ز بس قلق

برہم حالت جان کہ غرض لٹ تو جان کا ابتلا
یہ عذاب مرگ ہے یا طپش یہ خدا کا قہر ہے یا قلق

یہ کہاں کی جی کو بلا لگی مری ہای کیونکہ یہ زندگی
کوئی کیا کہے جو ہوا ایک سا شب و روز صبح و مسا قلق

شب ہجر تیری وصال کی تری شوخیان جو اخیر تک
کہو دن کیا تغیر حال دل کبھی تھا سکون کبھی تھا قلق

نہیں چاہ میری اگر اُدھیں نہیں آہ دل میں تو کس لیے
تجھے رو دیکھکے رو دیا مرا حال سنکے ہوا قلق

غم ہجر یار کے ہاتھ سے شب و روز مو نہیں مبتلا
یہ ہمیشہ ایک نئی طپش ہے مدام ایک نیا قلق

شب وعدہ جذبہ شوق سی ہوئی کشمکش یہ ستم ہوا
کہ وہ آئی آئے جو تھم گئے تو کسی طرح کا نہ تھا قلق

کہاں جان لب بلب ہو جو آؤ تو مری زندگی ہے تو یہ کہا
تری جینے کی مجھے کیا خوشی ترے مرنیکا مجھے کیا قلق

یہ شرارتوں کی شکایتیں یہ جلانا غیر کا دیکھیو
کبھی مجھسے وہ تیری طرح سے نہیں چین ہمکو ہوا قلق

نظر ابر پر جو کبھی پڑے تو خیال ہو کسی کا ہے
جو طپش کی برق کی دیکھوں تو مجھے یاد آیا بیا قلق

غزل انشا

عشق سچّا ہو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق ۔ جسپہ غش ہم ہین اجی وہ بھی ہو ہمپر عاشق
مجھے روکا جو کسی نے تو وہ بولے اے واہ ۔ ایک میرا ہے وہ لاکھون کے برابر عاشق
تیری تصویر کے بدلے مجھے دیتا ہے تمام ۔ شیخ سعدی کی گلستان مصوّر عاشق
حیف دروازے کی کنڈی نہ کھلی او تیرا ۔ مر گیا رات کو چوکھٹ سے پٹک سر عاشق
دیکھ تو عشق کی دھڑکے کو شب وصل مین آہ ۔ گرچہ ہے پاس ترے تو بھی ہے ششدر عاشق
آنسو بھر لائے جو ہم آنکھون مین تو کہنے لگے ۔ آپ اس شکل پہ ہین میرے مقرر عاشق
دیکھکر اونکی طرف سے شیخ رہا تو بولے ۔ خوبی قسمت کی ہوا مجھپہ مچھندر عاشق
سنگ و خاک در معشوق حقیقی کے سوا ۔ خو گرفتہ نہین بابالش و بستر عاشق
بادشاہت ہے اگر عہدۂ دربانی ہین ۔ ہووے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق
ادب آموز ہو مانند ارسطاطالیس ۔ تا جبلت پہ تیرے ہووے سکندر عاشق
سیکھے تقریر تو وہ شستہ و رفتہ جس سے ۔ قلزم علم کے ہون پختہ شناور عاشق
فارسی پر تری آوے شہ ایران کو غش ۔ عربی بولے تو ہو روم مین قیصر عاشق
نہ کہ صحبت ہو رذالونکی جو یون تجھکو کہین ۔ دمون کی خیر ہے دولہا بہادر عاشق
او نگھتا تجھکو جو ہین ہائے تو کن آنکھون سے ۔ تک رہے ہین تجھے طرف غرفہ و منظر عاشق
شرط تھا عشق کو گر حسن تو پھر کیون ہوتے ۔ چھوڑکر گل کو بھلا ورنہ صنوبر عاشق
کہہ بہ تبدیل قوافی غزل ایسی اور گرم ۔ جسکے مطلع پہ ہوا انشاشہ خانہ عاشق

غزل ناسخ

برنگ گل مجھے کیا چاہیے گریبان چاک ۔ کہ مثل گل ہزارون ہین دل مین پنہان چاک
تصور اس دل صدچاک مین ہے اوس مہ کا ۔ ہوا ہے جسکے اشارے سے ماہ تابان چاک
ہر ایک لالۂ صحرا ہے تیرا داغ بدل ۔ ہر ایک گل ہے چمن مین ترا گریبان چاک
تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیرے سامنے ہو ۔ کتان کی طرح گریبان ماہ کنعان چاک

یہی دعا ہے خدا سے رہون بیابان مین
نہ میرے غم مین ہوا پیرہن عزیزان چاک

جو زیست چاہے کرے مال سی تہی پہلو
صدف کے سینے کو کرتے ہیں دیکھ یاران چاک

نہیں ہر جادہ مین وحشی پھنسا جو زندان مین
مرے فراق مین ہے سینہ بیابان چاک

کیا کلال قضا نے خمیرہ خاک بتان
یہ مہر و ماہ پیالے ہین چرخ گردان چاک

غزل میر تقی

سوت ای اب نہین ہے یار و گو منظور تک
یا سر جاتا ہون تو کہتا ہے کہ بیٹھو دور تک

حال میرا شہر مین کہتے رہینگے لوگ دیر
اس فسانے کے تیئن ہونے تو دو مشہور تک

پست یا ہاری ہین ساہی پر گدای کوے عشق
کچھ تو یان کا حداکے واسطے دستور تک

چاہیے گا مجھ سے بے قدرت کا کیا ہے اختیار
عشق کرنیکو کسی کے چاہیے مقدور تک

حق تو سب کچھ تھا ہی حق جان دی کس واسطے
حوصلے سے بات کرنا کب تھی منصور تک

منکر حسن بتان کیونکر ہو وے شیخ شہر
حق ہے اسکے اور دو آنکھوں سے معذور تک

پھر کہین کیا دل لگا یا میر جو ہے آرزو
منہ پہ آیا تھا ترے دو چار دن سے نور تک

غزل انشا

گر جون افلاک وعقول اور نفس بیسون ایک
مدرکات اور معقولات عشر بیسون ایک

رعد و برق و شفق و ژالہ اور اوسکے بل در
چار سمت اور فلق شام و سحر بیسون ایک

مستقسات و موالید و جواہر خمسہ
ہفت اقلیم جہان معدن زر بیسون ایک

سبعہ سیارہ ارکین جہات و ابعاد
ہو وین گو ملکے یہ جون شیر و شکر بیسون ایک

جود و علم اور سب جلال و ذکا و دانش
فے المثل ہو وین ہم یہ بھی اگر بیسون ایک

جسکے بین اون یہ نو امر جید و پنج حواس
کب ہون یا بستہ مردم بشر بیسون ایک

سائل وحی خضر جاکے کسب بارھون اس
ملح مین انکے ہین با شمس و قمر بیسون ایک

والتشفیع آپ ہو اور گیا ، واامام آٹھ ہشت
جسپر اشتاق کریں منہ یہ ادھر بیسون ایک

ساتوں اور سب جمعہ مہینے بارہ
رکھتے ہیں اسکے اطاعت کا ہر بیسون ایک

پنجتن چودہ ہوں معصوم حق انشاء اللہ
رکھیں الطاف کی سب تجھ پہ نظر بیسون ایک

غزل سودا

شمع اوس عارض کی کہتے ہیں پہونچی نور تک
تیسے جو پوچھے کوئی ہے حرف شمع طور تک

بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے مجھکو نہ دوں
آئینہ گھر میں ترے رہنے نہ دوں مقدور تک

آنکھ اس میکدہ کے بیچ جز چشم پرآب
قسمت اپنی ہم نہ پائی ساغر معمور تک

رہیو مست تغافل لگا حسرت آرا اوسکی سے
پہونچے وقت جان کنی گر اپنے تو رنجور تک

کونسے عارف کو یاں دعویٰ انا الحق کا نہیں
یہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور تک

ہجو ہے اس لف کی تشبیہ دینا مشک سے
شاعر و یہ بات پہونچے گی دراز و دور تک

یہ غزل سودا کہی ہے تو نے اس انداز سے
ہند سے پہونچے گی ہاتھوں ہاتھ نیشاپور تک

غزل سوز

مجکو تہمت مت لگا بہر خدا تو اے فلک
ہاتھ بھی پہونچا نہیں ابتک مرا دامن تلک

ہاں مگر تقصیر کی تو کہ یکشب باشمین
رخنہ دیوار سے دیکھی تھی قاتل کی جھلک

اس گنہ پر جو ترے دلمیں ہو سو تو کر سلوک
لیگیا تھا اس شرابی کو لیے میں دل گزک

اور بھی اک یاد آئی ہے کہ میں جھوٹا نہیں
جوں گیا میں پاس اوسکے اوٹھ گیا وہ جھٹک

دیکھکر مجکو نہایت طیش سے بولا کہ وہ
اپنے رتبہ سے نہ رکھ تو پاؤں آگے چل سرک

رہگیا اپنا سا منہ لیکر قدم پیچھے پھرا
ہر قدم پر مارے خجلت کے میں ہٹتا تھا جھجک

اس گنہ پر جو ترے دلمیں ہوا ہی خرخ کہہ
اپنے اس دل سوز کو تو ہاتھ میں رکھ یا ٹپک

غزل سلیمی

ایک تو آفت تھی اس مژگان کو ہر بہانہ لیکی چھینک
تسپہ قیامت اور ہوئی سرمہ کی دنبالہ لیکی جھونک

سوزش فرقت سے جان ناتوان کرتی ہین آہ — کب اوٹھا سکتی ہے دل کو داغ دل کو ہوا ایکی جھونک
شوق مین اوس شعلہ رو کی جا نمان اندر بدن — پھونک ہی ڈالے اپنی آتشین نالے کی جھونک
مست لگا جاتی ہین ای رشک قمر سنجاف نار — بس قیامت ہی ترے دامن کی ہر نالی کی جھونک
نبجتے ہین مار محبت زخم پرن اوس شوخ کی — آگیا ہے غش ہین عالم سنکو چہ تالی کی جھونک
پڑگیا ناسور سا شاید کہ دلمین ہین عشق کا — روز و شب جاری ہے جو اک نکی پرنالی کی جھونک
آہ اس بھر بھر کے غم سے اف کلیجا جل گیا — پر نہ سمجھا مین کہ کیا ہے دل کی تنہائی کی جھونک
مری جاتا ہون جو یاد آتی ہے وہ زنجیر میں — وصل کی شب کی جو ہے اس مست متوالی کی جھونک
نازکی اتنی کہ جھک جاتی ہے گردن نازسے — جس گھڑی پڑتی ہے اسکے کان کی بالی کی جھونک
ہار پھولون کے سلیمی جسکو لاتی ہے صبا — وہ اوٹھا سکتے نہین یک غنچہ لالی کی جھونک

غزل ناسخ

ایسی تپ غم سے دل نالان مین لگی آگ — جب نالہ کیا عالم امکان مین لگی آگ
یہ سوزش غم ہے بس مردن بھی کہ سینے — جب سانس بھری روضۂ رضوان مین لگی آگ
ساتھ اشک کے آنے لگے لخت دل سوزان — دیکھو گی کہ خمخانۂ مژگان مین لگی آگ
ہے صبح شب وصل ہوئی گرم فغان ہم — سمجھو نہ شفق گنبد گردان مین لگی آگ
یہ آتش رنگ لب جانان نے جلایا — اخگر ہوئے یاقوت بدخشان مین لگی آگ
ہو او کی جلین ہڈیان نالان جو ہوا دل — یہ شیر کے نالو نے نیستان مین لگی آگ
تیرے لب جان بخش ہوئی یاد سے جب سرخ — عالم نے کہا چشمۂ حیوان مین لگی آگ
آیا ہے نظر ہجر مین جب رنگ گلون کا — سمجھا ہون یہی صحن گلستان مین لگی آگ
دریا مین لگا دھونے جو تو دست حنائی — مشعل کی طرح پنجۂ مرجان مین لگی آگ
دیا نام ہوئی آہ شرر بار تمہاری — ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان مین لگی آگ

غزل میر تقی

غافل ہین ایسے سوتے ہین سارے یہانکے لوگ
حالانکہ رفتنی ہین سب اس کاروانکے لوگ

مجنون وکوہکن نہ تلف عشق مین ہوئے
مرنے پہ جی ہی دیتے ہین اس خاندانکے لوگ

کیونکر کہین کہ شہر وفا مین جنون نہین
اس خصم جان کے سارے دیوانے ہین یانکے لوگ

رونق تھی دلمین جبتلک بستے تھے دلبران
اب کیا رہا ہے اوٹھ گئے سب اس مکانکے لوگ

تو ہم مین اور آپ مین مت دے کسیکو خلل
ہوتے ہین فتنہ ساز یہی درمیان کے لوگ

مرتے ہین اسکے واسطے یون تو بہت ملے
کم آشنا ہین طور سے اس کام جان کے لوگ

پتی کو اس چمن کے نہین دیکھتے ہین گرم
جو محرم روش ہین کچھ اس بدگمان کے لوگ

بت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتے ہین سب
خوش اعتقاد کتنے ہین ہندوستان کے لوگ

فردوس کو بھی آنکھ سے پھر دیکھتے نہین
کس درجہ سیر چشم ہین کوے بتان کے لوگ

کیا سہل جی سے ہاتھ اوٹھا بیٹھتے ہین ہائے
یہ عشق پیشگان ہین الٰہی کہان کے لوگ

منہ تکتے ہی رہتے ہین سدا مجلس کے بیچ
گویا کہ میر محو ہین میری زبان کے لوگ

غزل آتش

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ
دیدنی ہے جہان رنگا رنگ

سامنے تیرے روے رنگین کے
لالہ و گل نے بھی ہے پکڑا رنگ

آنکھین ہین اور زلف یار کا دھیان
کچھ نہ کچھ لاوے گا یہ سودا رنگ

تم جو خمخانے مین نہین آئے
مے گلرنگ کا ہے پتلا رنگ

زلف و رخ سے ترے کھلا کہ نہین
ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ

مست تیرے نہین جو نذر کبھی دے
ہے سرخ آسمان مینا رنگ

حسن نے گیسوون کو تیرے دیا
مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکر رنگین نے تیرے اے آتش
کیسے کیسے کئے ہین پیدا رنگ

غزل انشاء اللہ خان

جھونک دی عشق نے جب اس دل بیتاب میں آگ
غل پڑا یہ کہ پڑی معدن سیماب میں آگ

جب سے وہ شعلۂ برق آنکھوں میں پھرتا ہے مرے
چونک چونک اٹھتوں ہوں میں کیا ہی لگی خواب میں آگ

جی یہ چاہے ہے ابھی شیشۂ صہبا کو اونڈیل
شمع سے دیکھیے بس جا در مہتاب میں آگ

تجھ بن اے ماہ شب چار دہم بر لب جو
پڑ رہی ہے مرے اس دیدۂ پر آب میں آگ

یاد مسجد میں جو آیا خم ابرو تیرا
لگی اشتیاق کے دم گرم سے محراب میں آگ

غزل سودا

دل مسخر ہو نہیں سکتے بہ تیغ و تیر و جنگ
ملک تو کچھ یہ نہیں جسکا کرے تسخیر جنگ

لیکن مہر و محبت سے جو ہاتھ آئے تو آئے
اسکے ہاتھ آ ذکی اے پیارے نہیں تدبیر جنگ

جنبش ابرو نے مارا اسکے صبر و قرار
ہووے ہے فیصل کہ جب یہ پہنچے ہے تا شمشیر جنگ

سامنے چہرے کے تیرے مہر و مہ کا ہے یہ حال
رنگ رو نامرد کا کرتی ہے جوں تغییر جنگ

کب سپاہی کام میں آقا کے دے ہے اپنا جی
بجو گھر سے کرتا ہے ہو کر زندگی سے سیر جنگ

یہ نہیں ممکن کہ وہ وحشی کسی کا ہووے رام
کرتے ہیں اسیر عشق باہم جوں ہی زنجیر جنگ

روبرو آیا جو تھا سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکے اسکے قلم با خامۂ تقدیر جنگ

غزل شیدا

جی نکل جاوے گا اس گلبدن
جو ہوا ہے تو یک آن الگ

عاشق زار کا طور
اندنوں ہے کچھ اور

مثل گل غم سے ترے غنچہ دہن
چاک دامن سے ہے گریبان الگ

مے کشی کا جو مزا
ہے یہی نام خدا

یار ہو ساقی ہو اور سیر چمن
پیویں خلوت میں مری جان الگ

خوبرویوں کی دلا
میٹھی بات تو نہ بجا

دل کو لے لیتے ہیں کر سیکڑوں فن
ان سے رہنا تو کہا مان الگ

زیست عاشق کی تا ہووے کس طرح بحال

مار ہی ڈالے ہے مستی کی چھبین
خون کرتا ہے ادھر پان الگ

دیجے کس کس کو یہ دل ماجرا ہے مشکل

شیدا مانگے ترے بالونکی چھبین
بکھری ہے زلف پریشان الگ

غزل ذوق

ازل سے یون دل عاشق ہی نور کی قندیل
کہ جیسے عرش خداے غفور کی قندیل

سمجھ وہ دُرِ بناگوش نور کی قندیل
خجل ہے اختر صبح نشور کی قندیل

ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہی
کسی کی تاب کمال ظہور کی قندیل

جہان ہو خانۂ عشرت جسے ہوا اسکا فروغ
کہ لٹکے اوس پہ سر پر غرور کی قندیل

رہے ہے جون قمر منخسف سدا بے نور
سیاہ بختون کی بالین گور کی قندیل

پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن
حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل

عیان ہے یون مرا روز سیہ مین اختر دل
کہ جیسے شب کو نظر آوے دور کی قندیل

سوائے دل کے ہو تاریخ باغ خلد سے بھی
کبھی پسند نہ اپنی رشک حور کی قندیل

اوڑے جو آہ کے ہمرہ نکل کے پارۂ دل
ہوئی ہوا مین بصورت طیور کی قندیل

وہ تیز ہین یہ ترے نالۂ قیامت زا
کہ انکے رکھنے کو لازم ہی صور کی قندیل

نسیم کرتی ہے روضہ مین تفتہ جانونکی
نہ گل ہو باد سے آوار ضور کی قندیل

سمجھتا قدر ہے ناقص کب اس غزل کی ذوق
یہ روشن آپنے کیون ہش کور کی قندیل

غزل عارف

فلک جو دیکھے مرے رشک حور کی قندیل
نہ آفتاب کو پھر سمجھے نور کی قندیل

حباب بحر مین گر عکس رخ پڑے تیرا
اثر سے اوسکے وہ ہو جاے نور کی قندیل

سوا نہ حسد سے کہین شعلہ زن ہو آتش غم
بھڑک اوٹھیگی دل ناصبور کی قندیل

وہی تو ہے در دار العدالت یزدان — جہان لرزتے ہے سر پر غرور کی قندیل

تمہارے تیر بلا کرتے تجھے مرے دل مین — پھر اوسکو توڑ کے کیون چور چور کی قندیل

فروغ حسن سے روشن ہوا کی لگا دو — وہ بے چراغ جو گھر مین بلور کی قندیل

ہوا کو دخل کہان ازدحام رحمت مین — بجھیگی کب مرے بالین گور کی قندیل

یہ شیخ جی کا عمامہ تو دیکھے اونکے گویا — منڈھی ہوئی ہے کسی بے شعور کی قندیل

جہان عیش کو اک آسمان سب سمجھے — کہے ہے یہ ترے بزم سرور کی قندیل

ہمارا گھر ہے بہت تنگ بہر آسایش — ہمین جو بھیجے تو چشم مور کی قندیل

ستارا سا جو چمکتا ہے اونکے کوٹھے پر — اونھین نے رات کو روشن ضرور کی قندیل

ہزار تیر نگہ چلتے ہین جو اک پل مین — نہان ہے چشم مین کیا رشک حور کی قندیل

ہمارے آئینۂ دل کو پاس سے دیکھو — دکھائی دیوے ہے چھوٹی سی دور کی قندیل

بچاؤ کچھ تو ہے پروانگی کا لگا لے ہوسکے — قدیم سے ہے کسی با شعور کی قندیل

سبو ہوے نظر آئے ہیجو شیشہ مین عارض — تو سمجھے اہم کہ یہ ہے بزم سور کی قندیل

غزل آتش

کانو مین تیرے دیکھکے سونے کی کرن پھول — اے سرو روان بھول گئے مرغ چمن پھول

پیدا کرے سو رنگ کے گو خاک چمن پھول — ممکن نہین رخ سے ترے اے غنچہ دہن پھول

ساقی یہ بہار چمنستان سے ہے دو ہفتہ — پانی بھی جو مانگون تو پلا مشفق من پھول

دم سادگی یار کے اوپر سے نکلتا — جھمکا ہے نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول

زلفون کی لٹک دیکھکے سودائی ہے سنبل — نازک بدنی پر ترے کھائے نہ سمن پھول

سنتے ہین جو شہرت تری نازک تنی کی — ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہین پہن پھول

دکھلائیگی کیا شام غریبان کے شگوفے — ہر چند کہ غنچون کو کرے صبح وطن پھول

عشرت کدۂ عاشق و معشوق ہمین باغ — دولہا ہی بلبل نہ تو ہے شمع و لگن پھول

تلوؤن کے تلے رکھ کے ملے یار نے سمجھا
سونگھے ہوئے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول

بینا ہُدہ قمری کا ہے یہ ورد سحر عشق
پھل ہی نہیں کھتا ہے نہ کچھ سرو چمن پھول

قرآن کی عوض جلکے پڑھوں مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کہ ہیں یہ اہل سخن پھول

غزل انشا

فروغ مے سے نہو وے کیونکہ ایاغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہے جہاں میں چراغ روشن مراد حاصل

ہمارے پانو میں آبلہ ہیں لساں گوہر کچھ ایسے رخشان
کہ جسکے پرتو سے عکس کے ہے سراغ روشن مراد حاصل

چراغ روشن مراد حاصل مزار پر دل جلوں کی مت رکھ
یہاں یہ لازم ہے تجھکو رکھنا کہ داغ روشن مراد حاصل

خوشی سے گت کیوں بھرے نہ صوفی کہ دیکھتا کہ ہوا للہ
بجے ہے ڈھولک ادھر ادھر سے اجاغ روشن مراد حاصل

نشہ ہے انشا کو آج ایسا طلوع سے جسکے کہ ساتھ ہے
سرور بیحد مزاج خاطر دماغ روشن مراد حاصل

غزل میر تقی

دل دل لوگ کہا کرتے ہیں تجھ سے جاتا کیا ہے دل
چشم بصیرت وا ہووے تو عجب دیدنی جا ہے دل

اوج و موج کا آشوب اسکی گئی زمیں سے تا افلاک
صورت میں تو قطرہ خوں ہے معنی میں دریا ہے دل

جیسے صحرا کو کشادہ دامن ہم تم سنتے آئے
بند کر آنکھیں ٹک دیکھو تو ویسا ہی صحرا ہے دل

کوہ کن و مجنوں و امق جسے پوچھو بتا دیوے
عشق جنوں کے شہروں میں ہر چار طرف رسوا ہے دل

ہائے غیوری دل کی اپنے داغ کیا ہے خود سر نے
جی ہے جسکے لیے جاتا ہے اوس سے بے پروا ہے دل

مت پوچھو کیوں زیست کرو ہو مردوں سے افسردہ ہم
ہجر میں اوس کے ہم لوگوں نے برسوں تک مارا ہے دل

میر پریشاں دل کے غم میں کیا کیا اظہار زاری کی
خاک میں ملتی کیوں نہ پھریں اب خون ہو بہہ گیا ہے دل

غزل ظفر شاہ

لے گیا وہ دلربا دل آہ دل افسوس دل
ہو گیا دل وہ گیا دل آہ دل افسوس دل

میں نہ کہتا تھا پریشاں ہو گا اور سودائے زلف
اے گرفتار بلا دل آہ دل افسوس دل

نقد کو دل کے سمجھ کر قلب اس دلبر نے آج
بے درم سستا لیا دل آہ دل افسوس دل

لگ گئی کس کی نظر جو ہو گیا یون مضمحل — تھا بجا چنگا مرا دل آہ دل افسوس دل
مین نہ کہتا تھا تو نے اے دل کتر نہ مل — پھر خدا کی جو رضا دل آہ دل افسوس دل

غزل شہید

اے گل اندام چمن مین تو نہ مل بر سر گل — ڈھیر ہوتی ہین ابھی ٹوٹ کے گل بر سر گل
کچھ تو شبنم کو محبت ہے کہ ہر رات تمام — ادہر اودھر سے یہ آ رہتی ہے ڈھل بر سر گل
کان تو پھوٹ گئے شور و فغان سے بلبل — ایسا بیہودہ تو کیون کرتی ہے غل بر سر گل
عرق اوس چہرۂ گلرنگ پہ یون لہرایا — جیسے شبنم رہے بیتابی سے ڈھل بر سر گل
ہو رہے آمد گلشن کی تمنا مین شہید — عندلیبون کو پڑھا چاہیے قل بر سر گل

غزل سودا

اس چمن کی سیر مین آیا رہیو مل کر گل — کیا بنا و صانع قدرت نے رنگین گل کا گل
یہ نہ دو دریا کہ جس مین گذر دل باندھکر — موج چشم عاشقان کے تو ڑ ہی مین پل کا پل
قتل کا کس کے کیا ہے آج ان آنکھون نے عزم — کھینچکر تیغہ رہے ہین ابرو اس قاتل کا گل
عہد مین تجھ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق — مچ رہی ہین شرق سے لے غرب تک شاغل کا غل
حل مشکل کس سے ہو سودا کی تم بن یا علیؑ — کھول دو مشکل کشا عقدہ مرے مشکل کا گل

غزل علیم اللہ

پلتیم کے دیکھنے کے تماشا کو جائین چل — اپنے پیا کے عشق سے آپ ہی جہائین چل
دونون جہان مین جسکی تجلی سے تابدار — وہ آفتاب حسن نظر مین بجھائین چل
جلسہ کیا ہے یار نے محمل چلے ہین آج — خلوت مین آپ خفی کی پیا کو بلائین چل
پروا نہین پیا کو کسی کے وصال سے — فن سے اسی کی اسکو آپ مین جائین چل
دم کا سرود کرکے ارادے کا تار باندھ — شکر و سدا کا صور بنا کر سنائین چل
ناسوت سے گذر کے تفرج سے یا لقا — لاہوت کے مرکز مین سدا شغل مچائین چل

غزل مومن خان

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہین کسیکو کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم

بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
شاید شکایتون پہ ترے مدعی سے ہم

اس کوہ مین جا مرینگے مدد ای ہجوم عشق
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم

صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا
لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل
کہتے تھے اونکو برق تبسم ہنسی سے ہم

ان ناتوانیونپہ بھی سمجھے خار راہ غیر
کیونکر نکالے جاتی نہ اوسکی گلی سے ہم

کیا گل کھلیگا دیکھیے ہے فصل گل تو دور
اور سوئے دشت بھاگتے ہین کچھ ابھی سے ہم

ہے چھیڑ اختلاط بھی غیرون کے سامنے
ہنسنے کے بدلے روئین نکیون گدگدی سے ہم

وحشت سے عشق پردہ نشین دم بکا
منہ ڈھانکتے ہین پردہ چشم پری سے ہم

کیا دل کو لیگیا کوئی بیگانہ آشنا
کیون اپنے جی کو لگتے ہین کچھ اجنبی سے ہم

لے نام آرزو کا تو دل کو نکال دین
مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم

غزل ابراہیم ذوق

شمع نادان نہوا کل رات بہا آنسو گرم
برسون یان چشم سے ٹپکا ہے مرے لہو گرم

جل بجے ملے آتش غم دل کو کرے یہ تو گرم
گر زمین پشت سمک تک ہو ترے پہلو گرم

لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب سے تو گرم
شربت قند دیا کرکے بر آتش جو گرم

تن رہا یونہین غم ہجر سے گر گرم مرا
سیخ آہن کیطرح ہو نگے بدن پہ مو گرم

پیشتر جل کے نہ کیون کشتہ فولاد ہو خاک
نکلے ہے آتش سودا سے مری لو ہو گرم

کٹ سکا صید محبت سے نہ قاتل کا گلا
اس سے پتھر پہ اسے رگڑا کہ ہو جا تو گرم

آتش دل سے پس از مرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خود رو گرم

مہروش جلبے تری حسن جہانتاب کی تاب
رخ سے گرم آئنہ ہو آئنہ سے زانو گرم

کیا کہون نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بسکہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹکرا کے گیا اور وہیں
چونکا اوسوقت کہ جب منہ پہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کے رعشہ سے سپر جاوے چھوٹ
کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانے کا ہے سارا ساماں
یعنی شعلہ سے ترا رنگ بھبوکا رو گرم

کون سا سوختہ جان صبح سے ہے گرم فغان
کہ ہوا آتی ہے کوچے سے ترے گاہ گرم

ہم تو سنتے تھے سدا اکل حموض بارد
ذوق ہوتا ہے وہ کیون ہو کے ترش ابرو گرم

غزل شاہ نصیر

کب دل ہے کچھ پھولون سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم

تو وہ چمن آرا ہے کہ ہر دستۂ نرگس
دیکھے ہے ترا بن کے تماشا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے ہاتھونکے ہین قربان
تو دے کیطرح مجکو بنایا ہمہ تن چشم

برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہے تو باتین
اب مین ہمہ گوش ہون یا ہمہ تن چشم

کیا خاک ہو صیاد مجھے چشم رہائی
حلقون سے بنا دام ہے تیرا ہمہ تن چشم

اے رشک قمر شب کو کہان نکلے ہین تارے
نظارے کو تیرے ہے فلک کیا ہمہ تن چشم

دہ مے پیے گر جام بلوری مین ہو ساقی
بن جاے حبابون سے یہ دریا ہمہ تن چشم

آنکھون کے تصور مین نصیر اسکے شب و روز
دل صورت آئینہ ہے اپنا ہمہ تن چشم

غزل ناسخ

ساتھ لائے ہین ازل سے دید کا آزار ہم
گلشن عالم مین کیا ہین نرگس بیمار ہم

جا نہ کوے یار مین ہین رات دن بیدار ہم
آنکھین وا رکھتے ہین مثل روزن دیوار ہم

بہ گئے ہین واعظا گرداب دور جام مین
زیست بھر ہو سکے نہ اس دریاے مے سے پار ہم

گر نظر آتا نہین یک لمحہ وہ نور نگاہ
کرتے ہین اپنی نظر کو آنسوؤن کا تار ہم

جب چبھا گلبرگ مین کانٹا ہمارا دل دکھا
نرگس بیمار کے غم مین ہوئے بیمار ہم

ہین جو غافل اونکو سولی پر بھی آجاتی ہے نیند
پنبۂ تو تک پہ ہین منصور سے ہشیار ہم

عمر گذری ایک بت کافر نظر آتا نہین
حشر مین کیونکر خدا کا پائین گے دیدار ہم

ہو وہ کافر جسکو دیدار خدا کی ہو ہوس
او بت کافر ترے ہین طالب دیدار ہم

دوڑتے ہین ہیچ قاتل کے گریبان پھاڑکر
رکھتے ہین کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم

نفرت ایسی ہو گئی نظارہ بازی سے ہمین
رکھتے ہین تار نظر کو رشتۂ زنار ہم

داغ سودا ہین بجای پوشش کعبہ ہمین
واعظا اپنے حریم دل کے ہین زوار ہم

سب رگین تن پر نظر آتی ہین مثل تار ساز
کرتے ہین ناسخ جو اک مطرب پسر کو پیار ہم

غزل جرأت

کوچۂ یار مین جو ہو وے سو ہو بیٹھے ہم
بد کہو دوستو یا نیک کہو بیٹھے ہم

اپنا تو قصد یہ ہے یان سے نہ اوٹھینگے ہم
آگے تم رہنے دو یا رہنے نہ دو بیٹھے ہم

پھر توقع یہ نہین ہے کہ یہان آوین گے
ایک دن آکے تری بزم مین گو بیٹھے ہم

آج جیتے ترے کوچے سے نہ ہم جاوینگے
مستعد مرنے پہ ملے عربدہ جو بیٹھے ہم

کبھی رنجش کبھی غصہ کبھی پیار اور اخلاص
نت نئی دیکھتے ہین آپ کی خو بیٹھے ہم

دل کو اوس یار ستمگر سے لگا کر جرأت
اپنی سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم

غزل میر تقی

سبب تہ دل بتون کا کیا معلوم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم

یہی جانا کہ کچھ نہ جانا ہائے
سو بھی اک عمر مین ہوا معلوم

علم سب کو ہے یہ کہ سب تو ہے
پھر ہے اللہ کیسا نا معلوم

گرچہ تو ہی ہے سب جگہ لیکن
ہمکو تیری نہین ہے جا معلوم

عشق جاتا تھا مار رکھے گا | ابتدا مین تھی انتہا معلوم
اس سیہ چشم و لبرون سے ہین | تھی وفا چشم سو وفا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے | مدعی کا ہے مدعا معلوم
عشق گر ہے طبیب جی کا روگ | لطف گر ہے جو کچھ دوا معلوم
دل بجا ہو تو میر کچھ کھا وے | گرٹھنے پچھے ہین انتہا معلوم

غزل آتش

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جل کے دل تمام | کرتی ہے روح مرحلۂ آب و گل تمام
حقا کہ عشق رکھتے ہین تجھسے حسین یہ | دم بھرتے ہین ترا بت چین و چگل تمام
میکاتے زخم ہجر پر اسے ترک کیا کرین | خالی مین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام
دیکھا ہے جب سے تجھے عرق آ گیا ہے یار | غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام
عشق بتان کا روگ نہ لاے دل لگا مجھے | مجھکو دیا خون کرتا ہے آزار سل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے | مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے دکھتا ہے بند بند | اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام
ساری عدالت الست صادق کی ہے گواہ | مہرون سے ہے لپی ہوئی اپنی سجل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا | چھلنی ہوا یہ سینہ مشبک سے دل تمام
ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا | وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام
خلوت مین ساتھ یار کے جاتا تھا مین | ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

غزل نظیر

کسکو دیکھوں سنبل ان گرہ میں مجھکو اس خم لب ... کی قسم | نہ نگہ گرداب ... رس گل کی طرف مجھکو اس باغ مہرو د کی قسم
بولا کہ ... کی فضا میں ... | مر کے دل کو ... مجھے کوی صنم کے ... کی قسم

دہن آیا ادھر کو وہ چشم سیہ جب اپنی دل کو یہ سیر کہ — رہی قتل نظر کی نہ جیتی ہی جگہ گو کہ اس بت ہوش ربا کی قسم

دل اسکے ہی رکش برگ میں کئی دہن جو ادویہ تنگ ہیں — کھلے غنچہ دل مرا گل کی نمط مجھے اس گل سند قبا کی قسم

ترے عشق کے داغ ہیں یہ درد دیا تو کچھ اس مرتبہ الٹا — نہ کرون کہ دل کہ رہ دلان میں جو اینٹ کہ ملی ہے اب تو دوا کی قسم

لگی مہندی کچھ ہاتھو میں اوسکے یا نہ وہ سرخی کچھ ہے الٰہی حنا — وہ شفق ہو کہ صبح کو ہوو عیان سو وہ کھاتی ہے اسکی حنا کی قسم

جسے دیکھا نظیر جو اوسکی نگاہیں تو وہ شرم سے ہوگئی سر تو نہ پا — لیا یہی نگاہ نے جان دل و دین میں کھوں کی ادا کی حیا کی قسم

غزل سودا

نہ غرض کفر سے رکھتے ہین نہ اسلام سے کام — مدعا ہمکو تو ساقی سے ہے اور جام سے کام

دل ناکام کو مرے کسی کے ہے آرام سے کام — کوئی بے چین ہے اپنے اسے کام سے کام

کیون نہ افعی سے چلے ہر ایک جگہ مکڑا اگر — نہ پڑا اسکو تری زلف سیہ فام سے کام

ہون اسیر اوسکا جسے بعد گرفتاری صید — نہ گرفتار سے مطلب رہے نہ دام سے کام

گرا کیلا کہین ملجاے ہین تو دل کا — لیجے من مانتا اوس شوخ گل اندام سے کام

جو ہین آغاز ترے کام کا دیکھا سودا — آگئے وہ دن کہ تجھے اوسکے ہو انجام سے کام

غزل وزیری

جون سبزۂ بیگانہ اُگتے ہی پیرون کے تلے ہم — اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم

روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب — غنچہ کیطرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم

ارمان بہت رکھتے تھے ہم دل کے چمن مین — بیٹھے نہ خوشی سے کبھو سایہ کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار — گلشن کے تلے جاتے ہی کانٹوں مین پلے ہم

ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے — نرگس کے نہالون مین تھے آصف کے پلے ہم

افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا — کوئی دنکو چلے جاتے ہین مائی کے تلے ہم

اب پہلی ہی آغاز مین پامال ہوئے ہائے — فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم

دکھ اپنا عبث سے کہتے ہین بید رو کی نیک کے — سب لب جو جہان آگ سے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت میں مجلا کسکو ملا ہین | رہتے ہیں وزیری سحری وان رات شب غم

غزل ذوقی

میں تاب کہ کیوں نالہ تم کو لائے ہی ہو قمری کی قسم | مجھے حسن کی جلوہ گری کی قسم مجھے عشق کی [illegible]

پھر ماتم یار ہزار بیان مجھ دیکھنے آتی ہے حلق تہ بال | کوئی دیکھا بجز ایسا ہی سوختہ جان کہ جو [illegible]

سوتو ہمدار تیرے بیٹھ لوٹی پامال ہوا کہیں | ابھی ہو تس کی پٹے جبری میں [illegible] کی قسم

شب [illegible] کی ہو شمع حیان کہ [illegible] | مر [illegible] شعلہ نشان [illegible] قاہری کی قسم

کر آتا [illegible] شوق [illegible] | تو سحر [illegible] خوان کی [illegible]

غزل میر تقی

آزردہ میاد [illegible] | [illegible] السلام

دہن یار کا دیکھ جب آنکھ گئی | سخن یان ہوا ختم [illegible]

مجھے کچھ نہ پریشان کی زلف | غرض یہ کہ جا [illegible] تو شام

سر شام [illegible] میں مجھ کو بٹھین | ہمین شوق اس [illegible]

قیامت [illegible] چشم دل [illegible] | چلے بس تو وان جا کو کرتے قیام

قطعہ

نہ دیکھے جہان کوئی آنکھ ان سے او | نہ لیوے کوئی جس جگہ دل [illegible]

جہان میر زیر و زبر ہو گیا | خرامان ہوا تھا وہ محشر خرام

غزل سوز

اے گل تجھ کیطرح پھر دوں چمن میں ہم | پائی نہ بو وفا کی ترے ویرانہ میں [illegible]

سنبل کی طرح شام سے روز [illegible] | خالی کرین ہین دل کو ترے انجمن میں ہم

فانوس بیچ شمع جلے جب [illegible] | جلتے ہین تیرے ہجر سے [illegible] میں ہم

شعلہ اوتھا [illegible] کبھی کبھی سوز | [illegible] کی طرح جل گئے [illegible] ہم

غزل نظیر

دور سے آئے تھے ساقی سنکے پیمانے کو ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

مے بھی ہے مینا بھی ہے ساغر بھی ہے ساقی نہین
دل مین آتا ہے لگا دین آگ میخانے کو ہم

کیون نہین لیتا ہماری تو خبر اے بے خبر
کیا ترے عاشق ہوئے تھے درد و غم کھانے کو ہم

ہمکو پھنسنا تھا قفس مین کیا گلہ صیاد کا
بس ترستے ہی رہے ہین آب اور دانے کو ہم

طاق ابرو مین صنم کے کیا خدائی رہ گئی
اب تو پوجینگے اسی کافر کے بتخانے کو ہم

باغ مین لگتا نہین صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہان لیجا کے بٹھین ایسے دیوانے کو ہم

کیا ہوئی تقصیر ہمسے تو بتا دے اے نظیر
تاکہ شادی مرگ سمجھین ایسے مرجانے کو ہم

غزل سودا

کیا مچائی اسنے میری دل کے کاشانے مین دھوم
شور ہے جسکے لیے کعبہ مین بتخانے مین دھوم

زلف کو کھولا تو کر اس دل کی شورش کا علاج
سخت دیوانے کی زنجیر کھل جانے مین دھوم

مٹ گئے وہ شور دل کے آہ تب آئی بہار
ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر ویرانے مین دھوم

تجھ لگا ہے گرمی کی حسرت سے دل مارے ہے جوش
رات کو دیکھون ہون مین جب شمع پروانے مین دھوم

اس قدر ہین لاغری میری سے خوش ابنای دہر
جون ہلال عید ہے میرے نظر آنے مین دھوم

دل کو سن کر چھین تیر رات چلی سے عشق کے
ہو گئی بیوجہ وان اطفال و دیوانے مین دھوم

کب سیلے سودا شراب اس بزم مین تو ہین یار
توڑ لے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے مین دھوم

غزل ہوس

یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین نہین کھاتی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سا مجھکو نہین غم ابھی کشتہ ناز و ادا کی قسم

روکا پایا جو لیلی نے مجنون کا جی کہا کیون ہے خاطر سے سری
نہ تو میں ذکر کسی سنگ بات بھی کی مجھے میری ہی شاہ مروہا کی قسم

مری گریہ سے جا دو ہے خبر دیکھون مرے اشکون سے چشمک کی قطرہ
تو کھا یہ قمری زار زبون مری سرو کے خندق پا کی قسم

شب ہجر مین اشکون کا خون بہا تو تجھے دیکھ کے رنگ شفق کی
نہین اسمین مبالغہ ایک ذرا مجھے تیری ہی رنگ حنا کی قسم

مرے کشتہ غم کا ہے حال بتر ہی کہیو جو تم تا پہونچیو ار ادھر
تجھے قاصد موج نسیم سحر مرے ہجر کی شب کی بکا کی قسم

کبھی [illegible] [illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

غزل میر تقی

نکلا ہے [illegible] الم پر الم — [illegible] [illegible]
عالم بازی [illegible] ہے — [illegible] عالم
[illegible] نہیں — [illegible]
کئی بار آیا ادھر لطف [illegible] — [illegible] کرم
[illegible] وادی عشق میر — [illegible]

غزل انشاء اللہ خان

[illegible] کی قسم — [illegible] کی قسم
[illegible] عرش کی — [illegible] کی قسم
[illegible] مسیحا کی [illegible] — [illegible] کی قسم
روح القدس کی مجھکو [illegible] — [illegible] کی قسم
مجھکو جبریل کی قسم [illegible] — [illegible] کی قسم
[illegible] قسم [illegible] — مجھکو [illegible] فرقان کی قسم
[illegible] کعبہ [illegible] — [illegible] کی قسم
[illegible] — [illegible] کی قسم
[illegible] — [illegible] کی قسم
[illegible] قسم [illegible] — نور [illegible] کی قسم
[illegible] — [illegible] کی قسم

تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کے ناک کی | اور شور عندلیب غزل خوان کی قسم
نرگس کے آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی | تجھکو سر عزیز گلستان کی قسم
سونیکی گاے کی قسم اور رود نیل کی | فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم
بستر مرا ہے خار مغیلان بیابان قیس | لیلی کی ہے تجھے صف مژگان کی قسم
ایسی بڑی قسم بھی نمانے تو ہے تجھے | مجنون کے قبلہ گاہ ابو الجان کی قسم
کوسے ہمین باغ سے گر وہ جو رہتا ہے اک خبیث | تجھکو اوسی کی شوکت و ذیشان کی قسم
دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی | باغ ارم کی اور پرستان کی قسم
لونا چماری کی قسم اور کلوا بیر کی | کالی بلا کی غول بیابان کی قسم
قسمین تو ساری ہو چکین باقی ہی ہے اک | پیپل تلے سے کے بھتنے و شیطان کی قسم
ہان پھیر تو کہیو ہاے وہ کس طرح ہے غضب | انشا نچھیڑ تجھ کو مری جان کی قسم

غزل میر تقی

کون کہتا ہے منہ کو کھو لو تم | کاش کے پردے ہی مین بولو تم
حکم آب رواں رکھے ہے حسن | بہتے دریا مین ہاتھ دھو لو تم
کیا سراہین وہ اپنے حسن کو لیک | دل عجب ہے متاع جو لے لو تم
جانا آیا ہے اب جہان سے ہمین | تھوڑی تو دور ساتھ ہو لو تم
جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا | چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
پنجہ مرجان کا کہیں دھرا ہی رہے | ہاتھ خون مین ذرا ڈبو لو تم
دست دے ہے کسی پلک سے میل | دل جہان پاؤ اب پرو لو تم
آ گئے ہیں متصل سے چلے آنسو | آہ کب تک یہ موتی رو لو تم
رات گذری ہے شب ترتیے میر | آنکھ لگ جاے ٹک تو سو لو تم

غزل ناسخ

یان ازل سے داغ سودا ہی دل آگاہ مین
سنگ اسود جس طرح ہے کعبہ بیت اللہ مین

جا سکے کیا کوئی اس قاتل کی جلوہ گاہ مین
سایۂ نشتر مژگان بچھا دیتا ہے کانٹے راہ مین

حسن جانان ایک عالم پر پرتو فگن نہین
یان کمی بیشی ہا کرتی ہے نور ماہ مین

دل مین رہتا ہے پر آنکھون مین نظر آتا نہین
کیا تفاوت اب ہا اس بت مین اور اللہ مین

وہ بہشتی زلف کا پھرنے جو پاے ناز سے
راہ مین آیا نظر خورشید یوسف چاہ مین

مون تری تاثیر کا قائل ہوا سے مضمون تری
یار کو مکتوب پہونچے نامہ بر ہو راہ مین

ہے وہ مجنون جو نظر آتا ہے زیر آسمان
گرد لیلی ہے جنون انگیز اس خرگاہ مین

مثل نرگس اک چمن برگ آئینہ آنکھین منتظر
کھل گیا اے گل یہ تیری فرقت جانکاہ مین

بعد مردن اسکو راحت اوسکو حسرت نصیب
فرق آتا ہی نظر آیا گدا اور شاہ مین

چشم کا ہر ایک دوست غم سے دل پر سوزان داغ پر
شعلۂ آتش نہان ہے اپنے برگ کاہ مین

رشک نخل وادی ایمن ہے ہر برگ سیاہ
سنگریزے طور مین اسکی تجلیگاہ مین

خوش عست ہو زہین نادان ماہ نو کو دیکھکر
اک مہینا عمر کا ہوتا ہے کم ہر ماہ مین

سر ترا ہو ان کے آستانے سے نہ اوٹھے حشر تک
یہ دعا ناسخ کی ہے یارب تری درگاہ مین

غزل درد

ہم تجھسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دین تو فرشتے وضو کرین

سر تا قدم زبان ہین جون شمع گو کہ ہم
پر یہ کہان مجال جو کچھ گفتگو کرین

ہر چند آئنہ ہون پر اتنا ہون ناقبول
منہ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کرین

نے گل کو ہے ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار
کس بات پر چمن مین ہوس رنگ و بو کرین

ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدان شہر
اے درد آکے بیعت دست سبو کرین

غزل ذوق

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اس زلف فتنہ زا کے لیے ای مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین

زیبا ہے روی زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سرعت سے ہے نبض کی رگ سنگ مزار مین
دل کی طپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین

وحشی کو تیری چشم کے مژگان ہر غزال
صحرا مین تیز ناخن ضیغم سے کم نہین

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین

ساقی سلے ہزارون فلاطون ہی خاک مین
جو خم بنے ہے قالب آدم سے کم نہین

اس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

شورابۂ سرشک سے دھوتا ہون زخم دل
تیزاب میرے حق مین یہ مرہم سے کم نہین

ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس زخم دل
مجھکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین

اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیے
سب ہم سے ہین زیادہ کوئی ہم سے کم نہین

غزل میر تقی

دل عجب جنس گران قدر ہے بازار نہین
دے بہا سیں جو دیکر ہین خریدار نہین

کچھ تمھین ملنے سے بیزار ہو میرے ورنہ
دوستی ننگ نہین عیب نہین عار نہین

ایک دو بات کبھو ہے کہو یا نہ کہو
قدر کیا اپنی نہین اس لیے تکرار نہین

ناز و انداز و ادا عشوہ و اغماض و حیا
آب و گل مین تری سب کچھ ہے ہی پیار نہین

صورت آئینہ مین ٹک دیکھ تو کیا صورت ہے
بد زبانی سے تجھے اس منہ سے سزاوار نہین

دل سے الجھاؤ کو کیا ہے تجھے کہون ای صبح
تو کسی زلف کے پھندے مین گرفتار نہین

اوسکے کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھے اسیر
کیا ہے زنجیر نہین دام نہین مار نہین

غزل نصیر

نسیم زلفِ معنبر جو روے یار سے لون
تو پھر خطا ہے مری مشک کر تتار سے لون

قدم رکھے مرے سینے پہ آکے گرد نگار
حنا کا کام مین خون دل فگار سے لون

اگر ملے ترے ہاتھون سے لے جنون فرصت
قصاص آبلۂ پا مین نوک خار سے لون

مرے حضور یہ لوٹین مین تیری چھاتی پر
جو ہو پہنچے ہاتھ تو بدلا کلون کے ہار سے لون

ولا بجے کہین گھڑیال تا مین گھڑیون کا
حساب اس شب ہجر سیاہ کار سے لون

عجب ہے سیر کسی دن تو ساتھ باغ مین چل
کہان تلک مین قدم عجز و انکسار سے لون

بتا پئی کا مرے پاس گر نہو خیمہ
تو یار تیرے لیے ابر نو بہار سے لون

جو سے مے کشی کا ارادہ ہو کچھ ترے دل مین
چمن مین ساغرِ گل دست شاخسار سے لون

اگر صراحی غنچہ مین ہو نہ بادۂ سرخ
تو شیشہ مے خس سرو جویبار سے لون

نہو وے مطرب نغمہ سرا تو اوسکا عوض
قسم ہے مجکو ترے عندلیب زار سے لون

لگے نہ ہاتھ جو کوئی رباب چنگ نواز
تو لیکے دوش پہ رکھہ مین کو کنار سے لون

یہی مین ہے کہ نہ دیکھے کوئی بھی پردی کو
کنار آب روان چادر آبشار سے لون

بلائین لینے سے میری اگر خوشی ہو تری
بلائین مہر سے اخلاص دل سے پیار سے لون

گراسیہ بھی گل عارض کا تو نہ دے بوسہ
تو پھر مین جبر کرون اپنے اختیار سے لون

نصیر مدرسۂ عشق مین مطول کا
سبق نہ کیونکہ مین زلفِ دراز یار سے لون

غزل آتش

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

جنون سے کے جوش مین اک جا نہین دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کی وان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردون کو ہے مدفن مین

کھلا زلفون کو لہرا نے سے اپنے رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتون کے گھورنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

غزل مومن خان

نہ تن ہی کے ترے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
ہے پاش پاش جگر دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

جنون عشق پہ پروے دل شکن ہے بلا
کہ روز طوق سلاسل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

اوٹھا سکے سوتے مین ہی پٹکا رات سر شاید
کہ زیر سر کے مرے سل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

درازدستی یہ کس بے ادب نے کی دم صبح
تمام دامن قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہ کس کی چشم فسونگر نے کی فسون سازی
طلسم جادوے بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہان ہے چاک گریبان تو وان بھی چستی ہے
قباے شوخ تمائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

نہ کیونکہ رشک سے خون ہو کسی کا اوس در پر
ہمیشہ اک نئے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل سرائی کی مومن نے کیا کہ رشک سے آج
چمن مین سینۂ عنادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل معروف

ڈبا دیا ہے مجھے اس چشم تر کو کیا کوسون
جلا دیا ہے مجھے سوز جگر کو کیا کوسون

کہے تھا مجھ سے کہ سو کوس روز چلتا ہون
گیا تو مر ہی گیا نامہ بر کو کیا کوسون

یونہین بغل سے مرے مفت لیگیا دل کو
بغل بھی گرم نکی مفت بر کو کیا کوسون

رقیب ایک دم اس سے جدا نہین ہوتا
یہ جم کے بیٹھے ہے اس رہ بسر کو کیا کوسون

شب وصال کے ہوتے ہی چاک جیب کیا
طرب کو کر دیا ماتم سحر کو کیا کوسون

نہ آنکھ بھر کبھی اوس مہروش کو دیکھ سکا
وفور اشک قصور بصر کو کیا کوسون

پڑی ہین سینہ مین دل تک مری ہزارون چھید
غضب کیا مژۂ رخنہ گر کو کیا کوسون

کل اون سے بزم مین بوسہ طلب کیا تو کہا
حیا کسی کی نہین اس بشر کو کیا کوسون

جفائین جب تری آتی ہین یاد آخر شب
لبی نالے آئے ہے پچھلے پہر کو کیا کوسون

دیا ہے لینے سے ظالم کو اوسنے دل معروف
اب اور اوس بت بیداد گر کو کیا کوسون

غزل جرأت

لگی گلے سے طاقت ای نا رہین ہین — تب ہے خدا کیواسطے مت کر نہین نہین

کیا رک کے وو کہے ہی جو تک اس سی اگ چلون — بس بس یہ ہی سو شوق یہ اپنے تئین نہین

پہلو مین کیا کہون جگر و دل کا کیا ہی رنگ — کس روز اشک خونی سے تر آستین نہین

فرصت حیا کے لیے کبھو درد دل سو ہای — وو بدگمان کہے ہے کہ ہمکو یقین نہین

آتش سی بھڑک رہی ہے مری تن بدن مین آ — جب سے کہ روبرو وہ رخ آتشین نہین

اوس بن جہان مین کچھ نظر آتا ہی اور ہی — گویا وہ آسمان نہین اور وہ زمین نہین

کیا جانے کیا وہ اوس مین ہے لوٹی ہے جسپہ جی — یون اور کیا جہان مین کوئی حسین نہین

سنتا ہے کون کس سے کہون رو کسی — ہمدم نہین ہے کوئی مرا ہمنشین نہین

ہرچند ہے بلطف تب ماہ سیر باغ — انہ حیر یہی ہے کہ وہ مہ جبین نہین

آنکھون کی راہ نکلے ہی کیا حسرتونسے جی — وہ روبرو جو اپنے دم واپسین نہین

طوفان گریہ کیا کہین کس وقت ہمنشین — موج سرتک تا فلک ہفتمین نہین

حیرت ہی مجکو کیونکہ وہ جرأت ہی چین سے — جس بن قرار جی کو ہمارے کہین نہین

غزل سودا

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہین — ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہین

نہ دیکھا جو کچھ جام مین جم نے اپنے — سو یک قطرۂ مے مین ہم دیکھتے ہین

یہ رنجش مین ہمکو ہے بے اختیاری — تجھے تیری کھا کر قسم دیکھتے ہین

غرض کفر سے کچھ نہ دین سے ہے مطلب — تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین

حباب لب جو ہین ہین باغبان ہم — چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین

نوشتے کو میرے مٹاتے ہین رو رو — ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہین

خدا دشمنون کو نہ وہ کچھ دکھاوے — کہ جو دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہین

مٹا جای ہے حرف حرف آنسوون سے — جو نامہ اوسے کر رقم دیکھتے ہین

اگر ٹے سے نہین کام سنبل سے ہمکو
کسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہین

ستم سے کیا تو نے ہمکو یہ خوگر
کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہین

مگر تجھسے رنجیدہ خاطر ہے سودا
ادھر سے تیرے کوچے مین ہم دیکھتے ہین

غزل احسان

لیے کیونکر طفل اشک اپنے گلے کے ہار ہین
اس زمانے کے تو کچھ لڑکے ہی ناہموار ہین

جسکے خاطر دشمن جان یار اور اغیار ہین
ہاے رے قسمت کہ وہ بھی ہمسے اب بیزار ہین

چھیڑ تو دیکھو سنا کر تجھکو غیرون سے کہا
آج عاشق ہمکو صدقے کے لیے درکار ہین

چشم پوشی تیرے مذہب مین کیا عین ثواب
ہمسے یون پرہیز تجھکو اور ہم بیمار ہین

یا خدا اپنے کرم سے تو کسی موسیٰ کو بھیج
سیکڑون مانند فرعون اتنو دعویدار ہین

فائدہ اس کج ادائی کا نہ سمجھا مین کبھی
یہ الف قد راستی سکنے سے کیون بیزار ہین

لاغری کی کچھ نہایت آکر مین تسپر بھی ہون
اور مجکو ڈھونڈتے پھرتے مرے غمخوار ہین

شیخ جی کہ ہم ہین قائل کیا ہی اک دانا ہے
سبحہ کے پردے مین وہ پہنے ہوے زنار ہین

آتش دوزخ تلک مجبور رہے ہمسے کہ ہم
خانہ زاد دودمان احمد مختار ہین

مے سے مین توبہ کرون استغفر اللہ سب غلط
نام توبہ سے سدا ہم پڑھتے استغفار ہین

اہل دین ہم جانکر بہر زیارت تھے گئے
حضرت احسان کو دیکھا اک دنیا دار ہین

غزل انشا

دھوم اتنی ترے دیوانے مچا سکتے ہین
کہ ابھی عرش کو چاہین تو ہلا سکتے ہین

مجھسے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہین
منہ تو دیکھو وہ مرے سامنے آ سکتے ہین

وہ بیان آتش نقصان کہ پھر ین آہ تو جھٹ
آگ دامان شفق کو بھی لگا سکتے ہین

سوچیے تو سہی ہٹ دھرمی نہ کیجے صاحب
چٹکیون مین مجھے کب آپ اڑا سکتے ہین

حضرت دل کو بگاڑ آئی ہین اس دلیکن
اب بھی ہم چاہین تو پھر بات بنا سکتے ہین

ایسی اتنی نہ کر اے شیخ کہ رندان جہان — اونگلیون پر تجھے چاہین تو نچا سکتے ہین
تو گر وہ فقرا کو نہ سمجھ بے جبروت — ذات مولائی مین بھی لوگ سما سکتے ہین
چارہ ساز اپنے تو مصروف بدل ہین لیکن — کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتے ہین
ہے محبت جو ترے دل مین وہ اک طور پر ہے — ہم گھٹا سکتے ہین اوسکو نہ بڑھا سکتے ہین
کر کے جھوٹا سہ دیا جام اگر تونے تو چل — مارے غیرت کی تو افیون تو کھا سکتے ہین
ہمنشین تو جو یہ کہتا ہے کہ قد غن ہے بہت — اب وہ آواز بھی کب تجھکو سنا سکتے ہین
اپنی آواز سنادین بے مجھے در تک آکر — اپنے پاؤن کے کڑونکو تو بجا سکتے ہین
ایک ڈھب کے جو قوافی ہین ہم انمین انشا — اک غزل اور بھی چاہین تو سنا سکتے ہین

غزل غالب

دھوتا ہون جب مین پینے کو اوس سیمتن کے پاؤن — رکھتا ہے ضد سے کھینچ وہ باہر لگن سے پاؤن
مرہم کی جستجو مین پھرا ہون جو دور دور — تن سے سوا فگار ہین اس خستہ تن کے پاؤن
اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ — ہلتے ہین خود بخود مرے اندر کفن کے پاؤن
ہے جوش گل بہار مین یانتک کہ ہر طرف — اوڑتے ہوئے اولجھتے ہین مرغ چمن کے پاؤن
شب کو کسی کے خواب مین آیا نہو کہین — دکھتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پاؤن
غالب مرے کلام مین کیونکر اثر نہو — پیتا ہون دھو کے خسرو شیرین سخن کے پاؤن

غزل نظیر

کل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن — گل رخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری رو مہ جبین — سیمبر سیماب طبع و سیم ساق و سیمتن
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر — غنچہ لب رنگین ادا تنگ دہان شیرین سخن
زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین چاروں غلام — مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک ختن
مبتلا ایسون کے ہوتے ہین وہی ہین ای نظیر — بے قرار و دل فگار و خستہ جان و بیوطن

غزل مضطر

چھپا اس لب سے ہوئی لعل بدخشان کی تہان
رشک سے خون جگر کھاگئی مرجان کی جان

شاخ گل رقص مین ہے وجد مین آتی ہے نسیم
کف زنان برگ ہین سن بلبل بستان کی تان

بت کے پوجے سے جو مقصد نہ بر آوے تیرا
گور کو جاکے کسی پیر مسلمان کی مان

کنہ ذات مین جب فکر کیا انسان نے
ہوش اس جا یہ ہوے صاحب عرفان کی ہان

ہما دثہ دہر سے امداد نہ ہونا مضطر
تیغ ہمت کو چڑھا لیجیے اوسان کی سان

غزل ناسخ

ماہ نو ہے مثل ابرو لیکن اوسکا رو نہین
ماہ کامل صورت رو ہے مگر ابرو نہین

کونسا تن ہے کہ مثل روح جسمین تو نہین
کون گل ہے جو ترا اسکن برنگ بو نہین

مشک مین خوشبو ہے پیچ و تاب مثل مو نہین
پیچ ہین سنبل مین مثل مو مگر خوشبو نہین

جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلے آفتاب
یار کے آگے مری آنکھون مین اک آنسو نہین

یاد گیسو مین ہوا میرا یہ وحشی سا بدن
مجھہ یہ پھبتی کہتے ہین مو باف ہین گیسو نہین

جسم ایسا گھل گیا ہے مجھہ مریض عشق کا
دیکھکے کہتے ہین سب تعویذ ہے بازو نہین

دیکھے ہین ہنسنے مین جسدن سے در دندان یار
چین مثل گوہر غلطان کسی پہلو نہین

عشق مین بدمست ہون مین پر کوئی واقف نہین
نشہ ہے جام مے الفت مین لیکن بو نہین

زلف جانان مین نہین کوئی دل وحشی اسیر
یہ عجب تاتار ہے جو ایک بھی آہو نہین

ہوگیا ہے یہ فراق آفتاب ماہ نو
یار کے رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین

ہوگیا ہے مثل مو تار نگہ اپنا سیاہ
آگے آنکھونکے صنم جلبے ترے گیسو نہین

رات دن ناقوس کہتے ہین بہ آواز بلند
دیر سے بہتر ہے کعبہ گر بتون مین تو نہین

قمریان حیران ہین کیونکر گلے ڈالین نہ طوق
باغ مین اک سرو مثل قامت دلجو نہین

غزل آتش

آرزو ہے تجھے بھی بے سحر و شام کریں
سمت تن ہوکے زبان ورد ترا نام کریں

میرے ماتم میں نہ کپڑے وہ سیہ فام کریں
خود بھی رسوا ہوں مجھکو بھی نہ بدنام کریں

گریۂ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا
حال پر صوفیوں کے خندہ زنی جام کریں

کوچۂ یار کا ہیں پانوں ارادہ رکھتے
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کریں

منہ پسارے ہوئے ہیں ہم بھی مزہ چکھنے کو
پختگی تو کہیں پیدا ثمر خام کریں

مست رکھتی ہے تری گردش چشم اے ساقی
وہ نہیں ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کریں

رخ روشن میں ہے خورشید قیامت کی چمک
حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کریں

دل میں کچھ یاد نہ کفر بتوں کا ہے خیال
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کریں

یکطرح حسن رخ زلف جبیں تو دکھلاے
نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کریں

تب کو جاتا ہوں تو منہ پھیر کے وہ کہتی ہیں
نیند آئی ہے ہمیں آپ بھی آرام کریں

بیٹھکر گوشۂ عزلت میں رہوں آشنا جو ڈھونڈھے مجھ
قصد بھیٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کریں

غزل مومن خان

ہو گئی گھر میں خبر ہے منع واں جانا ہمیں
وہ بھی رسوا ہو خدا سے کیا رسوا ہمیں

دم بدم رونا ہمیں چاروں طرف تکنا ہمیں
یا کہیں عاشق ہوئے یا ہو گیا سودا ہمیں

یہ ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا
بند کرنے کو قفس میں دام سے چھوڑا ہمیں

یار سمجھے یا دشمن جان تھی آگہی چارہ گر
لیجلے مرتے ہی زندان سے سوے صحرا ہمیں

طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم
غش پڑے تھے پھر گیا وہ جاگر سوتا ہمیں

تو سمجھا نے عشق بازی اور ہم ناداں ہیں
بے سمجھ کہتا ہے ناصح تو نے کیا سمجھا ہمیں

یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے
یار کے ناز بجا ہے شکوہ بیجا ہمیں

کیا کہیں ہم رکے حیران تجھکو دیکھکر
آگیا دل یاد اسے آئینہ رونما ہمیں

اہل ماتم سے رو میں کسطرح منہ ڈھانپ کر
مرتے مرتے پاس اوس پردہ نشیں کا تھا ہمیں

ہے نازک طبع سے کب مجھ سے بیاد چرخ
مر گئے مضمون ہو ریار جو سو بسا ہمین

مومن ان کا تو تھا ملنے مین ہرگز اختیار
یہ شکایت ہے خدا سے ہے تو فسی کیا ہمین

غزل نصیر

قدم نہ رکھ مرے چشم پر آب کے گھر مین
بھرا ہے موج کا طوفان حباب کے گھر مین

کہے ہے دیکھ کے وہ عکس رخ لب بام سے
نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر مین

مدام رند کرین کیون نہ آستان بوسی
حرم ہے شیخ مشیخت مآب کے گھر مین

ہمارے دل مین کہان آبلے ہین ایساقی
چنے ہوئے ہین یہ شیشے شراب کے گھر مین

تڑپ کو دیکھ مرے دل کی برق آتش بار
خجل ہو چھپ گئی آخر سحاب کے گھر مین

ولا نہ کیونکہ کرون اختلاط کی باتین
حجاب کیا ہے اب اس بیحجاب کے گھر مین

نصیر دیکھ تو کیا جلوۂ خدائی ہے
ہمارے اس بت خانہ خراب کے گھر مین

غزل معروف

مین رنج محبت کبھی راحت سے نہ بدلون
عیش دو جہان اوسکی مصیبت سے نہ بدلون

تجھسے کبھی یوسف کو اگر بدلے زلیخا
زندان مین پڑون پر کسی صورت سے نہ بدلون

یہ رنگ رخ زرد جو اب دیکھو ہو میرا
قارون کو اگر بدلے دولت سے نہ بدلون

گر لاکھ کوئی مجھ پہ قیامت کرے برپا
تو بھی ترے قامت کو قیامت سے نہ بدلون

اس عشق کی رسوائی مین ہے یہ مری عزت
حرمت سے کوئی بدلے تو حرمت سے نہ بدلون

مالوف ہے دل اس غم الفت سے یہانتک
گر بدلون خوشی سے غم الفت سے نہ بدلون

دے خضر اگر چشمۂ حیوان بھی تو ہرگز
واللہ تری چشم عنایت سے نہ بدلون

جنت کو اگر بدلے کوئی اوسکی گلی سے
مر جاؤن وے لے تو بھی مین جنت سے نہ بدلون

تو چاہے کہ ای شعلہ خواب بدلے یہ کروٹ
یہ یاد رہے تیری شرارت سے نہ بدلون

ایسی ہے حلاوت تری بوسی کی شکر لب
مین نزع مین بھی قند کے شربت سے نہ بدلون

معروف مرے پاس ہے وہ گنج قناعت — اسکندر و دارا کی بھی شوکت سے نہ دلون

غزل میر تقی

جنون میری کی باتین دشت و گلشن مین جب چلیان — نہ چوب گل نے دم مارا نہ چھڑیان بید کی ہلیان
گریبان شور محشر کا اوڑایا دھجیان کر کر — فغان پرناز کرتا ہون کہ بل ڈالتی تجھ بہلیان
تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین — سے معشوق گر پوچھو تو سب مصری کی ہین ڈلیان
ترے غمزے نے جور و ظلم سے آنکھین غزالو نکی — بیابان مین دکھا مجنون کو آنکھون کے تلے ملیان
چمن کو آج مارا ہے یہان تک تنگ گلشن نے — کہ بلبل سر شکستی سے نہین منہ کھولتی کلیان
مری آہ سحر کی برچھیان سحتی کی تڑپون پر — لگا ہین کر کے گر پڑتی ہین بجلی کی بھی اچھلیان
صنم کی زلف مین کوچہ ہے سربستہ ہر اک مو پر — نہ دیکھی ہونگی تو نے خضر یہ ظلمات مین گلیان
دیوانہ ہوگیا تو میر آخر ریختہ کہکر — نہ کہتا تھا مین اے ظالم کہ یہ باتین نہین بھلیان

غزل انشاء اللہ خان

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین — ہر گھڑی دن کی طرح ہم بھی ڈھلے جاتے ہین
سامنے آنکھون کے دستا ہے چمن نرگس کا — کہکے آتا ہون ابھی آپ چلے آتے ہین
ہاتھ کیا پھیر دو ہو عارض پہ ابھی کیا ہے وہان — خط کا کچھ دخل نہین گال ملے جاتے ہین
یاد مین اوس خط نوخیز کے جون دانہ نمط — اشک سبز آنکھون سے ہر وقت نبے جاتے ہین
آسیا آپکی ہے چشم ترا نئی جس سے — روز چھاتی پہ مرے مونگ دلے جاتے ہین
گرم ہو آپ جو ٹک ملتے ہین انشا سے کبھی — آتش رشک سے اغیار جلے جاتے ہین

غزل نظیر

صفائی اوسکی جھلکتی ہے گوری سینے مین — چمک کہان ہے یہ الماس کے نگینے مین
نہ موتی ہے نہ کناری نہ گوکھرو تس پر — سجی ہے شوخ کی انگیا بنت کی سینے مین
جو پوچھا مینے کہان تھی تو ہنس کر یون بولی — مین لگ رہی تھی اس انگیا موئی کے سینے مین

پڑا جو ہاتھ مرا سینہ پر تو ہاتھ جھٹک ۔ پکارے آگ سے لگے آہ اس قرینے میں
ہوا ایسا ہی ہے تو اب روز ہم نہ آوین گے ۔ کبھو جو آئیگے تو ہفتے مین یا مہینے مین
کبھو مشک کبھو بس کبھو پیا لہ پٹک ۔ دماغ کرتے تھے کیا کیا شراب پینے مین
چڑھی جو دوڑ کے کوٹھے پہ وہ پری یکبار ۔ تو مین نے جا لیا اوسکو اودھر کے زینے مین
وہ پھنا کرتی تھی انگیا جو سرخ لاہی کی ۔ لپٹ کے تن سے وہ تر ہو گئی پسینے مین
یہ سرخ انگیا جو دیکھی نظیر اوس پری کی ۔ مرے تو آگ سی کچھ لگ رہی ہے سینے مین

غزل غالب

ہیگا جو ناز داد اوس بت لاثانی مین ۔ ایک بھی بات نتھی یوسف کنعانی مین
عشق مین دیتا ہون اوس لیلی کی کاوش جانکو ۔ دسترس ہی یہ کہان قیس بیابانی مین
چرخ نے پنبۂ مہتاب کو کانون مین دیا ۔ سوزش یا نتک ہے مرے اشک کی طغیانی مین
جان مردون کی پھر لب سے جو نکلے دشنام ۔ کیا مسیحائی ہے اوس لعل بدخشانی مین
کار شمشیر کا کرتا ہے خیال ابرو ۔ داغ اسکا ہے ازل سے مری پیشانی مین
پہنکر ہو دیگا خوش شال دوشالہ کوئی ۔ ہم بھی ہین شاد ای غالب تن عریانی مین

غزل رضا

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمین ۔ دیکھنا ایک نظر تمکو ہے منظور ہمین
صورت حق تو ہر آئینہ مین ہے جلوہ نما ۔ دیدہ حیرانی سے ملنے نہین مقدور ہمین
دشت گلشن کی کرے سیر یہ کسکا دل ہے ۔ اس تکالیف سے یار رکھو معذور ہمین
ہجر کی رات تو ٹلتی ہی نہین ہے یارب ۔ کیا دکھا دیگی اب آخر شب دیجور ہمین
اب تڑپنے کی بھی طاقت نرہی ہمکو رضا ۔ استقدر آہ کیا ضعف نے رنجور ہمین

غزل شاہ عالم

عاجز ہون ترے ہاتھ سے کیا کام کرون مین ۔ کر چاک گریبان تجھے بدنام کرون مین

رم رہتا ہے ای تندخو کو اب کی تو بجھ سے | پر دیکھ تو کیا ہی تجھے رام کرون مین
اس دور جہان مین مجھے سب شکوہ تجھی سے | کیون کچھ گلہ گردش ایام کرون مین
حیران ہون تری ہجر مین کس طرح سے پیارے | شب روز کو اور صبح کے تئین شام کرون مین
آوے جو تصرف مین مرے میکدہ ساقی | یکدم مین خمون کے خم انعام کرون مین
مجکو تو حاتم کیا اوس رب نے نہ کیونکر | اللہ کا شکرانہ اکرام کرون مین

غزل درد

مژگان تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون | جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی | افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون
ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار | ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون
کرتی ہے بوئے گل تو مرے ساتھ اختلاط | پر آہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون
یہ چاہیے ہے اب طپش دل کہ بعد مرگ | کنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون
اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے | مین غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہون

غزل بجھو

یون وہ رخ ہے حجاب مین روشن | ماہ ہے جون سحاب مین روشن
اوسکی مینا مین یہ بلاق نہین | شمع ہے آفتاب مین روشن
جام مے مین ہے عکس چہرۂ یار | یا چراغ آفتاب مین روشن
اوس سے گورے بدن مین لال لباس | دیکھو آتش ہے آب مین روشن
ہاتھ رہتا ہے فندق پا سے | پنج شاخہ رکاب مین روشن
سوز سے ہے برنگ شمع مرا | نام ہے تیغ و شاب مین روشن
یون سدا رو ؤ گے تو پھر بجھو | آنکھین دیکھو گے خواب مین روشن

غزل حسین

میں عشق زدہ کوچہ بازار کھڑا ہون
لالہ کی طرح داغ سا گلزار کھڑا ہون

قاتل تو مرے قتل کا اندیشہ نکر آہ
کر قتل مجھے مین بھی تو تیار کھڑا ہون

افسوس ترے وصل کی شب مجکو تو کب ہو
مین منتظر اس بات کا دلدار کھڑا ہون

مجلس مین ترے خالی کیے شیشے جو مستان
مین بھی تو ترے چشمون کا خمار کھڑا ہون

ملنے کا حسین اور کے نہ پیغام تجھے ہے
سجدے کے لیے بر سر اقرار کھڑا ہون

غزل سوز

تھہرین جیسے مگس ہم حرص مین پابند ہین
وای غفلت اس سیہ زندان مین یون خورسند ہین

رزق کا ضامن خدا اشاہد کلام اللہ ہے
تسپر اپنی صورتون کے روز حاجتمند ہین

مقبرون مین دیکھتے ہین اپنی ان آنکھون نسیر نہ
یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین

تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہین پاک
سوچتے اتنا نہین ہم خاک کے پیوند ہین

جب تلک آنکھین کھلین ہین دیکھ یہ وکمہ دیکھیا جہان
مند گئین جب آنکھڑیان تب سوز سب نابند ہین

غزل سلطان

کل یہ بستر ہے نشتر تجھ بن
ایک آفت تھی رات بھر تجھ بن

میرے حق مین تو وہی دوزخ ہے
جاؤن مین خلد مین اگر تجھ بن

کفر کیسا ہے اور کیا اسلام
آپ اپنی نہین خبر تجھ بن

ہو درخت امید بار آور
عمر کا کچھ نہین مزا تجھ بن

آرہی ہے لبون پہ جان حزین
دم کا دم مین نہین اثر تجھ بن

تو ہی سلطان ایک ہمدم ہے
کون لیا دے وان خبر تجھ بن

گر مین سلطان ہفت کشور ہون
لیک مفلس ہون سیمبر تجھ بن

غزل حاجی

تکتی ہین تری آنکھون کو اے یار چمن مین
کیا جھینکی کھڑی نرگس بیمار چمن مین

ہوجائے گی بیزار ہر اک پھول سے بلبل
توجا ہیو مت زینت گلزار چمن مین

جو آج تو آئی ہے صبا اور طرح سے
شاید کہ وہ پہونچا ہے طرحدار چمن مین

ہم وحشیون کا رہیو بیابان سلامت
اب سیر سے مطلب ہے نہ کچھ کار چمن میں

تاکید ہے دربانون کو یہ باغ مین جاکر
آجائے یہ حاجی نہ خبردار چمن میں

غزل عاشق

دونون رخسار ماہ پارے ہین
ابرو اور خال چاند تارے ہین

ہین سفے وہ بول جکے مارے ہین
تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہین

نہیں بوندین عرق کی چہرہ پر
چاند کے منہ پہ یہ ستارے ہین

ایکباری تو خواب مین آؤ
کب سے مشتاق ہم تمہارے ہین

عین مجلس میں آنکھ مارو ہو
سچ بتاؤ یہ کیا اشارے ہین

راتیں کاٹین ہین تارے گن گن کے
تنگی چین مین سکے دن گذارے ہین

جنکو کہتے ہین غول صحرائی
وہ مری آہ کے شرارے ہین

پیچ مین کسکو لاؤگے صاحب
بال کسکے لیے سنوارے ہین

دل بیتاب کو دو سیم کیا
تیرے ابرو نہین یہ آرے ہین

عاشق ہوئے اوس پہ پردے کے
ہوگئے سب عدو ہمارے ہین

غزل رونق

تاب کی ضبط فغان آہ مجھے تاب نہین
ناصحا صبر کی واللہ مجھے تاب نہین

دل کے یان نکڑے نہو وین کہین مانند کتان
بس ترے دید کی اے ماہ مجھے تاب نہین

صفحۂ دل سے مٹاؤ مرے تمثال بتان
بت پرستی کی اب اللہ مجھے تاب نہین

حوصلہ تنگ ہے یان بیہودہ گوئی تا چند
بس زبان سیجیے کوتاہ مجھے تاب نہین

ہمنشین چاہ مین یوسف جو پھنسا ہائے غضب
اور ڈرے دنیا سے کہین چاہ مجھے تاب نہین

جی سے کھویا غم پروانے مین روتی روتی ۔ آہ اے شمع سحرگاہ مجھے تاب نہین
غم ہجران سے ہوئی رونق بیدل کو نجات ۔ آگے غمخواری کی یاشاہ مجھے تاب نہین

غزل سودا

باتین کدھر گئین وہ تری بھولی بھولیان ۔ دل لیکے بولتا ہے جو اب تو یہ بولیان
ہر بات ہے لطیفہ و ہر اک سخن ہے رمز ۔ ہر آن ہے کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیان
حیرت نے اوسکو بند نکرنے دی پھر کبھو ۔ آنکھین جس آدمی نے ترے منہ پہ کھولیان
اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک ۔ جون خوش چھونکے تن پہ مسکتی ہین چولیان
ساقی پہونچ کہ تجھ بن اس ابر بہار مین ۔ پڑتے نہین تگرگ برستی ہین گولیان
کسطرح ہووے آنکھونکی کاوش سے دل کو چین ۔ مژگان نہ کر سکین تو نگاہین ٹٹولیان
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا ۔ جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبولیان
جون برف ہو گئی ہین خنک اے بتان ہند ۔ انسے تو بلکہ گرم ہین کابل کی لولیان
سودا کی دل سے صاف نرہتی تھی زلف یار ۔ شانے نے پیچ پڑکے گرہ اوس کی کھولیان

غزل صمصام

رات دلبر نے جو آنکھونسے ملائی آنکھین ۔ خانۂ چشم مین پھولی نہ سمائی آنکھین
ہم اسیرونکو نہ کچھ گل سے نہ گلشن سے خبر ۔ پھنس گئے دام مین کھلنے بھی نپائی آنکھین
منہ ملا دل کو پھنسا دور ہوئے آخر کار ۔ دیکھ مین دیکھا تو کچھ کام نہ آئی آنکھین
کس بدآموز کی صحبت کی ہے یارب تاثیر ۔ آج کچھ شوخ کی بیڈھب نظر آئی آنکھین
اور دنیا مین طرحدار نہ تھا کیا صمصام ۔ ایسے بے مہر سے جو آتی لگائی آنکھین

غزل احسن

صبح سے شام تلک تا بہ سحر روتی ہین ۔ اشک آنکھون کے ہمارے یہ گہر ہوتی ہین
جادو کرتا ہے رقیب ہم پہ تو کیا ہوتا ہے ۔ سامری کے کہین موسیٰ پہ سحر ہوتے ہین

بیوفائی کا بتون کے جو کرے ہے شکوہ
کیا جہان مین نہین بے ثمر شجر ہوتے ہین

اسقدر روتے ہین شب کو ہی بتان مین جا کر
نالہ سے نالے و گریہ سے بحر ہوتے ہین

عدو جلتے ہین ترے شعر کو سنکر احسن
دوست کہتے ہین کہین ایسے بھی شعر ہوتے ہین

غزل نظیر

کیون نہ ہو بام پہ وہ جلوہ نما تیسرے دن
ماہ بھی چھپ کے نکلتا ہے دلا تیسرے دن

ہاتھ سے اتنو قلم رتبک مسیحا رکھدے
نسخے بدلے ہین جہان کے حکما تیسرے دن

غرق دریاے محبت کی نہین ملتی لاش
ورنہ ڈوبا ہوا نکلے ہے سدا تیسرے دن

دل بیمار رہے عشق مین کیونکر سرسبز
خاک سے دانہ کو ہے نشو و نما تیسرے دن

چھیڑ مت زلف کے مارے کو تو دریا مین ہنوز
سانپ کے کاٹے کو دیتے ہین بہا تیسرے دن

تین دن چشم کے بیمار کا کر اپنے علاج
ہوتی معلوم ہے تاثیر دوا تیسرے دن

لوگ کہتے ہین کہ ہین پھول تری کشتے کی
مہندی ہاتھون کو تو قاتل نہ لگا تیسرے دن

عمر اک ہفتہ نہین باغ مین اے گل مت پھول
رنگ بدلے ہے زمانے کی ہوا تیسرے دن

چار حرف اوس بت پر خون کی اوپر ہیچ نظیر
آپ سے آپ جو ہوتے ہین خفا تیسرے دن

غزل عبد الصمد

شب کٹی ہجر مین اور دن کٹا غمخواری مین
کھو دیا دل کو عبث یار کی عیاری مین

جسے دیکھا اوسے خود مطلب و خود غرضی کا یار
آشنا پورا نہ دیکھا مین کہین یاری مین

کم سنا عشق مین ہوگا جو سنا ہوگا کہین
گھر دیا سر دیا اور دل دیا دلداری مین

ذبح کرنے سے مری فائدہ کیا تجھکو ملا
ہاتھ کیا آیا ترے ایسی ستمگاری مین

قیس و فرہاد سے لاکھون ہین یہان عبد الصمد
آخرش مر ہی گئے عشق کی بیماری مین

غزل جہادی

شب وصال مین کیا یار سے دوچار نہین
رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

منع مکر سبب مجھے رونے سے اسے گل خوبی
چمن ہر کوچہ ترا ابر ہو بار رہوں مین

تجھے خیال جو نت صید افگنی کا ہے
لگا دے تیر مجھے مفت کا شکار ہوں مین

جو دیکھی ہے ترے کانو کے بالے کی مچھلی
مثال ماہی کے بے آب و بیقرار ہوں مین

جو تیری تیغ ہما دی نہ مجھسے منہ موڑے
تو پہلے وار مین دریاے غم کے پار ہوں مین

غزل آصف

تری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہین
وہین سر کو اپنے قلم دیکھتے ہین

جو جلوہ صنم تجھ مین ہم دیکھتے ہین
خدا کی خدائی مین کم دیکھتے ہین

تو جلدی سے آؤ نہ میرے مسیحا
کوئی دم مین راہ عدم دیکھتے ہین

گذرتے ہین سو سو خیال اپنے دل مین
کسی کا جو نقش قدم دیکھتے ہین

جو چاہوں لکھوں کچھ مین احوال دل کا
تو ہاتھوں کو اپنے قلم دیکھتے ہین

ملے تم ہو میرے رقیبوں سے جا کر
ہمین ہین کہ سو سو ستم دیکھتے ہین

بہت جھوٹے وعدے کیے تو نے ہمسے
بھلا ہم تو تیری قسم دیکھتے ہین

تو آوے نہ آوے میاں ہم تو ہر شب
تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہین

ترے گل کی گلی مین شب و روز آصف
تماشا خدائی کا ہم دیکھتے ہین

غزل نظیر

تفرقہ ہوتا ہے ایسا بھی گل اندام کہین
مے کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین

دل کی بیتابی نہین ٹھہرنے دیتی ہے مجھے
دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

ایک دل دیجیے کس کس کو سبھی مانگتے ہین
بندے اور بالے کہین زلف سیہ فام کہین

نامہ بر نامہ لکھوں یا مین زبانی کہہ دوں
خط کے پرزے یہ لکھوں تا صدا انجام کہین

دل بھی اور جان کنایت تو سبھی کی ہے نظیر
گل کہین غنچہ کہین بلبل بدنام کہین

غزل فیض

خطِ جادہ ہون یا مین نقش پا ہون | غرض افتادگان کا رہنما ہون
جو ناکارہ ہون یا مین کام کا ہون | تمہارا ہون بھلا ہون یا بُرا ہون
کہون کیا اپنے جینے کی حقیقت | جو اکدن خوش ہون سو تک خفا ہون
عبث رکھتے ہین مجھ پر تہمت مرگ | بہت رآتون جگا تھا سو رہا ہون
کہے ہے شخص کوئی عکس کوئی | خداوندا نہین معلوم کیا ہون
نہ پہچانو مجھے گر آپ کو کیا | مگر مین آپ کو پہچانتا ہون
تامل شرط ہے لے اہل معنی | کتاب فقر کا مین مدعا ہون
نکر اس چشم کا پھر مجکو بیمار | ابھی لے فیض مرمر کے جیا ہون

غزل ہدایت

ہین خط تقدیر سو یہ سب کی سب پیشانیان | یہ شکی تیری ہی باتین جن ہین پشیمانیان
خیر نے باتین جو کچھ کہین تو کُودہ سب مانیان | اور مجسے تیری لے لالہ یہ نافرمانیان
دیکھ صورت کو ترے آئینہ سا مین رہگیا | چشم تجھی حیرت زدہ جون دیدہ قربانیان
بد نصیبی سے نہ پہونچے منزل مقصود کو | خاک راہ دشت صحرا ہم نے کیا کیا چھانیان
کھینچ سکتا ہے مصور یہ کوئی ناز و ادا | مانی و بہزاد نے بھی تیری آئین مانیان
گاہ گریان گاہ نالان گاہ خندان گہ خموش | ہم دیوانوں کی ہین باتین سب کچھ دیوانیان
میرے ہی سر کی قسم تجھکو ہدایت سچ بتا | کس سے سیکھی چشم تیری یہ گھر افشانیان

غزل رحمت

سارے جسم مین خوب کہاتی ہے یہ زبان | ہر اک کو دوستدار بناتی ہے یہ زبان
مجلس مین شور سار مچاتی ہے یہ زبان | باہم کے فقرہ فقرہ بتاتی ہے یہ زبان
پھر جو کوئی نہ قید کرے اس زبان کو | جوتی سر بزار کھاتی ہے یہ زبان
اے یار دل نہ کچھ کسی بیتدار کے تئین | ہر کار بھی بد کار بتاتی ہے یہ زبان

رحمت خدا کی اسپہ ہے جس نے کہی یہ بیت
حق کی ثنا و وصف بتاتی نہ ہے یہ زبان

غزل انشا

جون صبا اوڑ جائین اور تیری بہارین لوٹ جائین
تجھکو جو گھوریں آلسی اونکے دیدے کھوٹ جائین

اون سے کیا کوئی بر آوے جو ذرا سی بات پر
آگ ہی ہو کر اوٹھین اور اپنے ماتھے کوٹ جائین

دربا بو ولن جو ازبسکہ بلا مشہور ہے
کاش جو ہوتی ہو جلدی ہو بلا سے چھوٹ جائین

بزم خوبان مین نہ انشا ایکسی آنکھین لڑا
خاطرین نازک بہت اونکی ہین شاید ٹوٹ جائین

غزل ناسخ

ہے عجب طرح کی وحشت تری دیوانے مین
جی نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانے مین

ہون وہ میکش کہ نہ مستی مین کہون گا کبھی
لاکھ قلقل کرے شیشہ مجھے میخانے مین

آفتاب اس مین اگر آوے تو اون جاوے
نور کا دخل نہین میرے سیہ خانے مین

حشر تک جی ہی مین ہو کشش ہون ایسا ساقی
کاش سے بھردے مرے عمر کے پیمانے مین

نازکی سے ہوا قاتل مری حالت کا شریک
یان لگا زخم تو وان درد اوٹھا شانے مین

کسطرح طائر دل ہو ترے چہرے پہ نثار
شمع رو طاقت پرواز ہے پروانے مین

بال توڑے تری زلفون سے نہ بیدردی مین
حس مرے ہاتھ کے مانند ہو گر شانے مین

عشق مین دل نے پھنسایا تو ہوا غیرونکو رنج
نہین لینے مین مروت جو ہے بیگانے مین

پارۂ شیشۂ دل نصب ہے ہر روزن مین
کیجیے عیش زمستان مرے کاشانے مین

یان تو بجلی بھی سنبھل جاتی ہے گرتے گرتے
شمع کے ٹھہرین قدم کیا مرے ویرانے مین

نوش کر شوق سے دل کھول کے صرفہ کیا ہے
خوف بدہضمی کا ناسخ نہین غم کھانے مین

غزل کمتر شاہ

خریدار سے کب نہان بیچتا ہون
متاع دل اپنا عیان بیچتا ہون

خریدار تم ہو لیا چاہتے ہو
مین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون

زلیخا سا ہو کر خریدار یوسف — تو مین سب کا سب کاروان بیچتا ہون
کہا مجھسے قاتل نے سر بیچتا ہون — کہا مینے اے مہربان بیچتا ہون
اگر تو مرے جیتے جی سب کو کہتا — نہین بیچتا ہون تو ہان بیچتا ہون
بچا نام میرا اوسکے دل مین تو کمتر — اب آگے رہا کیا عیان بیچتا ہون

غزل نظیر

لیتا ہے جان میری تو مین سر بدست ہون — اے یار مین تو کشتہ روز الست ہون
یکدم کی زندگی کے لیے مت اوٹھا مجھے — اے تیغ مین نقش زمین کی نشست ہون
تو مست کر شراب سے اے گلبدن مجھے — مین آپ اپنے شیشہ دل کا شکست ہون
دوری طرح مجکو سمجھیو نہ زاہدان — گر تو خدا پرست ہے مین بت پرست ہون
ان سنگدل بتون کا گلہ کیا کرون نظیر — ظالم مین تیری چشم گلابی سے مست ہون

غزل میر تقی رح

جام حکم شراب کرتا ہون — محتسب کو کباب کرتا ہون
ٹک تو رہ اے بنائے ہستی تو — تجھکو کیا ہی خراب کرتا ہون
کوئی بجھتی ہے یہ بھڑک مین عبث — تشنگی پر عتاب کرتا ہون
سر تلک آب تیغ مین ہون غرق — اب تئین آب آب کرتا ہون
جی مین پھرتا ہے میر وہ میرے — جاگتا ہون کہ خواب کرتا ہون

غزل نور

پری ہی جب سے وہ میری نظر مین — لگی ہے آگ سینہ مین جگر مین
نشان ہرگز نپائے سب نشان کے — بہت ڈھونڈھا مین اوسکو بحر و بر مین
ٹپکتا ہے جگر خون ہوکے آخر — رہا باقی نہ آنسو چشم تر مین
چمکتا ہے اسی سر نگ کا رنگ — بچشم باصرہ لعل و گہر مین

جدائی مین جفا جو کی عزیز و — نہین باقی ہے حالت کچھ کنور مین

غزل اوباش

باغبان نخل محبت مین ثمر ہے کہ نہین — کوئی اس باغ مین الفت کا شجر ہے کہ نہین
موسے باریک بتاتی ہین کمر اوس گل کی — نہین معلوم کہ اوس گل کی کمر ہے کہ نہین
بیٹھے کوچے میں سب مجھے دیکھا تو ترک کر بولے — یان سے اوٹھ جائیے اب آپکا گھر ہے کہ نہین
ہجر کی شب نہ گھٹی گھٹ گئی سب عمر مری — یا الٰہی شب ہجران کی سحر ہے کہ نہین
سچ بتا مجکو صنم تجھکو خدا کی سوگند — وہ تری مہر کی اگلی سی نظر ہے کہ نہین
بال و پر توڑ کے صیاد لگا یون کہنے — کوئی بتلاؤ کہ اس مرغ کے پر ہین کہ نہین
وہ جو اس طرف سے گذری تو لگے یون کہنے — میان اوباش کا اس راہ مین گذر ہے کہ نہین

غزل مفتون

بتان جبکہ زلف دوتا باندھتے ہین — گرہ مین دل مبتلا باندھتے ہین
نہین ملتی بلبل سے اپنے چمن مین — ہم اب آشیانہ جدا باندھتے ہین
مین یان خون روتا ہون ہاتھون نے اونکے — جو پاؤن پہ اونکے حنا باندھتے ہین
جفا تم کھینچینگے پر نہ مارینگے جی کو — یہ ہم تمسے شرط وفا باندھتے ہین
گرہ دیکے سر پر جو بالون کا جوڑا — ق — یہ نازک بدن خوش ادا باندھتے ہین
ہر اک تار مین اوسکے دلہا ی عاشق — بہم جمع کر کر بلا باندھتے ہین
میان حال مفتون کا دیکھا نہین کیا — کمر آپ کس پر کھبلا باندھتے ہین

غزل سراج

عید وصل سرو قد سے ہین مری گھر شادیان — عالم بالا سے آتی ہین مبارک بادیان
کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز ہے — یاد ہین اوس شوخ کو کئی طرز کی استادیان
صاف ہیو نے نگاہون سے مجھ کرتا ہو قتل — ختم ہین اس ظالم خونریز پر جلادیان

پانوُن مین زنجیر الفت اور گلے مین طوق غم … کہہ دلِ وحشی کو میرے کیونکہ ہو آزادیاں
کیا چلے دام نگاہِ مہربانی سے ترے … صید ہو جاوین یہاں صیاد کی صیادیاں
گرچہ لیلی اپنی شوخی سے نہیں آتی ہے باز … چھوڑتا ہے اب تلک مجنوں بھی اپنی ادیاں
طاق پر سے دل کے گر جاتا تر آئینہ سراج … یاد آتی ہین مجھے جب دونکی طرحین شادیاں

غزل سوز

مرے دل مین جو جا بس رہی تان گن نصیب کو واہی ہین … کرون کیا تیرے حال لینا یا مرے دردکی تو دواہی ہین
مرے دل کی طپش کو تو ہو رکھو مرے واسطے نکر نہ ادا کرو … کوئی یار کے نظ کا طور کر کہ رہا ہو تو بتی تماشاہی ہین
کبھو خندہ گل سے یہ داغ کھایا ہے رونے پہ مردم دیدہ … کرون کر مرے دم باغ میں کیا بجز لست یہاں کی ہوا ہی ہین
ترے کوچے سے گل کہیں باغ مین جاتا یا صبا نے ہو بام لیا … کچھ بھی نکیانہ لے بت ہو تن ناکسی گل کو اس ساہی ہین
ایسی مہمی جو کوئی تا ہول اسی بحر کو قافیہ سوز دل … ہم بحر تو کریگا اپنا حلل مارے جس مین یہ مال کہاں نہین

غزل

دیوانہ ترا عاشق زار ہون مین … فدا تجھپہ مدت سے لے یار ہون مین
فریبون مین کب تیرے آتا ہون ظالم … فریبی ہو تو ہے تو عیار ہون مین
جسے تو نے کاٹا موا ہے اجل وو … سمجھتا تری زلف کو مار ہون مین
اگرچہ تو گل ہے و یا چشم نرگس … ترے باغ تازہ کا اک خار ہون نہین

غزل مصحفی

بزم سرو خوبان مین گو مرد نکیان شاہین کہین … ساتھ تقدیر کے دعوا یک کر اب جم دھمیان کہین
نالہ کشی ہر رات جو گلشن پہ شب بزم عشرت تھا … ستارین مرمان چمن کی صبح تلک جون صبح چمن
شمع رہی جب شب لگ جاتی نیند نہ آئی مجکو ذرا … جگا مجھین پروانون نے پرون کی جہکر سیر الدین
بلبل بے مزاج نازک تر انین اوچٹ گئی اوس گل کی … بالیان جو تھو مسے اوچھلکر رات سرہالین
مین نہ سمجھے کہتا تھا زاہد میخانہ کی راہ نہ چل … آخر تجھیر رستے مین تالیان اوسے وین

اے تجہ تری بوسہ کے ناکام مرتو گیا عاشق تیرا — خون تین کیا کیا تا دی مرقد پہ دم تکفین کبین
شب آخر ہوئیکا دھڑکا مصحفی تجہہ کیا ہین کیون — جان نکل گئی تن سی جب پہر تین پہر تین بجین

غزل ایمان

گرنہ اٹکی ہوتری زلف کی زنجیر مین جان — آہ جاتی رہے اک نالۂ شبگیر مین جان
آنجوان سے بجا ہے مگر اوس کا پیکان — تازہ پڑتی ہے ترے تیر سے نخچیر مین جان
وہ جو گلستان مین کیا بات ہے اونکی پیارے — یان تو جاتی ہے نکل ایک ہی تصغیر مین جان
اس طرف بھی تو کسی روز کمان ابرو چل — نرسے صید حرم کی کہین تجہہ تیر مین جان
آوے جسد مرکہ تو اعجاز مسیحائی پر — بات کہنے مین پڑے قالب تصویر مین جان
شعر ہوتا ہے کب ایمان کسی کی دلچسپ — جب تلک معنی شیرین نہون تحریر مین جان

غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنۃ

کون نگر سے آئے ہم اور کون نگر مین باسی ہین — جانے ینگے پھر ہم کون نگر کو ہوتی من مین ہر اسی ہین
کیسا ملک ہے کیسا روپیہ کیسی چال اور کیسی ڈھال — یا ہی تن کو اندیشے مین اور یا ہی جسکو ساسی ہین
دیس نیا ہے بھیس نیا ہے رنگ نیا ہے ڈھنگ نیا — کون انند کرے تھے ان اور ہم کون اداسی ہین
کیا کیا یہ سادھو دیکھے ہیںنے نہا اس بہیداری مین — اب جو چلے اسمین جنگل مین یا وہی انمین باسی ہین
بادبند ہی سب ہے یا نکی دوآن کی ہے کچھ ادر ہوا — کوئی جتا دے یہ آ اونکو جو لڑتے لوگ ہواسی ہین
دنیا ہے اک رین بسیرا بہت گئی رہی تھوڑی سی — اونسے کہدو سونا جاوین نیند مین ہے کہ نندا سمجھین
ہے یہ جلیو پڑا اسی سی تو ہے کفر کی پھند مین — دنیا کے جو ناتے رشتے سیتے ساتھ تلاسی ہین

جلایا آپ ہیںنے ضبط کر کے آہ سوزان کو — جگر کو سینہ کو پہلو کو دل کو جسم کو جان کو
ہمیشہ کنج تنہائی مین ہم مونس سمجھتے ہین — الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمان کو
ترے اندام و روی قد زلف و خط سی تجلیت — سمن کو ارغوان کو سرو کو سنبل کو ریحان کو
جگہ کس کو دون دل مین تری ناتھو نسی ایقا غل — کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو

ردیف واو

ترے دندان ولب کو کردیا تیدر سالم مین
گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو

لڑا کر آنکھ اوسنے سینے وچمن کرلیا اپنا
نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو

نہین قلقل دعا دیتا ہی شیشہ دمبدم ساقی
سبو کو خم کو مے کو میکدے کو مے پرستان کو

نہو جب تو ہی ایساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی
ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستان کو

بنایا اسنے ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر
ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور وغلمان کو

غزل شاہ ظفر اوخلہ اللہ فی الجنتہ

کہون کیا رنگ اوس گل کا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو
ہوا رنگ چمن سارا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو

نمک چھڑکے ہے وہ کس مزے سے دل کے زخمون پر
مزے لیتا ہون مین کیا کیا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو

تمرار و برق مین کیا فرق سمجھو نمین کہ دونون مین
ہے شعلہ اک بھبوکا سا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو

بلا گردان ہون ساقی کہ جام عشق سے مجکو
دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو

مری صورت پرستی حق پرستی ہی کہون مین کیا
کہ اس صورت مین دیکھا ہے اہا ہا ہا اُہو ہو ہو

خدا جانے حلاوت کیا ہے اب اس تیغ قاتل مین
لب ہر زخم ہے گویا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو

ظفر عالم کہون کیا مین طبیعت کی روانی کا
ہے اک امڈا ہوا دریا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو

غزل آتش

مجکو مین مارکے مُردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سی خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

اونکی پازیب کی جھنکار کی آتی ہے صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو ساتھ اونکے تو پھر لو دو گام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق و شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنی
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

مائل حسن کو منہ پھیرکے کہتا ہے وہ شوخ
خاک طینت ہو تو وہ ذاتی جلاتے نہ چلو

گرتے پڑتے ہین کتنون اور گرتے ہو نہین دستگیر
ذوقن ناف سے کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہو نمین کریان اوسکے
یہی فرماتے ہین ہنس ہنسکے ہنساتے نہ چلو

گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیار سے
طفل غنچہ ہے غریب اوسکو ڈراتے نہ چلو

پر مشقت ہے رہ عشق چلے ہو دو گام
کوسون دریا جو پسینے سے بہاتے نہ چلو

منہ چھپا کر یہ نکلنا ہے تمہارا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھونسے نہ اندھون کا گلا کٹواؤ
یون چلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو

کوے معشوق مین ائے عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون خوب نہین ناک اوڑاتے نہ چلو

اونسے کہدے کوئی آتے ہین جو یہ لکھ کر
چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

غزل جرأت

اے دلا ہم ہوئے پابند غم یار کہ تو
اب اذیت مین بھلا ہم ہین گرفتار کہ تو

ہم تو کہتے تھے نہ عاشق ہو اب اتنا تو بتاؤ
جا کے ہم روتے ہین پہرون پس دیوار کہ تو

ہاتھ کیون عشق بتان سے نہ اوٹھایا تونے
کف افسوس اب ہم ملتے ہین ہر بار کہ تو

وہی محفل ہے وہی لوگ وہی ہے چرچا
اب بھلا بیٹھے ہین ہم شکل گنہگار کہ تو

ہم تو کہتے تھے کہ لب سے نہ لگا ساغر عشق
اے اندوہ سے اب ہم ہوئے سرشار کہ تو

بے جگہ جی کا پھنسانا تجھے کیا تھا درکار
طعن و تشنیع کے اب ہم ہین سزاوار کہ تو

وحشت عشق بری ہوتی ہے دیکھا نادان
ہم چلے دشت کو اب چھوڑ کے گھربار کہ تو

آتش عشق کو سینہ مین عبث بھڑکایا
اب بھلا کھینچون ہون مین آہ شرربار کہ تو

ہم تو کہتے تھے نہ ہمراہ کسی کے لگ چل
اب بھلا ہم ہوئے رسوا سر بازار کہ تو

غور کیجے تو یہ مشکل ہے زمین اے جرأت
دیکھین ہم اسمین کہے اور بھی اشعار کہ تو

غزل شہید

سو نہ وہ دوہی وہ بوسہ پر میان اس قصب آرد — ہے مثل مشہور بن مطلب کر سو مطلب کردو
دوہی بوسہ پر دو اجی تو دیکھی بیتابی سے کہ دین — خال کے دو خط کے دو رخسار کے دو لب کے دو
ایک سمجھے کب بیا دونون مین ہی تھین تعدد — جو دہ دو سیب ذقن کے خواہ وہ غبغب کر دو
آٹھ بوسون کا ہون تو کراوس بت دنا تپ کا — صبح کے دو شام کے دو روز کے دو شب کے دو
بوسے اوس رخ کے پیا پے ہم جو سب لینے لگے — کہتے ہیں یوں یہ اب کو دو یہ جب کو دو یہ تب کے دو
لکھ شہیدی اور بھی شعرین بر تبدیل ردیف — دلربا کو بھیجئے مین ریختے اس ڈھب کو دو

غزل میر تقی

قتل کیجے یہ غصہ کیا ہے لاش مری اٹھوا دو — جان سو بھی ہم جاتے رہیں تم بھی آؤ جانے دو
جان سلامت لیکر جاوین کعبہ مین تو سلام کرین — اک جرات ان ہاتھون کا عید حرم کر جانے دو
اوسکی گلی کی خاک جو نکری دامن دل کو کھینچے ہی — ایک اگر یہ جی بھی گیا تو آتے ہیں مر جانے دو
کرتے ہو تم بھی نظرین یہ بھی کوئی مروت ہے — برسون سے کیسے تڑپتے ہیں جدا ہم آکر سر آنکھ ملانے دو
کیا کیا اپنے لوہو پیتے گردم مین ہر گردم مین جینے — دل جو بغل مین رہ نہیں سکتا اسکو کسی سر جانے دو
اب کی جنت ہر شور بہاران ہمکو مت زنجیر کرو — ملکے ہوس تک ہم تم بھی چالیس مہینے ہمکو بھی پینے دو
عرصہ کتنا ساری جہان کا وحشت پر جو آجاوین — پانون تو ہم پھیلا دین کے پر فرصت ہمکو پانے دو
کیا جاتا ہے اسمین ہمارا چپکے ہو تم بیٹھے ہین — دل جو سمجھتا تھا سو سمجھا ناصح کو سمجھانے دو
ضعف بہت ہے میر تمہین کچھ اوسکی گلی مین مت جاؤ — صبر کرو تک اور بھی صاحب طاقت جی مین آنے دو
بات بنا مشکل سا ہے شعر بھی یان کہتے ہین — فکر بلند سے یار و ہمکو اک ایسی غزل کہلانے دو

غزل سودا

آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو — آخر تیرے جھلکے ہین فلک پر سے زمین کو
آتا ہے تو آ شوخ کہ مین روک رہا ہون — مانند حباب اپنے دم باز پسین کو
دیتی ہی سمین جبین بدی ہی گمان کی — ساتھ اوسکے مین جاتا ہون نہ دگر جبین کو

ہرگز بجہان رو سیہی اوسکو نہوتی
لگتا نہ مرے نام سے گر عیب نگین کو

جون دانہ سمجھ مور و ابر کرم حق
زاہد در میخانہ کے ہر خانہ نشین کو

اک گل بھی چمن مین شنوا گوش نہین ہے
دے مرغ گرہ سینے مین فریاد حزین کو

مطلب کی مرے غرض یہ یکبار بھی سودا
ناخن نہ چھوایا کبھی اس لب سخنین کو

غزل محتسب

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

موئے کمر ہے یون بدن یار مین عیان
دُرِ نجف کے جرم مین جس طرح بال ہو

گل کی زبان گنگ ہے تو لنگ پائے سرو
کیا عندلیب کیک مین نہ بول چال ہو

رندو صنور رقص ہو بزم شراب مین
ہاتھ آئے گر نہ بھانڈ تو صوفی کا حال ہو

موذی کو بعد مرگ بھی آرام ہے محال
کس طرح زیر تیغ یہ گینڈے کی ڈھال ہو

دو دو نہ میری آنکھون مین کیونکر ہون پتلیان
آٹھون پہر جو تیرے تصور مین خال ہو

کیا نیند آئے جو ہو یہی رات بھر خیال
گل تکیہ کی عوض کوئی مخمل کا گال ہو

گر محتسب کو خون ہمارا ہوا حلال
یارب بھلا شراب تو ہم پر حلال ہو

غزل ہوس

تو نی رعنائی کی قامت جو دکھائی مجکو
روش سرو چمن پھر نہ خوش آئی مجکو

دل مرا سینہ مین جون برق ہی شب سی بیتاب
کس نے یاد اوسکے تبسم کی دلائی مجکو

ہاتھ سے آبلہ پائی کے بتنگ آیا ہون
کوچۂ یار تلک کب ہو رسائی مجکو

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن
جان منظور نہین تیری جدائی مجکو

باغ ہستی کی وہین سوجھہ گئی کیفیت
مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجکو

نہ ہوئی غم سے کسی طرح رہائی ہیہات
وصل کے دن بھی رہا خوف جدائی مجکو

بیٹھ کر پہلو سے میرے جو گیا اوٹھ وہ ہوس
فتنہ برپا ہوا آفت نظر آئی مجکو

غزل انشا

ضعف آتا ہے دل کو تھام تو لو
بولیو مت ذرا سلام تو لو

کون کہتا ہے بولو مت بولو
ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو

ہم صغیر و چھٹوگے مت تڑپو
دم ابھی آکے زیر دام تو لو

انکھین ہاتو نیہ لوٹتا ہون مین
گالی پھر دے کے میرا نام تو لو

اک نگہ پر بکے ہے انشا آج
مفت مین مول اک غلام تو لو

غزل آصف

تجھسا دلدار ہو اور ناز و خرام ایسا ہو
کیون نہ دل کفر سے منکر ہو جو رام ایسا ہو

لب مسیحا سے کرے بات تو لے مصحف او
مردہ دل کیون نہ جیے جسکا کلام ایسا ہو

مین ہون صدقے تری تو گالیان دے ای ظالم
بندگی ایسی ہو اور اوسکا انعام ایسا ہو

زلف مشکین مین پریرو کے یہ دل کیون نہ پھنسے
ایسا صیاد ہو اور ہاتھ مین دام ایسا ہو

آرزو ہے کہ شب وصل میسر ہو وے
مین ہون اور یار ہو اور گردش جام ایسا ہو

ملتجی مست ہو سوا ذات علی کے آصف
پھر تجھے چاہیے کیا جسکا امام ایسا ہو

غزل نیاز

عشق میں تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط و زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

عقل کے مدرسے سے اوٹھ عشق کے میکدے میں آ
جام فنا و بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

لگ کی آگ لگ اوٹھی پنبہ طرح سا جل گیا
رخت وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو

ہجر کی سب مصیبتین عرض کین اوسکے روبرو
ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

دنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہین
آپ سے جو گذر گیا پھر اوسے کیا جو ہو سو ہو

غزل بے بدل سوز

مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو
کلیجے مین کانٹا لگا ہے نکالو

نہ بھائی سب مجھے زندگانی نہ بھائی — سب مجھے نہ لو سبھتے مار ڈالو
خدا کے لیے اے مرے ہمنشینو — یہ بانکا ہو جاتا ہے اسکو بلا لو
اگر وہ نہ آوے تمہارے کہے سے — تو منت کرو گھڑی گھڑی بلالو
اگرچہ خفا ہو کے وہ گالیان دے — تو دم کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو
کہو ایک بندہ تمہارا مرے ہے — او سے جانکنی سے تو جا کر نکالو
جلون کی بری آہ ہوتی ہے پیارے — تو اس سوز کی اپنے حق مین دعا لو

غزل صبا

جو سونگھے اوس گل زیبا کے پیرہن کی بو — خوش آوے کب اوسے نسرین و نسترن کی بو
دماغ کیون نہ معطر ہو بلبل شیدا — ہر ایک گل سے جو آتی ہے پنجتن کی بو
خط آگیا ترے چہرے پہ ملے گل خندان — گئی مزاج سے اب تک نہ بانکپن کی بو
جو بیٹھا آن کے محفل مین وہ مرا گل رو — گئی وہ مست اوسی وقت انجمن کی بو
نشانی جب تری زلفون کی لیگئی ہے صبا — ختا سے جاتی رہی نافۂ ختن کی بو

غزل نظیر

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو — یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو
جدا جو ہمکو کرے اوس صنم کے کوچے سے — الٰہی راہ مین ایسا کوئی رقیب نہو
علاج کیا کرین حکما تپ جدائی کا — سوائے وصل کے اوسکا کوئی طبیب نہو
نظیر اپنا تو معشوق خوبصورت ہے — جو حسن اوس مین ہے ایسا کوئی حبیب نہو

غزل یوسف

دیکھکر اوسکے روے خندان کو — گل نے پرزے کیا گریبان کو
اوسکے ہونٹونکے آگے قدر نہین — لعل پھر جاوے گر بدخشان کو
آنکھ تیری شکار افگن ہے — کیون نہ بھاسکے ہرن بیابان کو

گرم ہو کر نہ سوئے یار کے ساتھ
آگ لگ جاوے اس زمستان کو

یاد آتی ہے سورتِ یوسف
تمکو لکر دیکھتے ہین قرآن کو

غزل انشا

کوئی اس دام محبت مین گرفتار نہو
اے خدا یہ تو کسی بندے کو آزار نہو

کیجے اقرار کچھ ایسا کہ پھر انکار نہو
یعنے آپس مین کسی ڈول کی تکرار نہو

غیر کو صحبت دلدار مین کیون بار نہو
یعنے کیا معنے جہان گل ہو وہان خار نہو

دیکھ آئینہ مین منہ اپنا خریدار نہو
ناک چوٹی مین بس اتنی بھی گرفتار نہو

اوسکے اٹھنے سے گرانی ہی بس آجاتی ہے
نکہتِ گل کی طرح سے جو سبکسار نہو

کیا ہی خوش آیا یہ مقطع ہو گل انکا کہنا
آدمی کیا کہ جسے بوجھہ نہو بھار نہو

سیر تو ایک طرف لاکھہ غنیمت کہ یہان
سانس لینے مین کوئی شخص گنہگار نہو

جام اے ساقی گلفام وہ کس کام بھلا
آدمی پی کے جسے خوب ہی سرشار نہو

سطر منصور کے لوہو سے ہوئی یہ تحریر
یعنے سردار نہین وہ جو سرِ دار نہو

نالۂ مرغ چمن نے اوسے بے خواب کیا
مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو

ہے تو یہ قصد کہ چھیڑون اوسے لیکن کیونکر
مین جو چھیڑون تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو

کھول دیتا ہون تری کان ابھی سے اے گل
ایسی تقصیر کبھی پھیر خبردار نہو

آج ہے دھوم اسیران قفس آتے ہین
جا کے دیکھو تو کوئی تازہ گرفتار نہو

بخت بیدار اگر خواب مین مجکو پاوے
تو وہ پھر تا بقیامت کبھی بیدار نہو

کہہ غزل اور دعا یہ کبھی دے انشا تا شاید
کوئی اوس یوسفِ مصری کا خریدار نہو

غزل ذوق

اس آگہی پہ دیا حق نے پہونچا ہمکو
کہ فلک آیا نظر خال ہے چھوٹا ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہے صحرا ہمکو
اور جون خیمۂ لیلی ہے سویدا ہمکو

رکھ ہمکدر بس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو — سب تجھے جانا کہ آیا خاک سے پیدا ہمکو

ہو ویگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا — آگیا اپنے اگر رونے پہ مرنا ہمکو

اور ہم درد کہان ہو نہو اے حضرت دل — درد اب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہمکو

پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست — کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپولا ہمکو

نخل حنا کی طرح بات محبت مین ملا — کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو

تن سے کیا بیان کہ دل اپنے لگنے پاوے — ہو بشرطے ترے آنے کا بھروسا ہمکو

آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر — ہر نفس بادِ مخالف کا ہے جھوکا ہمکو

ہم سے جسکی طرف جون گل بازی او سنو — پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے ہین کہ اس نو خط نے — خط لکھا غیر کو اور رکھول کے بھیجا ہمکو

ایک دم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب — فکر امروز ہے نہ ہے غم فردا ہمکو

کیا ستم ہے کہ پے قطع رہ عشق فلک — آرہ سان دیوے ہے دندان عوض پا ہمکو

دل مین ہین قطرۂ خون چند سو مانند حباب — نرہی وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ہمتو کہتے تھے کہ ذوق انکی تو زلفون کو نہ چھیڑ — اب وہ برہم ہے تو ہے تجھکو قلق یا ہمکو

غزل سودا

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو — ہوائے ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو

روا ہے کہ تو بھلا لے سپہر با انصاف — ریا و زہد چھپے راز عشق رسوا ہو

بھرا ہے اسقدر اے ابر دل ہمارا بھی — کہ ایک لہر مین روئے زمین دریا ہو

جو مہربان ہین سودا کو مغتنم جانین — سیاہی زاد وفنے ملتا ہے دیکھیے کیا ہو

غزل وحشت

زخم جدائی دل پہ لگا کہ اس پہلو کہ اوس پہلو — دل بر مین تڑپتا ہای رہا کہ اس پہلو کہ اوس پہلو

وہ خواب مین ہم آغوش ہوا اور کھل گئی آنکھ اگر — پھر درد جگر یکبارا و ٹھا کہ اس پہلو کہ اوس پہلو

بیمار کہان اب ہاتھ لگے دو رشک پری ہمدم
بالین تھا جسکے ہاتھ مرا گہ اس پہلو گہ اوس پہلو

تھا خواب عدم مین راحت سو اے عشق جگایا تونے مجھے
سے یار تڑپتا ہون تنہا گہ اس پہلو گہ اوس پہلو

پہلو سے لگا کر پہلو کو مجھ پاس نہ بیٹھا وحشت سے
اے یار یہ اتنا کہ جا رہا گہ اس پہلو گہ اوس پہلو

غزل سوز

تا در کوے صنم یا تو سبھے پہونچا دو
یا ابھی دل کو مری پاس مرے اوسکے لادو

رسم و آئین اسیری کے مجھے یاد نہین
تو گرفتار ہون اے ہم قفسو سکھلا دو

سانس لینے دو چھری نیچے شتابی کیا ہے
ذبح تو کرتے ہو ٹک صبر کرو جلادو

مغبچو اور توقع تو نہین تم سے اب
آتش عشق تو دامن سے بجھا جھڑکا دو

درد و سوز ہے دنیا مین غریبونکی بساط
شاعری تمکو مبارک یہ رہے استادو

غزل میر تقی

منعقد کاش مجلس مل ہو
درمیان تو ہو سامنے گل ہو

گر میان متصل رہین باہم
نہ تساہل ہو نا تغافل ہو

اب دھوان یون جگر سے اوٹھتا ہے
جیسے پرپیچ کوئی کاکل ہو

نہ تو طالع نہ جذب پھر دل کو
کس بھروسے پہ ٹک تحمل ہو

لگ نہ چل اے نسیم باغ کہ مین
رہ گیا ہون چراغ سا گل ہو

اوٹھ چلا لالہ سان رہا تو کیا
داغ بھی ہو تو کوئی بالکل ہو

طول رکھتا ہے درد دل میرا
لکھنے بیٹھون تو خط ترسل ہو

دیر رہنے کی جا نہین یہ چمن
بوے گل ہو صفیر بلبل ہو

ہو جو مجھ بادہ کش کے عرس مین تو
جبکہ قلقل کے شیشے کا قل ہو

مجھ دوانے کی مت ہلا زنجیر
کہین ایسا نہ ہو کہ پھر غل ہو

منکشف ہو رہا ہے حال مرا
کاش ٹک یار کو تامل ہو

غزل نور

تم سبھون کا یار ہو محبوب ہو
ہر طرح اچھا ہو خوش اسلوب ہو

قتل کرتا ہے ہمین یا نہ وہ شوخ
دیکھیے کیا اوسکے تئین مرغوب ہو

ایک حالت پر نہین رہتا مزاج
شیخ جی تم ہو نہ ہو مجذوب ہو

شکر اللہ اوسکے پاس اسوقت تیغ
عاشقون مین تم بھی اک محبوب ہو

جان و دل توکر چکا تیرِ نثار
سر تلک بھی دون اگر مطلوب ہو

کیا برا ہے رسم شہرِ عشق کا
وصل ودو دل ایک جا معیوب ہو

ہے کھڑا عاشق تمھارا وہ کنور
گر بلا لیجے تو اوس کو خوب ہو

غزل انشا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہوگئے لو اور سنو

تم کہوگے جسے کچھ کیون نہ کہیگا تمکو
چھوڑ دیوے گا بھلا دیکھ تو لو اور سنو

یہی انصاف ہے کچھ سوچو تو دل مین اپنے
تم تو نت لو کہو مری اک نہ سنو اور سنو

ابتو کچھ اتنے خفا ہو کے کہو ہو مجھ سے
ہے قسم تمکو مرا نام تو لو اور سنو

غرض احوال مرا سنکے جھڑک کر بولے
جاؤ رے جاؤ زبر رو ہو چلو اور سنو

چلکے دو ایک قدم دیکھتے ہو پھر یون کیون
گالیان سنکے تو چپکے چاہتے ہو اور سنو

آپ ہی آپ مجھے چھیڑو رو کو پھر آپ ہی
آپ ہی بات مین پھر روٹھ کے اوٹھو اور سنو

آفرین لین نہ یہی چاہیے شاباش تمھین
دیکھ روتا مجھے یون ہنسنے لگو اور سنو

بات میری نہین سنتے جو اکیلے مل کے
ایسی ہی ڈھب سے سناؤن کہ سنو اور سنو

شکوہ مند آپ سے انشا ہو سو اسکا کیا دخل
تم نہ مانو تو کہون چل کے جیو اور سنو

غزل سودا

بلبلان سب پہ وہی آئین باغبان رو دیکھیو
آنسو اور شبنم ستی حوض و نہر بھر دیکھیو

یہ وصیت کر کے بلبل باغبان سے مر گئی ‌ ‌ کہ گئی مجکو جگہ تحت چمن پر دیجیو
بعد میرے دفن کے تو قل پڑھنا چاہے اگر ‌ ‌ کھود کر ہر بیخ گل کو صاف مٹی دیجیو
پھر قدم چالیس ہٹ کر آکے تربت پر مری ‌ ‌ فاتحہ کی جائے یہ تعریف گل کی کیجیو
یاد تھا مدت سے سودا کے تئیں یہ ماجرا ‌ ‌ آج کیوں ظاہر نہیں کچھ بھید اسکا کیجیو

غزل مومن خان

اوللہ وہ شکوہ کرتے ہیں اور کس ادا کے ساتھ ‌ ‌ بیطاقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ
بہر عیادت آئے ولیکن قضا کے ساتھ ‌ ‌ دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کے ساتھ
بے پردہ غیر پاس اوسے بیٹھا نہ دیکھتے ‌ ‌ اوٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
شاید وہ لالہ رو گیا گلگشت باغ کو ‌ ‌ کچھ رنگ و بوئے گل کے عوض ہے صبا کے ساتھ
اوسکی گلی کہاں ہے یہ کچھ باغ خلد ہے ‌ ‌ کس جا ہے مجکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
آتی ہے بوئے باغ شب تار ہجر مین ‌ ‌ سینہ ہی چاک ہو گیا ہو وفا کے ساتھ
کھلا نہ کسکا مشورہ قتل ہو گیا ‌ ‌ کچھ آئی بوے خون وہاں کی ہوا کے ساتھ
تجھے وعدے سے پھر آنیکے خوش یہ خبر نہ تھی ‌ ‌ ہے اپنی زندگانی ادی بیوفا کے ساتھ
اللہ رے گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر ‌ ‌ مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ

غزل ولی

سن تو دل کیوں توڑا اوس بت بے حیا کے ہاتھ ‌ ‌ کوئی آتا ہے بھلا ایسے ستمگر کے ہاتھ
دام مین آن کے صیاد سے بلبل نے کہا ‌ ‌ بیچنا مجکو کسی آئینہ رخسار کے ہاتھ
بوسہ اون ہاتھونکے لیتا ہون مین ہر دم کر آن ‌ ‌ کیونکہ مدت سے ہے ہاتھو مین دلدار کے ہاتھ
جلد پھیر اوسکو ملا دے یا مجھے دور رکھے ‌ ‌ ایسی ہی بات ہے حضرت غفار کے ہاتھ
حشر کا خوف ولی کو تو نہیں ہے واللہ ‌ ‌ ہے شفاعت یہ وہان احمد مختار کے ہاتھ

غزل میر تقی

سرو دفار کیا ہے کسی خود نما کے ہاتھ
ہے آبرو فقیر کی شاہ و ولا کے ہاتھ

بھلا دیا فلک نے ہمین نقش پا کے رنگ
اوٹھنا ہمارا خاک سے ہے اب خدا کے ہاتھ

آنکھوں مین آشنا تھا مگر دیکھا تھا کہین
تو گل کل ایک دیکھا ہے مین نے صبا کے ہاتھ

دیکھا اوسکو مجکو یاردن سے حیران ہو کہا
کس ڈھب سے لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کے ہاتھ

دل کی گرہ نہ ناصح تدبیر سے کھلی
عقدہ کھلے گا میر یہ مشکل کشا کے ہاتھ

غزل انشا

پرچھائیں اپنی چال کی ٹک منہ کو موڑ دیکھ
گردن کی یہ لچک یہ کمر کی مروڑ دیکھ

پیکاں تیر آہ ہے آلودہ زہر سے
باور نہو جو تجھے تو مرے دل کو توڑ دیکھ

مین نے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہون خیر
بولا کہ سنا دے ہے اچھا نہ چھوڑ دیکھ

چوکھٹ پہ مین نے اوسکے جو پٹکا یہ سر کہا
دروازہ کھولتا ہون سر اپنا نہ پھوڑ دیکھ

جوڑی جو اوسنے مجھسے تو توڑی رقیب نے
انشا تو اپنے یار کے یہ توڑ جوڑ دیکھ

غزل سودا

کہان وہ نور کا شمس و قمر مین ہے شعلہ
جو حسن یار کا اپنی نظر مین ہے شعلہ

نلکر دود بنا گوش گوشوار دون مین
کہ بحر حسن کے ہر ایک گھر مین ہے شعلہ

غضب جو ذرہ دل اوسکے مین ہو تو کم مت جان
کہ سنگ مین ہے شرر اور شرر مین ہے شعلہ

شرر سے کم نہین آتا ہے گرم قطرہ اشک
یہ عاشقون کی مگر چشم تر مین ہے شعلہ

سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا
تری بھی اے نفس سرد تر مین ہے شعلہ

سدا تلاش مین یار دو اوس آتشین خو کے
یہ رات دن مہ و خور کا سفر مین ہے شعلہ

نہ سے تو نالہ یہ تکلیف ہمصفیر مجھے
کہ نالہ یان نہین اس مشت پر مین ہے شعلہ

یہ تکمے کی ہے جھلک یار کے گریبان پر
کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہے شعلہ

بتان کا عشق بھی سودا اثر اسے شعلہ بار
کہ دل کے سوختہ کو اس ہنر مین ہے شعلہ

غزل صاحب

گر بجھے قتل ہے منظور چل آ بسم اللہ — تیغ وخود تجھے جانثر ہے گلا بسم اللہ
ہم تو حاضر ہین نہ کرتے ہین ترا حکم ای دل — خون دل تو جو پلاتا ہے پیا بسم اللہ
دیکھئے اسکی ملاقات مجھے کب ہو نصیب — ہجر مین تیرے مرا دل تو چلا بسم اللہ
اسطرح خوب نہین جان کا دینا بسمل — در ایوان پہ ٹک پڑھ تو بھلا بسم اللہ
گر تعقب ہے تجھی حال پر صاحب کے سخن — زخم دل کا تو اب اوسکے نہ سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا سینہ مین تڑپتا دل بیتاب ہے واللہ — سیماب ہے سیماب ہے سیماب ہے واللہ
تاب رخ دلدار سے مہتاب ہو خورشید — کیا تاب ہے کیا تاب ہے کیا تاب ہے واللہ
جون ہیرا مژگان مین ترے گوہر آنسو — نایاب ہے نایاب ہے نایاب ہے واللہ
کہتا ہے وہ شمشیر دکھا تشنہ لبون کو — کیا آب ہے کیا آب ہے کیا آب ہے واللہ
مشتاق ہمین کرکے بھلے آئے جناب آپ — آداب ہے آداب ہے آداب ہے واللہ

غزل رمضان علی دام

تمکو مبارک ہووے ناز و ادا واہ واہ — سب بجھے ہو کیا خوب ہی تم نام خدا واہ واہ
محو جہان ہو تمہین مقصد جان ہو تمہین — کیون نہ کہین تمکو سب شاہ و گدا واہ واہ
یوسف مصری کہان اور یہ خوبی کہان — دیکھ تمہین خلق مین شور اوٹھا واہ واہ
اسلئے آئے ہمین دیکھنے جاوین تمہین — بندہ نوازش تمہین جو ہو رضا واہ واہ
آکے گلی مین تری صبح کو اور شام کو — تیری گدا کی میان یہ ہے صدا واہ واہ
کم سن اسان کہین دیکھ کے جلوہ ترا — سر کو جھکا با ادب جل جلی واہ واہ

غزل جرأت

اسشب کسی کاکل کی حکایات ہے واللہ — کیا رات ہے کیا رات ہے کیا رات ہے واللہ

دل چھین لیا اوسنے دکھا دست حنائی　　کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے
عالم ہے جوانی کا بھرا او بھرا ہوا سینہ　　کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات
دشنام کو پایا جو مزا اوسکے لبونسے　　صلوات سے صلوات سے صلوات
جرأت کی غزل جسنے سنی اوسنے کہا واہ　　کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے

غزل سودا

غیر پہ نت ہے کرم ہم پہ ستم واہ واہ　　دیکھ لیا بس تمہین ہے تمہین صنم واہ واہ
مہر کرے یا جفا جس میں ہوا اوس کی رضا　　اوسکی رضا مین سدا کیجئے سر کو دم
سبز کیا کشت کو برس کے عالم مین تو　　ٹک تو ادھر بھی کبھو ابر کرم واہ
خانۂ مشرب کی دیکھ تازہ بنا کو مرے　　کہتے ہین نت ساکن دیر و حرم واہ
کہنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کی طرح　　اوسپہ زمین سے ہو تا لوح و قلم واہ

غزل مظہر

اوسکو تو بھیجتا ہے مجھے خط صبا کے ہاتھ　　اس واسطے لکھا ہے چمن مین ہوا کے
برگ حنا پہ لکھے ہون احوال دل مرا　　شاید کبھی تو جا لگے اوس دلربا کے
آزاد ہو رہا ہون دو عالم کی قید سے　　مینا لگا ہے جب سے مجھ بینوا کے
ڈرتا ہون میرزائی تری دیکھ ہر سحر　　سورج کے ہاتھ جوڑے دیکھا صبا
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک اب اوسکی تیغ سے　　یہ شیشہ بیچتا ہے کسی میرزا کے

غزل درد

ہر طرح زمانے کے ہاتھون سے ستم دیدہ　　گر دل ہو تو آزردہ خاطر ہو تو رنجیدہ
ہم گلشن دوران مین از خستگی طالع　　سب سبز تو ہون لیکن جون سبزۂ خوابیدہ
اے شور قیامت رہ او دھر ہی مین کہتا ہون　　یون سنکے سب ہے تو بھی یان سے کوئی دل
اور رونے تو ہنستے ہو نظر ون سی ملا نظر ہن　　ایدھر کو نگہ کوئی پھینکی بھی تو دزدیدہ

بدخواہ بھی جو عالم کو ہو دوست تو ہو لیکن | یارب نہ کسی کے ہوں دشمن یہ دل و دیدہ
کرتا ہے جگہ دل میں جون ابروی پیوستہ | اے درد یہ تیرا ہے سر مشرع چسپیدہ

غزل میر تقی

نظر آیا تھا صبح دور سے وہ | پھر چھپا خور سا اپنے نور سے وہ
جز برادر عزیز یوسف کو | نہیں نکلتا کبھی غرور سے وہ
دیکھیں عاشق کا جی بھی ہے کہ نہیں | تنگ ہے جان ناصبور سے وہ
کیا تصور میں پھرے ہے صورت | کہ سرکتا نہیں حضور سے وہ
خوبی اس خوبی سے بشر میں کہاں | خوب تر ہے پری و حور سے وہ
دل لیا جس عمین کا تو نے تو رخ | رہ گیا جی سے اک سر دوری وہ
خوش ہیں دیوانگی میر سے سب | کیا جنون کر گیا شعور سے وہ

از انشا

تو مجھے لگا کہنے کہ چل ہٹ کے پرے بیٹھ | یون مجھے لگا ستانے جتانے ندا ہی بیٹھ
کب تک تو ڈراتا ہے پھرے ہاتھ میں لے تیغ | غصہ تو کہیں جا سٹے مرے بس غیر پرے بیٹھ
تو دوڑ کے آتا ہے مجھے چھیڑنے تب کو | نادان یہ بھلا کون ہے سو چین سے اری بیٹھ
کیسا ہی ملا کیون نہ وہ بیٹھا ہو مرے پاس | کہتا ہوں میں اس کو بھی کہ ٹک اور ورے بیٹھ
انشا کہیں ہنس بول مزاجی نہ کر اے بس | مت ہاتھ کو اسطرح سے تو سر پہ دھرے بیٹھ

غزل ذوق

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے | اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے | اسے تیر قضا اوس کو پر تیر قضا سمجھے
شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے | ہمارا خون کر قاتل ہیں اسیکو خون بہا سمجھے
ہر اک گردش میں سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے | فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزا سمجھے | کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
برائی مین ہمارے وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
سمجھے لے سنگدل آرام جان دلربا سمجھے
وہ سمجھے خاکسارونکو جب اپنا خاکپا سمجھے
ترے کشتے جو یون خواب عدم سی یک بیک چونکی
نسیم صبح گلشن مین اگرچہ ہو دم عیسے
روان ہوتا ہی اوس بستان سرای کاروان گل
حساب اصلا نہو پوچھے مجھے میرے دل کی زخمونکا
اگر دل کو نکالا چیر کر نشتر پیکان تو رہنے دو
کرے آہ رسا میری جو سیر عالم بالا
سنے ہے زخم دل تدبیر پر جراح کی کہدو
محبت سی اگر موم ہوا اوس دلشکن کا دل
عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
مجھے آتا ہی رشک اوس بندے آشام پر ساقی
نہ آیا خاک بھی رشتہ سمجھ مین عمر رفتہ کا
خبر سنتے ہی قاصد سے ہوئے ہم بیخبر بالکل
نحوست بھی سعادت ہوگئی زلفونمین جو بو کی
کشاد کار سمجھے پنجۂ تقدیر کو سونپا
بلا اوس زلف کی مصرع مین ہی مضمون پیچیدہ
ہوا سے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہی
سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اوسکی

اور اسپر بھی نہ وہ سمجھے تو اوس بت سے خدا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے
پڑین پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے
مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے
ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے
چٹکنے کو صبا غنچہ کی آواز درا سمجھے
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
کہ عاشق اپنے پہلو مین اوسیکو دل کی جا سمجھے
فلک کو بھی یوہین اک آبلہ سا زیر پا سمجھے
اونھین ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے
دل شکستہ میرا اپنے حق مین مومیا سمجھے
کرین گے لیکے خط کیا مدعی سی مدعا سمجھے
نہ جو دع ما کدر جانے نہ جو خذ ما صفا سمجھے
مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے
ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے
گلیم تیرہ بختی سے یہ ہم ظل ہما سمجھے
خرد کے ناخنونکو ناخن انگشت پا سمجھے
اوسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
کہین ایسا نہووے ہمسے وہ کافر ادا سمجھے

غزل مومن خان

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے
نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے

وہ چلا جان چلی دونون یہان تک جھٹکے
اوسکو تھامون کہ اسے پائون پڑون کس کس کے

پائون تربت پہ مرے دیکھ سنبھلکر رکھنا
چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے جسکے

مجکو مارا یہ مرے حال تغیر نے کہ ہے
کچھ گمان اور ہے دھڑکے ہین دل ناکس کے

کس پہ پیرو سے ستمگر سے ملا دل افسوس
کس پہ دیوانہ ہوا ہوش گئے مین کس کے

بخت پروانے سے قربان عدو ہون جینے
آگ تن جای ہے وہ گرد پھرون ہون جسکے

نالۂ رشک نہو باعث درد سر مرگ
غیر کے سر پہ لگاتا ہے وہ صندل گھس کے

لذت مرگ سے ہجران کے دعا ہی کہ خدا
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی بے حس کے

کیون نہ تم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

یار مومن سے بھی ہین مری طبع روان
واہ افکار تر ان اور مع یابس کے

غزل نصیر

جدھر وہ ماہ لقا صبح جلوہ گر ہو جاے
مرا بھی چون گل خورشید منہ ادھر ہو جاے

کسی کا کشتۂ خون وہ نگار گر ہو جاے
تو اوسکے آگے حنا ہاتھ باندھکر ہو جاے

تصور اوسکے تہ ناخون کا رہ رو تب ہمکو
دل اپنا کیون نہ دو عالم سے بیخبر ہو جاے

شکر لبون کے قدون کا یہ ہے خیال مجھے
جو دل سے آہ بھی نکلے تو نیشکر ہو جاے

یہ تاب اوسپہ کھلے ماجرائے دل اپنا
سر تنک چشم اگر تو پیامبر ہو جاے

الٰہی عشق مین جون جون کھاے تیرے قدم
اسی قدم پہ مری زندگی بسر ہو جاے

وہ جام مے مین نہ کیون دیکھو عکس رو ساقی
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جاے

ہمارے سر پہ یہ پانی چڑھا ہے سو نیزے
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جاے

ترے کرم سے محبت کا آدمی سر رشتہ
درست اس سے خدایا یہین اگر ہو جاے

توسو طرح سے مرا مثل رشتۂ تسبیح
یقین ہے جلوۂ دل مین تو ہوں ذکر ہو جاے

خدا دکھاے کہین روے روز وصل نصیر
شب فراق تشابی کٹے سحر ہو جاے

غزل درد

ارض و سما کہان تری وسعت کو پاسکے
میرا ہی دل ہے یہ کہ جہان تو سما سکے

وحدت مین تیری حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اوٹھا سکے

قاصد نہین یہ کام ترا اپنی راہ لے
اوسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے

غافل خدا کی راہ پہ مت بھول زینہار
اپنے تئین کھلا دے اگر تو کھلا سکے

یارب یہ کیسا ظلم ہے اور اک فہم یان
دوڑے ہزار آپ سے باہر نجا سکے

گو بحث کرکی بات بنائی تو کیا حصول
دل سے اوٹھا خلاف اگر تو اوٹھا سکے

اطفار نار عشق نہو آپ سے کبھی
یہ آگ وہ نہین جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بیخود ہین جسکے تعر
اے درد چاہے لاے بخود پھر نلا سکے

غزل میر تقی

پسند زلف کرے قیدی کمند کرے
پسند اوسکی ہے وہ جس طرح پسند کرے

ہمیشہ چشم ہے نمناک ہاتھ دلپر ہے
خدا کسیکو نہ ہمسا بھی دردمند کرے

بڑون بڑون کو جھکاتی ہے سر بجز آدم
پکڑکے تیغ وہ اپنی اگر بلند کرے

بیان دل کے بھی جلنے کو کرے محلس مین
اوچھلنے کودنے کو ترک گر پسند کرے

نہ محکو راہ سے لیجاسے مکر دنیا کا
ہزار رنگ یہ فرتوت کو چھند کرے

سواے اسکے تری داڑھی مین ہے کیا اے شیخ
کہ جو کوئی تجھے دیکھے سو ریش خند کرے

دکھاوے آنکھ کبھو زلف کھوے منہ یہ کبھو
کبھو خرام سے رستے کو بستے بند کرے

اگرچہ سادہ ہے لیکن ربودن دل کو
ہزار پیچ کرے لاکھ لاکھ فند کرے

ومن میں نظر

سخن یہی ہے جو کہتے ہیں شعر میر ہیں سحر
زبان خلق کو کس طور کوئی بند کرے

غزل آتش

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچے ہوئے بوئے گل صبا نے دی

دکھائے روئے مخطط نے یار کے اعجاز
کلیم یوسف کو پیغمبری خدا نے دی

گئی ہے دیر سے ابتک پھری نہیں شاید
در قبول کے اوپر دُھائی دعا نے دی

سویدا داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی یہ کس لالہ گون قبا نے دی

غزل ناسخ

نہ فقط چاہ سبھی قامت دلدار کی تھی
مثل منصور زمانے کو ہوس دار کی تھی

ہر خریدار کو تھا مرتبۂ موسائی
آتش طور سے گرمی ترے بازار کی تھی

جو ترا رخنۂ دیوار نظر آتا تھا
صاف تصویر مرے دیدۂ بیدار کی تھی

تھا مجھے بال ہما ہر پر کاہ دیوار
چھاؤں جسدم مرے سر پر تری دیوار کی تھی

آشنا تھا نہ کبھی پائے نگہ کانٹوں سے
رات دن دید مجھے گلشن بیخار کی تھی

جن دنوں گلشن رخسار ترا تھا بیخار
کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی

تھا ترے نرگس سے کون سی زمانہ بدمست
سدھ کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تھی

چہرہ آتش کدہ ابرو تھے سو محراب حرم
گردن آگے ترے خم کافر و دیندار کی تھی

صلحنامہ جو لکھا تیرے خط مشکین نے
نہ رہی جنگ جو کچھ میرے اور اغیار کی تھی

ہوگئی سبزۂ خط اس کو شفا کی بوٹی
اوس سوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھی

تھی نہ امید رہائی کی دل ناسخ کو
لاکھ زنجیر ترے گیسوئے خمدار کی تھی

غزل شطب

کس شان سے آتی ہے یہ چالاک لسبنتی
اور پہنے ہوئے سرخ ہے پوشاک لسبنتی

معلوم نہیں عشق میں ہے کس کے گرفتا
کیون رکھتی ہے یہ سینہ کشی چاک لسبنتی

ہم ہین ترے مشتاق ذرا آکے لپٹ جا — فرقت مین ترے ہوگئی بس خاک سستی
گل پھولے سماتے نہین گلشن مین عزیزو — اور باد صبا جھاڑرہے ہے خاشاک بستی
کیونکر نہ قطب ہووے فدا جان وجگر سے — ہوتا ہے تصدق ترے افلاک بسنتی

غزل انشا

نگہ ہے اوس پری کی سحر جتون ایک آفت ہے — معاذ اللہ جو دیکھے اسطرف یہ کسکی طاقت ہے
چمن ہے جام صہبا ہے گھٹا ہے جای خلوت ہے — اگر ایسے مین آجاوے تو صاحب وقت فرصت ہے
رگڑنے دو ہے مجھے تلوون سے ٹک تو اپنی آنکھین تم — تصدق مین تمھارے جاؤن اس سے مجکو راحت ہے
مبادا جھاڑ کر پنجہ جھپٹ جاوے کہین وحشت — بڑے تیور نظر آتے ہین اس سے مجکو وحشت ہے
بھلا کیونکر نہ غش ہون ہم کر درون وضع کی انسمین — لطافت ہے ملاحت ہے نزاکت ہے صباحت ہے
مجھے کیون گالیان دیتی ہو ہجی کرکے ناحق تم — ارے مکتب کے لڑکو این بھلا یہ کیا شرارت ہے
بھلا آخونجی صاحب کو آنے دو کہون گا مین — کہ لے حضرت سلامت آپ سنئیے یہ حقیقت ہے
دیا ہے پاؤن شوخی مین یہ شاگردون نے صاحب کے — جہان چھٹی ملی ان کو تو اک برپا قیامت ہے
کسی کا منہ چڑھا جانا کسی کو بیٹے کہنا — سدھارے آپ مسجد کو یہان ہوتی قباحت ہے
کتابین پڑی دیکر نجہ ہے تماشا طبلون کی — اگر جھک کے نظر کیجے تو یان کچھ طرفہ صحبت ہے
مراتب خوت کا ملتا ہے اجزاو گلستان کو — نہایت شیخ سعدی کی یہان ہوتی فضیحت ہے
وہ آتے ہین کہ نیلا کھیس اوڑھے سامنے جوجو — غرض تم صاحبون کی خوب اب ہوتی ضیافت ہے
نہین تو کچھ سبب مجھے دینے کہو سب مل کر آپسمین — مزے سے کھیلو کودو لوٹو پو تو یہ فراغت ہے
بدل کر قافیہ انشا غزل اب اور کوئی پڑھ — خدا کے فضل سے تجھکو فدما حسنا کی بلاغت ہے

غزل مومن

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اوٹھے — کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اوٹھے
آج اوس بزم مین طوفان اوٹھا کے آئے — یان تلک روئے کہ اوسکو بھی رلا کے اوٹھے

دل سے کیونکر نہ دھواں ساتھ ہوا کے اوٹھے
شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اوٹھے

گر نہو دل مین خیال نگہہ خواب آلود
درد کیا کیا اثر خستہ جفا کے اوٹھے

شمع کے طور کا محفل مین جو مذکور ہوا
دل جرا بیٹھی تھی جب آنکھ چرا کے اوٹھے

گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ ہین یک حرف غلط
لیک اوٹھے بھی تو اک نقش مٹا کے اوٹھے

ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب
زلف منہ سے کہین اس مہر لقا کے اوٹھے

اف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اوٹھے

مین دکھاتا تمھین تاثیر مگر ہاتھ مرے
ضعف کے ہاتھ سے کب وقت دعا کے اوٹھے

سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اوٹھے

جی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیا
پانون کیا کوچے سے اس ہوش ربا کے اوٹھے

شعر مومن کو پڑھتے بیٹھ کے اوسکے آگے
خوب احوال دل زار سنا کے اوٹھے

غزل سودا

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے
ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے

وہ شخص بار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جسکا ندیم ہووے اوسکی نظر کو پرکھے

جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہو
جو صاحب ہنر ہے وہ ہی ہنر کو پرکھے

درّ سخن کے خواہاں و دیار ہین جہان کے
جسمین نہ جوہرے ہے کوئی گہر کو پرکھے

خاطر مین وہ نہ لاوے دکھا ہزار مرجان
جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھے

سمجھے کہ چشم عاشق یاقوت کا ہے معدن
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے

درّ سخن کو اپنے دکھاوے آدمی سے
ہرگز نہ کہہ تو سودا ہر جانور کو پرکھے

غزل عارف

گر مین سوچی دیکھون سب ہے تری ہمسر بجلی
تو کرے مجھپہ ترے قد کے برابر بجلی

کبھو ہنس ہنس کے دو باتین جو کیا کرتے ہین
بذلہ گو کہتے ہین برسا کرے ہے گوہر بجلی

تیرا دیدار ہے تسکین دہ مضطر جان
ہوئی بیتاب ترے کان کی کیونکر بجلی

کوسنے لوٹنے مین فرق ہوا کرتا ہے
ایک دن دیکھ مرا تو دل مضطر بجلی

ہو وے رونیسے سوا کیون نہ شرریزی آہ
جوش بارش مین چمکتی ہے فزونتر بجلی

چین یکدم نہین بیتابی دل سے عارف
کسنے رکھدی ہے مرے سینہ کے اندر بجلی

غزل انشا

تب سے عاشق ہین ہم ای طفل پریزادترے
جب سے مکتب مین لگا پڑھنے الف بی تی تے

یاد آتا ہے وہ حرفونکا اوٹھانا مجکو
جیم کے پیٹ مین اک نقطہ ہو اور خالی حے

ثے کی سی شکل جو اصل کی سی آتی ہو نظر
نقطہ جو اسپہ لگا دین تو ہوئی پھر وہ سے خے

دال اک کبڑے سی دانا کے مری قد کی شبیہ
ہے سو یک پانچ ہی بن تتھی ہے اور بن نقطے

ذال بھی چھوٹی بہن اسکی ہے جون آتو بجی
ایک پر کالہ سا ہے ساتھ ہے مگر مین اسکے

ری بھی خالی ہے ورے زی پہ بھی ہی یک نقطہ
کہ مشابہ ہے یہ تل سے مرے رخسار سے

سین خالی ہی پڑے شین پہ ہین نقطے تین
صاد اور ضاد مین بس فرق ہی یک نقطے سے

طوے بن طرح ہے اور ظوے پہ ہی یک نقطہ
عین بے عیب ہی اور کا سنے میان غین ہوے

فے پہ یک نقطہ ہی اور قاف پہ ہین نقطے دو
کاف بھی خالی ہے اور لام بھی خالی ہی رے

میم بھی دیکھین ہے اور نون کے اندر نقطہ
مفسلسا بیگ ہی یہ واو بھی اور چھوٹی ہے ہے

کیا خلیفہ جی ہی ایسے پھبن سے نکلے
آگے چھٹی دوا بھی لام الف ہمزہ یے

گالیان تیری ہی سنتا ہے یہ انشا ورنہ
کسکی طاقت ہے کہے کوئی جو یہ اسکو لے

غزل خاکسار

اوسکے ملنے کی نہ سوجھی کوئی تدبیر مجھے
آہ دکھلاوے گی کیا دیکھیے تقدیر مجھے

دو جہان کو مین کرون اوسپہ تصدق پل مین
اوسکی دکھلاوے بھلا جو کوئی تصویر مجھے

ایک بوسے کے سوا کچھ نہین مانگا ہمنے
جسکا جی چاہے اگر دیجیے تعذیر مجھے

آج سب عید دوا عید منالو پیار سے — شرط اسلام کی ہے کیجئے بغلگیر مجھے
تب تو جھنجھلا کے وہ بولا یہ کافر مجھسے — آج یاں عید مین کیون کرتے ہو دلگیر مجھے
خاکسار ہون مجھے نہین دولت و زر کی خواہش — خاکساری ہے بہت نسخۂ اکسیر مجھے

غزل آتش

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے — رُت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے
حال مشکین کو تری کرتے ہین فتنے سجدے — عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے
خاک چھوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش — ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے
کج نگہ تونے تو کی ہے کہے رکھتے ہین — آنکھ اپنی بھی صنم سوے خدا پھرتی ہے
ملتجی جو ترے درگاہ کے ہین اے محبوب — بے تشریف قبول انکی دعا پھرتی ہے
نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا الٹا — ٹھوکرین کھاتی ان آنکھونکی حیا پھرتی ہے
قتل کس کس کو کرے دیکھئے ہنگام خرام — یہ قدم سے جو لگی انکے حنا پھرتی ہے
پاٹون تک یار کے پہونچی گی لٹک کر سرسے — پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے
وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے زلف — دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے
اپنے جامے سے ہوئی نہین پیکش مفلس باہر — رہ رہی ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے
صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین — یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

غزل میر تقی

سبنے جانا تھا سخن ہونگے زبان پر کتنے — پر قلم ہاتھ جو آئے لکھے دفتر کتنے
مین نے اس قطعۂ صناع سے سر کھینچا ہر — کہ ہر اک کوچے مین جسکے تھے ہنر ور کتنے
کشور عشق کو آباد نہ دیکھا ہمنے — ہر گلی کوچے مین اوجڑ پڑے تھے گھر کتنے
آہ نکلی ہے جو یہ کس کی ہوئین سیر بہار — آتے ہین باغ مین آوارہ ہوئے پر کتنے
دیکھو یہ پنجۂ مژگان کی ٹک آتش دستی — ہر سحر خاک مین ملتے ہین در تر کتنے

کب تلک یہ دل صد پارہ نظر مین رکھتے — اسپر الفین ہین پیدا رستہ ہین البر رکھتے
عمر گذری کہ نہین وودہ آدم کوئی — جسطرح دیکھیے عرصہ مین ہین اب خر رکھتے
تو ہے بیچارہ گدا میر ترا کیا مذکور — مل گئے خاک مین یان صاحب افسر رکھتے

غزل ذوق

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے — حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو — آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے
درویش ہے وہی جو ریاضت مین چست ہو — تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہے
جز زلف سوجھتا نہین ای مردہ دل تجھے — خفاش تو نہین ہے کہ ظلمت پرست ہے
دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید — موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے
عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کے لیے — گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے
یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست — کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

غزل ناسخ

آتش عشق وہ ہے جسمین سمندر جل جای — اک شرر جائے جو پتھر مین تو پتھر جلجاے
پر پروانہ کیا شمع رخ جانان کو — کہ فرشتہ بھی کوئی آوے تو شہپر جلجاے
تن بدن پھونک دیا ہے شب فرقت نے مرا — کیا عجب ہے جو مرے جسم سے بستر جلجاے
شمع سان شرح تپ غم سے ہے سوزان مکتوب — کیون نہ پروانے کے مانند کبوتر جلجاے
ہو ترا روے جہان سوز اگر عکس فگن — ہے یقین خانۂ آئینہ ستمگر جلجاے
شجر طور کے مانند عصاے موسے — دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلجاے
دوست کہتے ہین اوسے ساتھ جو دے آفت مین — شمع کے جلنے سے پروانہ نہ کیونکر جلجاے
کھیل سمجھے وہ صنم جان کے آتشبازی — سوز غم سے جو کوئی عاشق مضطر جلجاے
جب نہ تب نالۂ سوزان سے جلا خانۂ دل — نہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجاے

سب ہے وہ پرکالۂ آتش قد موزون تیرا
دیکھیے اوس سے جو تشبیہ صنوبر جلجائے

آتشین چہرہ ہے ہر شاہد مضمون ناسخ
کیا عجب ہے مرے اشعار کا دفتر جلجائے

غزل نیاز

وکھلائے داغ دل نے گلستان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے

جور بتان سے مجھکو الٰہی بچائیو
پیدا ہوئے ہین جان کے خواہان نئے نئے

مین اسطرح جنون ترے ہاتھون سے تنگ ہون
لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے

دیر و حرم مین کوئی نہین تیری راہ پر
کافر بنے ہوئے ہین مسلمان نئے نئے

کسطرح ہو گذر در جانان پہ اے نیاز
دربان ہوئے ہین نگہبان نئے نئے

غزل طور

مین جی جاؤن اجل سے آپ آجاوین اگر پہلے
یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے

شب وصل صنم مین صبح تک سہنے ہما مانگی
الٰہی آج سے نکلے مہر تابان سے قمر پہلے

عوض بوسہ کے کہنے گالیان دیتی ہین کر صاحب
ذرا انصاف تو کیجے نکالا کس نے شر پہلے

ارے اے بیمروت تجکو دل دینا نہین لازم
کوئی پیدا تو کر لیوے ہمارا سا جگر پہلے

شب وصل خوبیان ہو تری گردن پہ خون ہوگا
نہ بول او تھنا کہین زاہد سے اے مرغ سحر پہلے

عجب سرکار سے اللہ کی اے طور ہین سجدے
ہنر مندون سے پوچھے جاتی ہین یان بیہنر پہلے

غزل علی

جبریل امین جسکی سدا خاک قدم لے
کرتا تھا عجب کیا جو وہ پتھر پہ قدم لے

نام اوسکا لکھا حق نے ملا نام سے اپنے
ندیا ہئے انسانک یہ عزت کا قلم لے

کس شان سے جاویگی محمد کی سواری
اصحاب کے جنت مین جو فوج الم لے

فدوی کو تری آتش دوزخ سے نہ ڈر ہے
گر کشور ہستی سے گیا راہ عدم لے

ثابت کیا معجز نے تری فیض کا دعوے
انکار پہ کفار کے اقرار صنم لے

ہمسر نہ ترے حسن کے ہے یوسف کنعان
بیجا ہے جسے مصر مین مالک نے درم سے لے

آتی ہے عجب فوج ملک عرش برین سے
بس تحفۂ صلوات سدا سوے حرم لے

اے ساقی کوثر ہے ترا فیض عجب عام
مے اپنی محبت کی پلا جام کرم سے لے

محبوب خدا اور نہ محمد ﷺ کے سوا ہے
اس بات کی اب مجھسے خدا ہی کی قسم لے

کرتے ہین ملک فرش سدا اپنے پروبال
جس راہ مین چلتی ہے تری فوج علم لے

محروم نہو جاوے در فیض نبی سے
کیا فکر مین بیٹھا ہے علی گوشۂ غم سے لے

غزل آصف

یہ اشک چشمون مین اب جم رہے رہی نہ رہی
حباب بحر کوئی دم رہے رہے نہ رہے

تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے
تری بلا سے مرا دم رہے رہے نہ رہے

قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال زوال
ترے بھی حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے

عرق ہے منہ پہ ترے خوشنما صنم لیکن
ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نہ رہے

شتاب آکہ تری دید ٹک میسر ہو
یہ دم لبون پہ ہے اب تھم رہی رہے نہ رہے

جو وصل مین ہو جدائی تو کیا کرے آصف
یہ اتفاق ہے باہم رہے رہے نہ رہے

غزل عاقل

تیری الفت مین ہوئے جان کے خواہان کتنے
تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

ایک امید بھی تجھسے نہ بر آئی میری
رہ گئے دل مین مرے حسرت و ارمان کتنے

نہین ملتا ترے ناقہ کا پتا اے لیلی
چھان مارے ترے مجنون نے بیابان کتنے

زلفون کو کان کے بالے سے جھکایا تو ہین
زلف پیچان کے پڑے پیچ مین بیجان کتنے

جسنے دیکھی تری تصویر کہا صل علی
پڑھتے صلوات ہین آ آ کے مسلمان کتنے

ایک تھا آئینہ وہ جسکے ہین حیران کتنے
پھرتے ہین زلف پریشان کے پریشان کتنے

اوٹھ کے صحرا سے چلا شہر کے جانب جب مین
لپٹے دامن سے مرے خار مغیلان کتنے

مصحفی پر وہین کھنچی جاتی ہے اوسکی تصویر — ایک قرآن سے لکھی جاؤ ہین قرآن سے کتنے
کوئی سمجھا نہ ترے شعر کا رتبہ غافل — یون تو ہین کہنے کو دنیا مین سخندان کتنے

غزل لطیف

داغ ہجران کا نہ جاویگا جو دل سے مرے — یہ نشانی تو ملی ہے مجھے قاتل سے مرے
وصف اوس شوخ نگہ کا نہ زبان سے ہو سکے — حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سے مرے
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیماری کا — ظاہر آثار تو ہے یار شمائل سے مرے
شب کو تعویذ پہ اوسکے جو کیا دست دراز — بولا چل دور ہو کیا کام حمائل سے مرے
جا با ہر چند کہ مین دامن لیلی پکڑون — ہاتھ تو دور ہمیشہ رہے محمل سے مرے
قتل تو اوسنے کیا مجکو پہ تشہیر نہ کی — آتی کوتاہی ہوئی صاحبو قاتل سے مرے
آگ لگ جاوے نہ دنیا مین مجھے ڈر ہے لطیف — آہ سوزان جو نکلتی ہے نہان دل سے مرے

غزل شہید

کہو اوس برق وش سے آج لازم ساتھ جانا ہے — تبارزے پر ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے
چلون گا سر کے بل شوق شہادت دستگیری کر — جہان تلوار چلتی ہے اوسی کوچہ مین جانا ہے
لیا جسنے ہمارا نام مارا بے گنہ اوسکو — نشان جسنے بتایا ہے وہ تیر و تیغ کا نشانا ہے
جو سترباد تو پیارے چھوڑ دون مژگان کی چلمن کو — تمھارے عین عدو رہین آنکھین چھپانا ہے
گریبان پھاڑ کے دست جنون سے کب ہوئی فرصت — ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اڑانا ہے
جو بال اوسکے الجھتے ہین تو دل میرا الجھتا ہے — یہان ہر دو روشن ذہین وہان نقشون مین ستانا ہے
مثال نقش پا لاکھون پڑے رہتے ہین سر کیسا — مگر قاتل ترا کنج شہیدان آستانا ہے

غزل آبرو

تمھارا دل اگر ہمسے پھرا ہے — تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے
ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن — سبھی تمکو کہین گے بیوفا ہے

ہوئے ہوا اسقدر بیزار ہمسے
کہو ہمنے تمھارا کیا کیا ہے

وہ احمق ہے کہا ہے جسنے تمسے
ملو جس سے تمھارا دل ملا ہے

عبث بیدل کرو مت آبرو کو
مسافر ہے شکستہ ہر گدا ہے

غزل بخشش

تاثیر ترے عشق نے مجھ پر ذری نہ کی
مین کیا کرون نصیب نے کچھ یاوری نہ کی

دلبر سمجھ کے دل مین دیا تیرے ہاتھ مین
دل لیگیا مرا مری کچھ دلبری نہ کی

اے رشک مشتری تری خوبی کے سامنے
خورشید نے بھی تجھسے ذرہ ہمسری نہ کی

نزدیک تھا کہ پہونچے سکندر لب حیات
اے خضر وان تلک بھلا کیون رہبری نہ کی

بخشش کے پاس گوہر دل تھا بہا مین
کچھ قیمت اسکی تو نے تو اے جوہری نہ کی

غزل حاتم

کرون قربان جیکو اوسگھڑی اوسوقت اوس پل کے
کہ جبدن جسگھڑی دلدار آوے گھر مرے چل کے

جہانکے خوبصورت دیکھ تجھ صورت کو مجلس مین
رہے خاموش حیرت سے گویا پتلے ہین سب کل کے

نہ آوے کیونکہ مجکو خواب راحت بستر غم پر
تصور تیرے نقش پا کی گل تکیے ہین مخمل کے

یہ طور ہم سستی بدزیب گلرو یاد رکھنا تم
کہ اکدن شوق سے آثار ہوجاوٗگے ہم گل کے

فدا ہونیکو آیا ایک جی کس کس کے اب چل کے
لبونکے پان کی مستی کے منہ کے تل کی کاجل کے

سجن حاتم کا جی ہر آن پر قربان جاتا ہے
تمھاری چال کے سج کے اکڑ کے زلف کے بل کے

غزل عنا

تصدق و مبدم ہوتا ہے جی میرا ستمگر کے
ادا کے سج کے دہج کے اور آنکھونکے جوہر کے

پڑے سے مارے ہوئے ہر سو گلی مین اوس جفا جو کے
بھوون کے چشم کے پتلی پلک کے نوک خنجر کے

خبر لا شوخ کی جلدی کبوتر مین ہوا صدقے
زبان کے چونچ کے سر کے پرونکے بال کے پر کے

ہوئے گھیٹو ہین سارے الصنم اوس شوخ کافر کے
ختن کے چین کے ایران کے سندکے ہند بندر کے

غنا اتنا نہ کر شور و فغاں لرزا پڑا تن میں ۔ سما کے شمس تک مر تک زمین تک کے بھر کے رستے

غزل حیرت

خاکبازی طفل کی مین گھر بنے اور ٹوٹ جاوے ۔ اشک آمیز گون پر جون گوہر بنے اور ٹوٹ جاوے

یار تیری دوستی مجھ سے نہ ٹوٹی اسطرح ۔ جسطرح سے فکر کچھ دلبر بنے اور ٹوٹ جاوے

وہ دریکتا تھا اگر کنگھی سے سر کے بال ۔ آتے آتے طشت تک گوہر بنے اور ٹوٹ جاوے

اب تصور یار کا آنکھوں مین یون پھرنے لگی ۔ جسطرح افسون سے جون اژدر بنے اور ٹوٹ جاوے

کم سے تجھے پروا ہے حیرت غیر ذات بوتراب ۔ لعل دگوہر کا اگر افسر بنے اور ٹوٹ جاوے

غزل مستان

جوش رنسا ہمکیں سے جو دریا میں ڈبک لگو ۔ بیا نتک شور دریا ہو کہ ماہی پر نمک سے

اگر یوسف کی طرح گرم بازاری کرے تیا م ۔ خریداری کو آدم اور جن حور و ملک سے

مجھے گرین قطرہ قطرہ دیکھے تر ساقی ایسا ۔ بیانتک جبریان کرے گنگون چھلک سے

پیر زنگین حنائی تیغ کا دیکھے تو پھر خون مین ۔ شفق آلودہ بجلی سے سرت آیا ہون کہیں سے

مثال نار ہ رہون تیغ یہ کیا زندگی نسبت ۔ ہوا مین جسکے دامن سے تو رودامن جھٹک سے

پری رخسار پر وہ زلف مشکین یون نظر آتی ۔ کہ جو گلشن سے لہراتی ہوئی ناگن سنک سے

تمہاری بزم مین حاصل ہو سکو کیسے تاب ۔ جبین جو غیر سے تیری آنکھوں میں کھٹک سے

پرے جو عکس تیرا دیکھین جبلی کی آب بیں ۔ تو پھر اک موج اسکے سر کو تیرے ٹپک سے

قسم دیکھکر اس غزل لب کا مضمون شرح ہے ۔ ہراک یا غنچہ گل جوش مین آکر چٹک سے

بیان کوئی جا بانک مجھ تک پہنچے چور گیسو ۔ تو بجلی سیر تن سے مضطرب ہو کر پرک سے

بس اب خاموش ہو مستان ترا مضمون آیا ۔ کوئی شکر تر قوق مین کہیں نا ق بک سے

غزل آتش

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری ۔ خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہوا کہ گلے کی جان اپنی لگ کے گردن میں | سنا ہے جب کہ جا ہے قریب رگ گلو تیری
وہ گل ہوں میں کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے | وہ غنچہ ہوں کہ بغل میں ہے جسکی بو تیری
پھرے ہیں مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال | تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری
شب فراق میں اکدم نہیں قرار آیا | خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے | صبا ہی کی نہیں حصے میں آئی بو تیری
پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی | جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتگو تیری
مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے | نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری
فرشتہ بھی تجھے کہتے ہیں بیشتر شاعر | یقین ہوا کہ ملک الموت میں ہے خو تیری
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت | قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری
شراب جام و صراحی حباب کھوئے گی | دکھائے گا ہمیں کیفیتیں سبو تیری
رہا نہ شبہہ ہمیں اسکے حلقہ مو ئیسے | یہ عقد ناف نے کھولا کمر ہے مو تیری
جو ہوویگی دسترس اسکا بھی پای قاتل تک | حنا بھولائیگا شوخی مرا لہو تیری
شب فراق میں لے روز وصل تا دم صبح | چراغ ہاتھ میں ہے اور جستجو تیری
جو ابر گریہ کناں ہے تو برق خندہ زنان | کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری
یہ چاک جیب کے حق میں دعا مجنوں ہے | نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری
کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن | فقیر دیکھتے ہیں راہ کو بہ کو تیری
چمن میں صبح کو جا کر نہ منہ دکھانا تھا | ہر رنگ آئینہ حیران ہے آب جو تیری
زمانے میں کوئی ایسا نہیں ہے سیف زبان | جو رکھے معرکے میں آتش آبرو تیری

غزل ولی

دیکھ دستار بسنتی ساقی سرشار کی | کھل گئی ہیں آج آنکھیں نرگس بیمار کی
بات ہمارے تجاہل کی قاصد وقت رسم کا نہیں | دل تڑپتا ہے ستانی لا خبر دلدار کی

بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب / بھول سب جاتا ہے وہ کچھ دیکھ صورت یار کی
معرکہ مین عشق کے ہر بوالہوس کا کام کیا / دیکھ حالت کیا ہوئی منصور سے سردار کی
اے ولی اوس بیوفا کی مہربانی پر نہ بھول / دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتین پیار کی

غزل ذوق

ہون یہ لاغر جھک گئی قامت ایک خس کے بوجھ سے / جون کہ بادہ ہلتا ہے پائے مگس کے بوجھ سے
یہ اسیر ہین گران خاطر ہون مین جاتا ہے ٹوٹ / آہنی قلاب بھی میرے قفس کے بوجھ سے
زندہ تو ڈوبے ہے اور تیرے ہے مردہ آب مین / بوجھ شاید جسم کا ہے کم نفس کے بوجھ سے
مت لگالے عشق دل کے آبلے پر نیش غم / ٹوٹ جاویگا یہ گنبد اس قفس کے بوجھ سے
باندھ دے ناقہ کے گردن مین دل نالان قیس / بوجھ کم ہے اسکا لے لیلی جرس کے بوجھ سے
نکلے دنیا سے کہان احمق اوٹھاکر بار حرص / رہ گیا یہ تو گدھا دلدل مین پھنسکے بوجھ سے
کیا ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اوٹھا / یہ نہین لے ذوق دبتا ایسے وس کے بوجھ سے

غزل معج

ڈرتا ہون جدا مجھسے مرا یار نہو جاے / یہ زندگی میری کہین دشوار نہو جاے
دفنائیو ہرگز نہ مری لاش کو یارو / جب تک کہ جنازے پہ مرا یار نہو جاے
جلدی سے پلا ساقی مجھے وصل کی دارو / رخصت کہین دنیا سے یہ بیمار نہو جاے
ساقی تو اسے جان کے مت کیجیو مدہوش / ایسا تو نشائی کہین سرشار نہو جاے
ڈرتا ہون تری شوخ شرارت سے پری رو / ایسا نہ کہین تو سربازار نہو جاے
اے معج تجھے خوف نہین کیا دل وحشی / الفت مین کسی بت کے گرفتار نہو جاے

غزل دائم

عاشق کی یاد کیون نہ کرے دلبری پری / باتین تمھاری بھولی ہین جادوگری پری
سرسبز ہو نہ سبز پری تیرے سامنے / پوشاک سبز پہنکے بیٹھے بری پری

جلتا دست کرم کی آنچ سے آتش پری کا دل
جب بیٹھے تیرے بر مین لباس زرق پری

دیوانے ہین جو رہتے ہین سمجھے پری ہین ہم
آہن دلون نے اتنی نکر زرگری پری

شیشہ سکے بیچ جبکہ اوتار ینگے ہم سب تجھے
پرواز کی رہیگی تری سب دھری پری

جور و ستم کو چھوڑ کے دائم ترے سوا
دیوانہ بن سکے وان بھی پکارا پری پری

غزل دلبر

مرتا ہون ترے عشق مین سرشار خبر لے
ٹک میرے دل زار کی اے یار خبر لے

اے باد تو ہی جا کے ذرا شوخ سی کہنا
مرتا ہے کوئی جا پس دیوار خبر لے

اللہ ہی بچاوے مجھے اس آتش غم سے
یا تو ہی مہر کھا کے مری یار خبر لے

کیون یار بھلا یا ہے مرے دل کو تو کیا
مرتا ہے ترا طالب دیدار خبر لے

کوچہ مین ترے آنیکی طاقت نہین ای یار
مرتا ہے پڑا بر سر بازار خبر لے

یہ حال مرا دیکھ کے کہتے ہین طبیبان
بچتا ہے کہین عشق کا بیمار خبر لے

اے نازنین جو ناز اوٹھاتے ترے دلبر
پوچھینگے سبھی کوچہ و بازار خبر لے

غزل سراج

خبر تحیر عشق سُن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ وہ مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

چلی سمت غیب سی اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سی بیان کرون
کہ شراب صد قدح آرزو خم دلمین تھی سو بھری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق مین جو دھری تھی سو ونہین دھری رہی

ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر سی بیان ہوا
نہ تو آئینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی

کیا خاک آتش عشق نے دل بینوای سراج کو
نہ حذر رہا نہ خطر رہا مگر ایک بے خطری رہی

غزل قلندر

بے نصیبی یہ ازل ہی سے رہتا ہے
جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے

سفر ملک عدم تجھکو ہے آخر در پیش
خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے

نہین ممکن کہ مغیلان سے جو ہووے پیدا
پھل بھی کھاتا ہے وہی جو کوئی کچھ بوتا ہے

کر لے کچھ کہ دم غنیمت ہیں یہ ایام حیات
بازی و لعب مین کیون عمر کو تو کھوتا ہے

غم کی بحثین سے قلندر نہ کرو دلکو یہ تنگ
عشق کا دام ملا ایسا بھی کچھ ہوتا ہے

غزل سودا

جون غنچہ تو چمن مین بند قبا کو کھولے
پھر گل سے ملے یار سے بلبل کبھو نہ بولے

آویگا وہ چمن مین تڑکے ہی میکشی کو
تبسم سے کہدے بلبل پیالی گلو کے دھو لے

باغ جہان مین اگر کچھ ہمنے پھل ملا پایا
اکدل ملا کہ جسمین مین سیکڑون پھوٹے

ایسا ہی جاؤن جاؤن کرتے ہو تو سدھارو
اس دل پہ کل جو ہوتی سو آج ہی وہ ہولے

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا
مند جائین چشم عاشق تو بھی وہ لب نہ کھولے

چشم پر آب ہوں مین جون آبلہ حبابی
رک رک کے پڑ گئے ہین چھاتی مین سب پھپھولے

کون ایسا ہے کہ یہ سودا نگلی مین اوسکی
لا تجھکو لے چلین ہم دل کھول کر کے رولے

غزل عشرت

تب فراق مین دلبر قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

ابھی لکھا ہی نہین حال دل کا اے قاصد
ہوائے شوق مین اوڑتا ورق ابھی سے ہے

ہنوز دفن ہوا ہی نہین ترا بسمل
کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

ارادہ سیر کا کرتا ہے جبکہ وہ گلرو
یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہے

کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت
یہ منہ پہ آپ کے پھولی شفق ابھی سے ہے

غزل حیدری

باغ محفل مین ترے گل تو عجب دھوم رہی
راہ پائی نہ کہین باد صبا گھوم رہی

موتیا اور چنبیلی گل بستر گلاب
لیٹتی مست ہو والی یہ سدا جھوم رہی

پاؤن تو نقل ہوئے یار کے لب سے ملکر
بیکلی تھی سو حنا بر کف پا چوم رہی

قافیہ ٹھیک تھا کیا کرے پر جیا رفیق خاک
حقل سینہ کیطرح اپنے تئین توم رہی

غزل قدرت

ہمت غیران چمن سے چمن چھوٹے ہے
ہائے لے شام غریبان کہ وطن چھوٹے ہے

غمزۂ شوق سے دل دیکھے مین ایسا بھاگا
جیسے صیاد کے ہاتھ سے ہرن چھوٹے ہے

اتبلک تیر سے شہید دل کے بن ہر مو سے
لاکھہ فوارۂ خون زیر کفن چھوٹے ہے

شب ہجران کی مصیبت مین لکھون کیا قدرت
تن سے جان چھوٹی تو اور جان سے تن چھوٹے ہے

غزل بلہار

دل کو پا لاہے بہت ہمنے خبرداری سے
ناز برداری سے ہوشیاری سے غمخواری سے

حسن صاحب کی شرافت پہ نظر کر بیٹھے
جان سکے بوجھہ کے پہچان سکے ہوشیاری سے

ہے باطن مین خفا غیر و نیہ ظاہر مین جفا
یہ تو امید نہ تھی شرط وفاداری سے

سادگی پر وہ ستمگار کے دھوکا پایا
اپنا ایمان لرزتا ہے یہ عیاری سے

شکر حق صبر کی دولت کہ شب ہجر کے دن
وصل حاصل ہوا طالع کی مددگاری سے

ناز و خط زلف ادا چشم و مژہ اور ابرو
سب کے سب دشمن قاتل ہین مری یاری سے

سو ہین آج لپٹ اپنے صنم سے بلہار
نیند آتی ہے شب ہجر کی بیداری سے

غزل شادان

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے
اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

خورشید خجل ہوکے چھپے ابر کے اندر
محفل مین اگر آج وہ رشک قمر آوے

کرتا ہے نثار اسپہ فلک خوشہ پروین
انکو تو انہین کہین پھول پہنکر اگر آوے

کس کام کا وہ نخل جسے پھول نہ پھل ہو
پر نخل وہی خوب کہ جسمین ثمر آوے

آ آ نہین دلدار نظر کس سے کہون مین — ہین منتظر آنکھین کہ کوئی پل نظر آوے
شاداں تو خوشی اپنی سے کہہ مطلع ثانی — معشوق جو آغوش مین تیری اگر آوے

غزل جرأت

سے آئنہ ہانگ دشت جو یکبار نکالی — ظلمات سے کیا راہ نمودار نکالی
وہ کشتۂ الفت کہ دم نزع مین جسنے — منہ سے نہ شکایت کبھو ای یار نکالی
سو آج ترے کوچے کے باشندون نے ظالم — لاش اوسکی لٹا کر سر بازار نکالی
نظارہ کا گر شوق تھا اوسکو تو اوسنے — کیون بام پہ کھڑکی سر بازار نکالی
ہمسایہ بجھانے لگے سب اپنے گھر انکو — مین دل سے جو اک آہ شرربار نکالی

غزل رضا

جب شکر لب نے لب پہ سے سنائی گالی — مجھے میٹھی لگی خوش ہوکر مین کھائی گالی
کیا حلاوت تھی تری گالی مین ماشاء اللہ — قند مصری سے مگر تھی یہ بنائی گالی
چھیڑکر تیری تئین آپ سے ہم کھاتے ہین — عاشقون کو تو ہے یہ دودھ ملائی گالی
ترش رو ہو کے شکر لب جو مجھے دیتا ہے — وصف رکھتی ہے کھٹائی مین مٹھائی گالی
اے رضا تیری زبان پر تو نبات شیر و شکر — یہ نئی طرح کی اب تو نے بنائی گالی

غزل شاہ ظفر عفر اللہ ذنبہ

جلوہ جو اوسنے دکھایا مرا جی جانتا ہے — پھر خدا ہی نظر آیا مرا جی جانتا ہے
اوٹھ گئی میری زبان سے تو جہان کی لذت — جو مزا عشق مین پایا مرا جی جانتا ہے
مین خطاوار ہون خط کیون کہ لکھون الحبیب — جیسا لوگون نے سکھایا مرا جی جانتا ہے
کون کہتا ہے ترے عشق سے انجان ہا — جیتے جی تو نے جلایا مرا جی جانتا ہے
اے ظفر اوس گل خندان کی محبت مجھکو — دمبدم اوسنے ستایا مرا جی جانتا ہے

غزل بیدار

کون اب بازار خوبی مین ترے ہم سنگ ہے — حسن کی میزان مین تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے
سر مئی آنکھونکا تیرے جو کوئی بیمار ہے — ایک میل اوسکے تئین رکھنا قدم فرسنگ ہے
مین جو دیوانہ ہوا سر خیل ارباب جنون — ہاتھ مین پتھر لیے ہر طفل میرے سنگ ہے
جاے تکیہ عاشقون کا خانمان ہر وقت ہوا — زیر سر کوچے مین تیرے خشت ہر یا سنگ ہے
سخت زاری ہے مجھے ظالم تری سنگین دلی — آہ مثل آسیا کے سنگ اوپر سنگ ہے
وہ سدا اگر گر کرے ہے آسیا پھر پھر مدام — مست گندم کے لیے چھاتی پہ میری سنگ ہے
اوس جواہر پوش کے دیکھین جو ہین یاقوت لب — اوسکی رنگینی کے آگے لعل بھی پاسنگ ہے

غزل نصیر دہلوی

دل کہین میر اگر فتار ہوا چاہتا ہے — پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے
دیکھ لینے دو مجھے اودھی یار ہو اوس کو — بند اب روزن دیوار ہوا چاہتا ہے
باتین کرتا ہے رکاوٹ کی خدا خیر کرے — یار وہ پر ستم یار ہوا چاہتا ہے
روز گل کھاتا ہون فرقت سے تری سینہ مین — سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہے
آج شب وصل کی خفگی سے کٹی ہاے نصیر — دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے

غزل قدرت الله

کسکی نیرنگی کی یہ برق دل مانوس ہے — جو شرر دل سے اوٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہوا اوردن سے کاوش ہر مدام — ہر طپش یان شمع کی برق دل فانوس ہے
ایک ہی پردے کے گر سمجھو تو یہ سب ہین الاپ — گر صداے بانگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے — خوب ملک روس ہے اور سر زمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی — اسطرف آواز طبل اودھر صداے کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہووے گلگون کا دور — شب ہوئی تو ماہرویان سے کنار و بوس ہے
سنتے ہی حسرت یہ بولی ایک تماشا مین تجھے — چل دکھاؤن تو جو قید آز کا محبوس ہے

لیگئی یکبار کی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سب طرح مایوس ہے

مرقدین دو تین بتلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی اسکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت یاں غم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام مے مین خرقۂ سالوس ہے

غزل مولائی

دل ہوا پابند زنجیر خدا خیر کرے
دام ہے زلف گرہ گیر خدا خیر کرے

کسکی آمد ہے صبا آج جو گلشن کی طرف
کہتی ہے بلبل دلگیر خدا خیر کرے

صبح یوسا کہین بیٹھے ہو جا تخت ادر
کسکی ہے قتل کی تدبیر خدا خیر کرے

شب بسمل مجھے بستر پہ تڑپتے دیکھا
ہنسکے بولا یہ تصویر خدا خیر کرے

کل عیادت کو جو آیا تو یون کہتے ہین رقیب
ہوئی مولائی کی توقیر خدا خیر کرے

غزل فدوی

آہو بھی خجل ہووے مصور ذرا دم لے
تصویر لکھی جاتی ہے نرگس کا قلم لے

دیکھا نہین تو احمد مختار کا لشکر
جبریل بھی جس فوج مین چلتا ہے علم لے

گرمی سے ہرن ہو گئے جلتے ہوئے یہ اتنک
اس سایۂ مژگان کے تلے بیٹھ کے دم لے

ہم لوگ تو ان بیٹھے تصور مین اوسی کے
اور پھر بھی تعقل سے چلے راہ عدم لے

اس بات کی پرسش کے لیے تیغ ہوئے تم
کعبے کو چلے نام خدا نام صنم لے

یہ بارگہ ستیر خدا جاے ادب ہے
مجنون کو صدا ہوچکی ہے تو اس در قدم لے

ناحق کی یہ تہمت ہے مجھے غیر کی صاحب
گر تیرے سوا غیر کو چاہین تو قسم لے

راتون کے تئین چونک پڑی نیند مین رستم
گر خواب مین دیکھے اسد اللہ کے حملے

فدوی تو عبث اپنا گریبان ہے پکڑے
لیتا ہے تو دامان علی مستحکم لے

غزل فراق

چمن کوچۂ جانان سے صدا آتی ہے
نازکرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

کون پھرتا ہے دم سرد جو راتون کو مدام
ٹھنڈی ٹھنڈی ترے کوچے کی ہوا آتی ہے

کسکے مین دست حنائی کا ہون زخمی یارب
جو ہر اک زخم سے پھر بوے حنا آتی ہے

التجا یار کی رکھتا ہے سر شام سے دل
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

مجبور جیتا ہے جو وہ مجکو اکیلا گھر مین
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

دوش سے تا بہ کمر اور کمر سے تا پا ہے
جو نہین بل کھائی ہوئی زلف دوتا آتی ہے

جی مین آتا ہے مسیحا سے مین پوچھون جا کر
مرض عشق کی کچھ تمکو دوا آتی ہے

صبح کسطرحسے ہوگی شب تاریک فراق
نہ تو نیند آتی ہے مجکو نہ قضا آتی ہے

غزل وحشت

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کی کچھ نہین چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لاوے گی اُسے گور غریبان تک
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

تری تلوار کا منہ ہمسے پھر جاوے تو پھر جاوے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

مین اُس لیلی کا دیوانہ ہون غافل جو ہی صحرا مین
بغل مین اپنے مجنون کی لیے تصویر پھرتی ہے

مقام عشق مین شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچہ مین بے توقیر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اُٹھ گیا صحرای وحشت مین
بگولے کی طرحسے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہے

غزل جرأت

درد غم عشق نے مارا اب مجھے
اب نہین دم لینے کا یارا مجھے

بات مین کس سے کرون ای مہربان
دھیان تو رہتا ہے تمھارا مجھے

ڈوب گیا پھر نہ وہ پایا ہے یار
بحر محبت کا کنارا مجھے

چونک پڑا سنتے ہی آواز یار
مین یہی سمجھا کہ پکارا مجھے

ہجر کی شب دیکھیے اب کیا دکھای
دن تو گیا روتے ہی سارا مجھے

اُف نہ کرون نام کا جرأت ہو نہین — چیرے اگر عشق کا آر ا سے مجھے

غزل ایضاً

بال زلف یار کے رخسار تک آنے لگے — چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
آفتاب حسن کو مہتاب مینا دیکھکر — خانۂ خورشید مین ہم اشک ٹپکانے لگے
دیدیا سرمہ جرس کو کاروانکی سب نے آہ — جون بگولا ہمرہان جنگل مین بھٹکانے لگے
حسن بھی سبقت کرے ہے تیغ خوب یار کو — جو کہ جوہر تھے نہان سب صاف دکھلانے لگے

غزل شاہ ظفر عفر ذنبہ

مرغ دل مت رو یہان آنسو بہانا منع ہے — اس قفس کے قیدیون کو آب و دانہ منع ہے
تیرے ہی دیوار سے اب مجھنے سر ٹپکا کیا — روزن دیوار تک آنکھین ملانا منع ہے
قتل کرکے مجکو اب سنگین دلون نے یون کہا — قتل ہوجانا دلیکن تڑپھڑانا منع ہے
تڑپنا مت دیکھنا خنجر تلے لے صید دل — عشق کے مقتل مین دست و پا ہلانا منع ہے
اے ظفر تمکو ہمیشہ چاہیے عشرت مدام — اب تمھین چالیس دن مہندی لگانا منع ہے

غزل دیگر

وہ صنم حال میرا کیا جانے — ہون مین کس فکر مین خدا جانے
اوسکے ملنے کی مجھکو تہمت ہے — وہ کہان مین کہان خدا جانے
ہجتے تو روتے ہین ہنستے ہین اغیار — قدر بلبل کی زاغ کیا جانے
ہونٹھ چاٹا کرے وہ ساری عمر — لب شیرین کا جو مزا جانے
سُن کے احوال میرا کہنے لگا — ایسا جھگڑا مری بلا جانے
ایسے سفاک سے ڈرو نا ر و — خون عاشق کا جو حنا جانے
بخدا بُت کسی کے دوست نہین — انکو دشمن ہی جان کا جانے

غزل نظیر

ہمتو عاشق ہین ترے ناز اوٹھانیوالے — تمسے کم دیکھے ہین محبوب ستانیوالے

بندکر قید محبت ہین خبر لی نہ مری — دام میں جسکے پھنسے دام چھڑانیوالے

کل شب وصل مین کیا جلد کٹی تھین گھڑیان — آج کیا مرگئے گھڑیال بجانیوالے

کل جو رستے مین ملاقات ہوئی تو یہ کہا — کہان جاتے ہو طرحدار جلانے والے

گذری مدت کہ مرے ساتھ لپٹتے نہین آپ — کیا ہوئے یار گلے ہمکو لگانیوالے

یونہتو اوقات گذرتی ہے مری داری مین — رستے چاہین مرے دار دکھانیوالے

اب کہ ملنا ہو نظیر یار سے کہنا جاکے — کیا بھلا ہم نہ رہے یار و بلانے والے

غزل بادشاہ

یہ کس مست کے آنے کی آرزو ہے — کہ ساقی لیے ساغر مشکبو ہے

سمایا ہی جب سے تو آنکھوںمین میری — جدھر دیکھتا ہون اودھر تو ہی تو ہے

حبابون مین کیا اپنا حال پریشان — عیان زلف دلدار کی مو بمو ہے

چلو قبر فرہاد پر فاتحہ کو — مگر آب شیرین سے لازم وضو ہے

نکلجاوے دم تیرے قدمون کے نیچے — یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

گلستان مین جاکر ہر اک گل کو دیکھا — نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

ستایا ہے ناحق ہمین تونے ظالم — یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان — نہ سینے کے قابل نہ جا رفو ہے

شفق بن کے گردون یہ ہوتا ہی ظاہر — یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے

عبث مجکو ہنس ہنسکے دیتے ہو گالی — زبان کو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے

اگر ایکی باری تب وصل بولا — چھری اور مرغ سحر کا گلو ہے

رہے سایۂ پنجتن بادشاہ پر — خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل غریب

استقدر مین جو کرون یار بڑائی تیری
عشق حیران ہے مری دیکھ صفائی تیری

آفرین کیسے میان تیرے مصور کے تئین
جسنے اس خوبی سے تصویر بنائی تیری

کیا کہوں کس سے کہون کون کریگا آسان
سخت مشکل ہے مرے حق مین جدائی تیری

یہ جدائی جو جہان بیچ نہوتی پیدا
کیا خدا خالی بھی رہتی یہ خدائی تیری

روز محشر کے خدا پوچھیگا سختی سے مجھے
تو مین لے دست ولاؤن گا دہائی تیری

یا محمد ترا در چھوڑ کہان جاوے غریب
بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری

غزل

مجکو چاہ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسف کنوئین جھکاتا ہے

دیکھیے کسکی پیاس بجتی ہے
خنجر آبدار لاتا ہے

ساتھ مینا شراب لے کے
ساقیا مجکو یاد آتا ہے

ترش ہو کر کے منہ پھیراتا ہے
زہر قاتل مجھے پلاتا ہے

شب کو مہ رو جو وہ نہاتا ہے
چاند غیرت سے ڈوب جاتا ہے

دل مرا ہے مثال شیشہ کے
کس لیے خاک مین ملاتا ہے

شمع محفل کا مجکو سمجھا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

دید بازی سے چشم رکھتے نہین
لن ترانی کے سُناتا ہے

نہین ملتے تو خوش رہو پیارے
بندہ بھی تمسے ہاتھ اوٹھاتا ہے

غزل فیض

کر دیے باغ کے در بند باغبانون نے
آخر ستی کھولدیے آکے مہربانون نے

تاب آئی نہ مجھے بھر کے نظر دیکھنے سے
کر دیے مات پریزادونپہ انسانون نے

دنکو ہے چین نہ مجھ رات کو آتی ہے نیند
تجھپہ گل کھائی پری ہمسے وفادارون نے

طعنہ سب دیتے ہین اب مونس و غمخوار مرے
فیض کیا پای پیا شمع سے پروانون نے

بزم مین رونے لگے یارونکے سمجہانے سے
راز دل چھپ نہ سکا اشکون کی بہرآنے سے

دل بیتاب شب تار مین کیا ہی اولجہا
یہ ہو وہ زلف کہ سلجہے نہ کبہی شانے سے

ہاتھ گردن مین نہ ڈالو نہ ملو تم ہو وہی
جو خفا ہوگئے تھے غیرون کے بہکانے سے

محتسب جاوے الہی کہین میخانے سے
دل کو شیشے سے ملون آنکھون کو پیمانے سے

اے مسیحا ترے جانیسے مین مرجاتا ہون
جان آجاتی ہے تن مین ترے آجانیسے

طور مذہب ترا کیا ہے کہ تجھے کہتے ہین
کبھی مسجد سے نکلے کبھی میخانے سے

غزل

لیکے کل تیر اور کمان تونے
میری خاطر کیا نشان تونے

کس سے لڑتا ہے جو کواکب سے
زرہ پہنی ہے آسمان تونے

بال سا کر دیا میان کس نے
ادمیان تونے اومیان تونے

دل مین جان مین جگر مین ای الفت
آگ دی ہے کہان کہان تونے

چشم پوشی مین اے تصور یار
کیا دکھایا ہین سمان تونے

خاک کسواسطے نہ دی ای قیس
سگ لیلے کو استخوان تونے

آکے سو مجکو لے حرارت عشق
کر دیا مشل زعفران تونے

غزل سودا

گل پھینکے ہے اورن کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا ضد ہے خدا جانیے مجھ ساتھ وگرنہ
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی

اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
تجھ چشم سے ٹپکا تھا کبھو لخت جگر بھی

اے نالہ صد افسوس جوان مرنے پہ تیرے
پایا نہ تنک دیکھنے مین روئے اثر بھی

کس ہستی موہوم پہ نازان ہے تو ای یار
کچھ اپنی شب و روز کی ہے تجھکو خبر بھی

تنہا ترے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات — آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی

غزل درد

اے چشم مرے موتیون کا ہار نہ ٹوٹے — سب اشک مسلسل رہین اور تار نہ ٹوٹے
ہم پا برہنہ چلے صحرا کو نکل کر — ہر چوب پکاری کہ مرا خار نہ ٹوٹے
صیاد سے بلبل نے کہا رو کے قفس مین — مین موئی جاے پہ یہ گلزار نہ ٹوٹے
کل رات صراحی نے لی میخانے مین ہچکی — کہنے لگی پیالے ستی خمار نہ ٹوٹے
دل برو کی باتین کرو ہم ستی جانی — یہ رشتۂ نازک ہے میان تار نہ ٹوٹے

غزل مصحفی

وہ خوبی تری عارض پہ جو کاکلش مارے — آتش رخ پہ صبا طیش سے دامن مارے
کیا عجب ہے جو تو خود مین کھلے بال پھرے — اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے
ہے یہ وحشی حال اوسکا جو تری کوچہ مین — خاک پنڈے پہ ملے بیٹھے مین آسن مارے
دشمن و دوست کو الفت نے ترے ایک کیا — ہاتھ پر ہاتھ نہ کیون شیخ و برہمن مارے
ہم ترے واسطے اے غیرت لیلیٰ کب تک — قیس کی طرح پڑے پھرتے ہین بن بن مارے
وہ جو آنکھین ہین تری رہزن خوبی کافر — قافلے لوٹ لیے سیکڑون رہزن مارے
ضبط سے مصحفی اب کام مرا در گذرا — کب تلک غم مین کسی کے کوئی تن من مارے

غزل نور

مرا جاتا ہون ترے ہجر کی ماری آرے — مرے جانی مری دلبر مری پیاری آرے
آرزو ہے یہ جیا میرے تو لیکن مین تو — شوق مین تیرے کہے جاؤنگا آری آری
مدتین ہو چکین ہیں دیکھتے ہوئی اغیار وہمین — ایک دن رات کو مہمان ہمارے آرے
یاد کر کے وہ ترا چاند سا مکھڑا بے مہر — بیٹھا گنتا ہون فلک پر کے ستارے آرے
نور بیتا ہے از بسکہ جدائی سے تری — رشک خورشید مری ماہ کے پیاری آرے

غزل

کسکو وکھلاؤن آبلے دل کے
زخم آلے ہوئے ہین چھل چھل کے

اسکی نیرنگی پر فدا ہون مین
گل بنائے ہین اس نے اس گل کے

زلفِ ناگن نے آپ کی صاحب
دل لیا ہے ہمارا پل پل کے

تجھ سوا باغ کا یہ کیا احوال
پھول کمھلا گئے ہین کھل کھل کے

اس خطا اپنی کی کرین توبہ
رنج کھینچے ہین تمسے مل مل کے

غزل عاجز

عرق جب اس پری کے چہرۂ پرنور سے ٹپکے
خجل ہو گل سے شبنم جون لہو ناسور سے ٹپکے

مری آنکھون سے خونی اشک یون گرتے ہین پلکون پر
لہو سولی کے اوپر جون سرِ منصور سے ٹپکے

اگر کیسی سخن میرا نہال تاک کو پہونچے
صراحی شاخ بنجاوے شراب انگور سے ٹپکے

اگر اس زلفِ مشک آمیز سے چینی مین بال آوے
عجب نہ عطر و عنبر کاسۂ فغفور سے ٹپکے

کرون فریاد رو رو یار کو جب یاد کر عاجز
دمِ اسرافیل کا لوہو ہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل عاقل

اس رنگیلی نے جو ہاتھون کو لگائی مہندی
کون سے باغ سے سچ کہیو منگائی مہندی

اشک گلگون سے ہوا تھا تر و تازہ جو درخت
جسکی ڈالی سے سجن تمنے تڑائی مہندی

رشک عناب کہا دستِ حنائی کو تیکن
پور پور اپنی پہ جسوقت رچائی مہندی

اڑ گیا دیکھتے ہی رنگ شفق کا ناگاہ
ایک ذرہ جو ہتھیلی کی دکھائی مہندی

ہاتھ مین سرخی نہ سمجھ کوئی عاقل اسکے
کسی عشاق کا دل لیا مٹھی مین لائی مہندی

غزل

جوہر سے کب آلودہ ہے شمشیر کسو کی
پر قتل کے محضر پہ ہے تحریر کسو کی

بے رحم ہزارون کو کیا قتل جو تونے
ثابت نہ ہوئی ایک بھی تقصیر کسو کی

کل مین نے چمن مین جو لبِ غنچہ کو دیکھا
آنکھون کے تلے پھر گئی تصویر کسو کی

آتا ہے جو اس تیری کی جھنکار کا عالم
پر قید مین بھی ہل گئی زنجیر کسو کی

حاصل ہے تجھے کیا ہے مرے سمجھانے سے اسکے
کب مانتا ہے وہ بت بے پیر کسو کی

داماں نسیم سحری وقت نشان ہے
شاید یہ کھلے زلف گرہ گیر کسو کی

غزل نظیر

تاب اسکی دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے
کیا کیا جوان پری سے تجھے کر آئے چلے گئے

دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ
تخت زمین پہ سیکڑون آئے چلے گئے

آدم رہا نہ کوئی پیمبر رہا نہین
وہ بھی اسی زمین مین سمائے چلے گئے

عالم تھا یہ زلیخا کا یوسف کی چاہ مین
رقعے ہزار بیاہ کے آئے چلے گئے

دیکھا نظیر مین نے چمن مین جو آپ کو
مہندی بھرے جو ہاتھ دکھائی چلے گئے

دردمندون نے نہ پوچھو کہ کدھر بیٹھ گئے
تیری مجلس مین غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے

ہے عوض یہ یہان کام تکلف سے نہین
خواہ اودھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

مفت اوٹھنے کے نہین یار کی کوچے سے فقیر
ایک بوسے کے لیے باندھ کے اڑ بیٹھ گئے

پیر و مرشد کی قسم ہے کہ وہی ہین سگے وہی
جبکہ بستر پہ ترے کھول کمر بیٹھ گئے

کرگیا کام جو معشوق ستم نیزہ جھکا
سیکڑون مرغ ہوا باندھ کے پر بیٹھ گئے

غزل صبا

مرتے دم اے بیوفا دیکھا تجھے
ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تجھے

اے پری رو مین دیوانہ کیون نہون
بال کھولے بارہا دیکھا تجھے

گریۂ بلبل پہ اوس نے ہنس دیا
جسنے اے گلگون قبا دیکھا تجھے

مارے غیرت کے نہ نکلا آفتاب
بام پر جب مہ لقا دیکھا تجھے

ودمین ہر چند ہے نقصان جان — فائدہ اتنا ہوا دیکھا جب
بوئے گلشن بھی نہ لائی تا قفس — بس ہوا ہوا سے صبا دیکھا تجھے

غزل رنگینی

فندق یہ ترے دیکھیے کس شان کی سرخی — پہونچے نہ جسے پنجۂ مرجان کی سرخی
تعریف کرون چہرہ کی یا لب کی نزاکت — مستی کی اوواہٹ کہون یا پان کی سرخی
الماس نظر آتے ہین یا قوت کے مانند — پڑتی ہے کرن پھول پہ جب کان کی سرخی
قاتل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے — دھو ڈال ذرا گوشۂ داماں کی سرخی
گردن پہ ترے خون ہے فرہاد کا شیرین — دیتی ہے گواہی یہ گریبان کی سرخی
سنیے یہ غزل مجھ ستی اب تازہ رنگینی کی — دکھلاؤن تمھین صاف گلستان کی سرخی

غزل ایضاً

قاصدا لادے خبر یار کے آجانے کی — جان جاتی ہے چلی ہجر مین دیوانے کی
آپ آئے نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجی — سیکڑون راہ دکھائین ہمین ترسانے کی
چشم گریان ہر صدا سینہ بھی بریان ہر مدام — آرزو جی مین ہے بس جی سے گذر جانے کی
تو ملے غیر وسے مین آنکھوسے اپنی دیکھون — حیف صد حیف کہ بس جای ہے مرجانے کی
اے صبا بہر خدا کچھ مجھے تدبیر بتا — یا اوسے لاکے ملا یا مجھے لیجانے کی
گریہ زاری پہ مرے رحم نہین آئیگا — جب تلک چشم مری خون نہین برسانے کی

غزل

اس قدر ہم پہ ناتوانی ہے — موسے سر سے بھی سرگرانی ہے
میرے زخمون پہ مت رکھو مرہم — میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
تلوے چھد چھد کے ہوگئے غربال — ہمنے صحرا کی خاک چھانی ہے
حال دل پوچھ لو طبیبون سے — کیون مرا رنگ زعفرانی ہے

چاہیے زخم دل ہرے ہو جائین — پہنی پوشاک اوس نے دھانی ہے

غزل سودا

ساون کے بادلون کی طرح سے بھرے ہوئے — یہ وہ نین ہین جس سے کہ جنگل ہرے ہوئے

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک — لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے

پلکین تری کہان نہ صف آرا ہوئین کہ وان — افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے

آنکھون کو تیرے کیونکہ مین باندھون کہ یہ غزال — جاتے ہین میرے دل کی فراغت چرے ہوئے

رونے کی جدھر دون سے یہ پھرتے ہین یکا گر — لڑکے مجھہ آنسوؤن کے نپٹ مسخرے ہوئے

انصاف کسکو سونپتے اپنا بجز خدا — منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے

نزدیک اپنے رہنے سے مت کر ہمین تو منع — ہین لاکھہ کوس جب ترے دل سے پرے ہوئے

مجلس مین چھوکرون کے جو بیسے شیخ جی — آئے تو پھر خدا نے کہا مسخرے ہوئے

سودا کل ہنکرے کہ اب جھلو جو ہوتے — لڑکے ہین پھرتے پتھرون سے جھولی بھرے ہوئے

غزل تابان

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیے — کسطرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہیے

کیا تڑپنے مین مزا ہے قتل ہو پیارے کے ساتھ — اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیے

جسنے اسکا زخم کھایا ہے اوسے معلوم ہے — تیغ ابرو کی صفت گھائل سے پوچھا چاہیے

یار کے ملنے کی ہم کوئی طرح پاتے نہین — طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیے

آہ و نالہ کی حقیقت دیکھتا ہون ہجر مین — کیا گذرتی ہوگی تابان دل سے پوچھا چاہیے

غزل افسون

صدقے ہین تری زلف کے او تار تار کے — دستار گل انار قبا تو نے دار کے

بلبل نے وقت قید کے رو رو کے یون کہا — صیاد واسطے ترے پروردگار کے

بیچو گے تو سہی ذرا اتنا تو کیجیو — دیکھو تو پاتھون ہاتھہ کسی نوبہار کے

یہ ہی وطن ہمارا ہے تم پوچھتے ہو کیا
ہم رہنے والے ہین اسی باغ و بہار کے

افسوس تو شاد رہو زمانہ کر لیگا کیا
ہم ہین غلام اس شہ دلدل سوار کے

غزل معین الدین

راضی ہین ہم اوسی مین جو کچھ دلربا کرے
چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے

دل مثل رفیق جسکا جدا ہو گیا ہو یار
وہ اپنی بیکسی پہ نہ روئے تو کیا کرے

جسنے ہمارے دوست کو ہمسے جدا کیا
وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے

کہتا معین الدین ہے تجھسے میرے دوستان
آسان سبھون کی مشکلین مشکلکشا کرے

غزل نگین

تھے تو تم پردہ نشین خانہ نشین کیون نہو
تھا تو پردیکا مکان دل کو مکین کیون نہوے

وہ جو چلتا ہے زمین پر یہی آتی ہے ہوس
ہائے افسوس کہ ہم فرش زمین کیون نہوے

قبر عاشق پہ چلا وہ تو لگا یون کہنے
ہائے ہم آج کے دن زیر زمین کیون نہوے

آہ جس شخص پہ تم لطف و کرم کرتی تھے
حسرت آتی ہے کہ وہ شخص ہمین کیون نہوے

جب سے دیکھا تھا ترا نام نگین کے اوپر
خون ہوتا ہے یہ دل ہم وہ نگین کیون نہوے

غزل

چاک دامن کیے جانان تری دیوانون نے
قید خانے کیے آباد پریشانون نے

نیم بسمل یہ تڑپتے مجھے دیکھا قاتل
شور عالم مین کیا ہے ترے ہیجانون نے

بل پہ اس کاکل مشکین کی شب تار مین آ
دل دیے زلف پریشان کے پریشانون نے

فخر ان خاک کے پتلون کا نہو کیونکہ بھلا
ڈھونڈھا ہے عالم بالا مین بھی انسانون نے

میرے دلدار یہ دلبر شب معراج کی رات
غش کیے حور و پری قدسی و غلمانون نے

غزل

مین وہ نہین ہون کہ تجھ بت سے دل مرا پھر جائے
پھرون مین تجھسے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے

یقین ہے کہ جدھر کو وہ دلربا پھر جاے … مثال قبلہ نما دل مرا وہین پھر جاے

الٰہی وہ نہ پھرے جسکے غم مین مرتا ہون … بلا سے حلق یہ گو خنجر جفا پھر جاے

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جاے … بتون سے ہم نہ پھرین ہمسے گر خدا پھر جاے

بکھیر دیوے جو بالون کو اپنے مکھڑے پر … تو کیا عجب ہے کہ آئی ہوئی گھٹا پھر جاے

غزل

دیوانہ کیا بزم مین تب آکے کسی نے … بیہوش کیا چہرہ کو دکھلا کے کسی نے

تکرار جو کی بوسہ کے لینے مین ست سی … دی گالیان آخر مجھے جھنجھلا کے کسی نے

کچھ دست درازی کا کیا قصد تو ہر بہر … جھٹکا کے مری ہاتھ کو شرما کے کسی نے

رکھہ ہاتھہ مرے سینہ پہ گلدستہ نرگس … مارا ہے مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے

سمجھا مجھے دیوانہ سا اوس شوخ نے یکبار … دل چھین لیا مفت مین بہلا کے کسی نے

غزل نیاز

صنم ہے گلبدن ہے مہ جبین ہے … بھلا کہیے وہ کیا کیا کچھ نہین ہے

وہ سب جا ہی وہ کس جا نہین ہے … غرض اوسکو جہان دیکھو وہین ہے

گیا اودھر کو پھر ادھر نہ آیا … عجب کوچے کی تیری سرزمین ہے

مرے اشکون کا اور نالونکا شاید … زمین و آسمان عرش برین ہے

نہو جسکے مقابل حور و غلمان … صنم نام خدا وہ نازنین ہے

غزل خلیق

مرغان قفس کرتے ہین سب نغمہ سرائی … کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی

عاشق کو تو نرگس نے کہین آنکھ دکھائی … کر چاک گریبان نسیم سحر آئی

اوس یار کے ملنے کی جو امید مجھے تھی … کیا راہ گئی بھول تمنا تو کدھر آئی

جس گھر مین بہم رہتے تھے مدت سے ہم اور یار … خالی جو مکان دیکھا مری چشم بھر آئی

بیمار کی لے جلد خبر آپ مسیحا
کیا فائدہ جو اس سے اجل کام کر آئی

گلشن میں کسی شخص کا اک ڈھیر ہے بلبل
منقار میں لیجا کے وہاں پھول دھر آئی

ایسا کوئی رسوا نہ ہوا ہوگا جہان میں
آفت جو خلیق جب گرا نگار پر آئی

غزل ذوق

ہر وقت فرج اپنا اوسکے زیر پائی ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکائی ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

ہان مدد طاقت رُکے ہی ضعف سی سینہ میں دم
دیکھیے لب تک مجھے کیونکر خدا پہونچائے ہے

واہ واہ شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان میرے ہما کس مزی سے کھائے ہے

بس کر لے سوز دروں بھن جائیں گر دل اور جگر
رحم جوش گریہ چھاتی پھر ابھی بھر آئے ہے

بل بے استغنا کہ وہ تو آتے آتے رہ گئے
اُف ری بیتابی کہ یاں تو دم ہی اوکھڑا جائے ہے

ذوق کو تو نزع میں بھی ہیگا تیرا انتظار
جانب در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آجائے ہے

غزل ناسخ

پھر بہار آئی چمن میں زخم دل آلے ہوئے
پھر مرے داغ جگر آتش کے پرکالے ہوئے

پاے نازک جب رکھا اوسنے ہماری قبر پر
پارہ ہاے سنگ مرمر روئی کے گالے ہوئے

سبحہ گردانی ہوئی اعمال شب میں اسقدر
دانوں کے مانند ہاتھوں میں مری چھالے ہوئے

اسے پری پیکر اگر نرگس تری بیمار ہے
باغ میں لالے کو اپنی زیست کے لالے ہوئے

کسطرح چھوڑوں یکایک اوسکی زلفوں کا خیال
ایک مدت سے یہ کالے ناگ ہیں پالے ہوئے

جب شب تاریک میں ہم کو ہی جانا کو چلے
آگے آگے جا ہی مشعل آتشیں نالے ہوئے

واہ کیا تاثیر ہے اوس روی آتشناک کی
شعلہ جوالہ اوسکے کان کے بالے ہوئے

یاد جب آیا چمن میں وہ نہال باغ حسن
یک قلم لبریز اشکوں سے مری تھالے ہوئے

وہ پری پیکر کہا کرتا ہے اکثر مجھ سے
اب تو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوئے

غزل رمز

ہمیں منظور کج اونکو ملانا ہے بلانا سے
بلا کر داغ دل اپنا دکھانا ہے دکھانا ہے

ہجوم داغ دل کیا پوچھتے ہو میرے سینے میں
خزانا ہے خزانا ہے خزانا ہے خزانا ہے

جگر میں اترے تیر نگہ کا ایک مدت سے
نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے

کہیں کیا اوس پری سے وہ مجھ کو نہیں دیتا
دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے

سہے کیونکر نہ غیرون سے کہ منظور اسکو میرا
رولانا ہے رولانا ہے رولانا ہے رولانا ہے

شہادت سے مرے اب تک زبان تیغ قاتل پر
فسانا ہے فسانا ہے فسانا ہے فسانا ہے

نہ بیٹھے کے دل میں رمز اک اگکو کیون آنسو نہ جاری ہو
کرشمہ وان رقیبون کو لگانا ہے لگانا ہے

غزل حکیم

خفا مجھ سے وہ سیمبر ہو گیا ہے
تو خون غم سے دل اور جگر ہو گیا ہے

ملے ہے جو رگ رگ کے مجھے تنایہ
مری آہ کا کم اثر ہو گیا ہے

کرے ہے جو بلبل پہ گل ناز ایسا
خزان سے کہیں بے خبر ہو گیا ہے

ذرا لے خبر اے مسیحا کہ تیرا
مریض اب چراغ سحر ہو گیا ہے

کہے کون تیرا پیام آتشی سے
حکیم اس سے سب کو خطر ہو گیا ہے

غزل فانی

عشق سے ہے دام بلا زلف پریشان مدد ہے
راہ بھولا ہے یہ دل خضر بیابان مدد ہے

ہجر میں یار کے پھرنا ہے مجھے کو دو دشت
پا برہنہ ہے مرا خار مغیلان مدد ہے

تیغ ابرو نے تری مجھکو کیا ہے گھائل
نیم بسمل نہ رہوں خنجر مژگان مدد ہے

شیخ چہرے پہ جو کھایا ان وہ قاتل آیا
خون کرنے کو مرے خاک شہیدان مدد ہے

جوش دیوانگی سے مجھپہ سرایا فانی
ہاتھ کھنے میں نہیں چاک گریبان مدد ہے

غزل علی

ہم دل سے ہوئے احمد مختار کے بردے
لیتے ہین سکندر کے اب اقبال کو زیر دے

تعریف لکھی جاوے کیا اوس نور خدا کی
یوسف سے کئی بکتے ہین خرگاہ میں بردے

آیا ہون ترے در پہ لئے محبوب خدا کے
مشکل مری حل پھر خدا آپ ہی کردے

تو شافع امت ہے مین ہون عاصی جہان مین
امید تری اسی آئی ہے ہر کار و مردے

ہم دل سے ہین مشتاق در ختم رسالت
پروا نہین جنت کی ہے زاہد کو خبر دے

ہے کون سوا تیرے شفاعت کو جہان کو
آزاد کرے امن امان روز حشر دے

بس فیض ترا عام ہے ایسا ہے کوثر
اک جام محبت کا طلبگار کو بھر دے

چھتا ہے اگر اے سر اقبال علی تو
سر اپنا محبت سے اسی خاک پہ دھر دے

غزل راسخ

نگران کبھو نہ یہ جانب رخ دلفریب پری رہی
مری چشم مند گئے مند تک تری محو جلوہ گری رہی

بس مرگ جسم نزار کا لہو خشک ہو گیا سب و لے
وہی خون رہا دل خونشدہ وہی چشم کی یہ تری رہی

نہین گل کی جسنے بنایا تو کہان ان نے مجکو صبا ہے تو
وہان تم تو پردہ نشین ہوئے یہان مجکو دربدری رہی

مری پاس بس ہنر تو تھی او بود باش تھی میری ان
کہ متاع بیش بہا سدا جہان جنس بے ہنری رہی

نہین ہوش و الو نہ کچھ حسد مجھے رشک تھی تو دھونے تھی
جنھین تیری جلوے کے سامنے مری طرح بیخبری رہی

یہ جواب ہے آخر عاشقی کبھی ہوش ہے کبھی رفتگی
نہ وہ گریہ دل شب ہا نہ وہ زاری سحری رہی

جگر اور دل بھی رکھتی تھی وے ہو سکا نکو ہی طرف
ہدف اوسکے ناوک ظلم کی یہ مری ہی بجگری رہی

مجھے سونپ کر غم ہجر کو ہوئے یون جدا کہ نہ پھر ملے
مرے دل مین تا دم واپسین وہ امانت انکی دھری رہی

نہ تھی چشم راسخ خستہ دل کبھو خالی اشکہائے بتان سے
شب و روز جام پر آب کی روش آنسوؤن سے بھری رہی

غزل جوہر

کھلینگے شکوے تنگی جبکہ دفتر ادھر ہمارے اودھر تمھارے
تو کیا کیا گذرینگی دلبر ادھر ہمارے اودھر تمھارے

لڑو نہ ہمسے لے میرے دلبر یہ بات جانی ہے اور مانو کہنا
نہین تو نہ کو ہے تنگ گھر ادھر [illegible]

ہماری دل پہ یہ داغ حسرت تمہاری منہ پر یہ داغ چیچک — یہ دونون چمکینگے مثل اختر ادھر ہماری ادھر تمہاری
تمہیں اب اپنی قسم ہے جانان ملو تو ایسا ملو کہ جسمین — غم جدائی نہ آوے دل پہ ادھر ہماری ادھر تمہاری
ملون مین کیونکر ہوا ہون حیران اگرچہ دونو طرف ہے دعوا — پھرین ہین جاسوس یان تو گھر گھر ادھر ہماری ادھر تمہاری
ستم کا تم کیا جواب دوگے بھلا جو پوچھیگا تم سے خالق — جو ہونگے منصف بروز محشر ادھر ہماری ادھر تمہارے
شراب ہے یہ سمجھ کے پیا خراب کہتا ہے اسکو عالم — کہین نہ ترمین کھلین نہ جوہر ادھر ہماری ادھر تمہارے

غزل شرر

کیا نکلے سخن عاشق دلگیر کے منہ سے — کوئی بات سُنی ہوگی نہ تصویر کے منہ سے
کس کی نگہ چشم نے مارا ہے طمانچہ — بہتا ہے لہو خنجر و شمشیر کے منہ سے
یوسف کو کیا قید جو زندانمین خوش ہو — آتی ہے صدا کان مین زنجیر کے منہ سے
طفلی مین تری حسن کا مین وصف کہون کیا — ہین منہ سے جوانونکے ہر اک پیر کے منہ سے
دیتا ہے دعا تجھکو ثنا خوان یہ شرر جب — آمین کی صدا نکلے ہے تاثیر کے منہ سے

غزل تاثیر

زلف سیہ فام گلوگیر ہے — وحشی دل کے لیے زنجیر ہے
دام تری زلف کا مین چھوڑکر — جاؤن کہان کون سی جاگیر ہے
مونس جان اس دل بیتاب کا — حال میرا صورت تصویر ہے
مرنے سے ڈرتا نہین جلنے سے آہ — عشق عجب کیا تری تاثیر ہے

غزل عشاق

معجزہ اسقدر اپنے لب تقریر مین ہے — جو یہی سحر بیان کرو ہی تسخیر مین ہے
شرر طور نہ کیونکر ہو عیان مجھسے اب — عالم صاعقہ قاتل تری شمشیر مین ہے
یار کی زلف مسلسل کا تصور ہی ہمین — اپنا آئینۂ دل خانۂ زنجیر مین ہے
جسکے لگتی ہی اوڑی جاتی ہین مرغ بسمل — کیا یہ اعجاز مسیحائی ترے تیر مین ہے

گرمی بلبلی کیونکر ہو موافق عشاق ۔ خانۂ خلد مرا ثانی کشمیر مین ہے

غزل تسخیر

کچھ نہین درکار مجکو ہے نشانی آپ کی ۔ ایک بوسہ دیجیے ہو مہربانی آپ کی

ہان کرون تعریف کس منہ سے مین جانی آپکی ۔ خلق مین ہوگا نہ لیکن کوئی ثانی آپ کی

جب سنہری بال دیکھون ہون کسی کے گلبدن ۔ یاد آجاتی ہے فوراً نوجوانی آپ کی

بس نہین بھولینگے پیاری جب تلک ہے دم مین دم ۔ ہر جگہ کہتے پھرینگے یہ کہانی آپ کی

کیون بنے ہرجائی عبداللہ بیٹھے بھی رہو ۔ دی خدا نے چاند سی تصویر جانی آپ کی

مرحبا جوش جنون تسخیر کہتے ہین اسے ۔ کھینچ لائی اوسکو آخر جانفشانی آپ کی

غزل اخلاص

یاد چہرے کی زبان صبح و مسا کرتی ہے ۔ بس تری آنکھون مین تصویر پھرا کرتی ہے

فرق نزدیکی و دوری کا بھلا کیا ہو وہان ۔ کار قاصد کا جہان باد صبا کرتی ہے

اوس گل خوبی کا رہتا ہے تصور ہر دم ۔ سیر گلزار کی اب میری بلا کرتی ہے

شکوہ تقدیر سے کیا کیجیے اپنی قسمت ۔ ورنہ اس طور کسیکو بھی جدا کرتی ہے

حال تو رنج فراقی کا ہوا ہمکو نصیب ۔ آگے تقدیر بھلا دیکھیے کیا کرتی ہے

حسن وہ ہے کہ پری دیکھ کے غش ہوتی ہے ۔ سب ادا اپنی ترے آگے قضا کرتی ہے

کیون تو دیتا نہین تشبیہ تمہارے رخ سے ۔ حور فردوس سے آآکے کہا کرتی ہے

دردسر اسکو ہے کیا عود ہے کیا یہ صندل ۔ مہ جبین آکے جبین در پہ رکھا کرتی ہے

ہوتی ہے تجھکو تو اخلاص رسائی ہر دم ۔ واہ کیا کام تری طبع رسا کرتی ہے

غزل اخلاص

آپ گر مہتاب ہو پھر مجکو تارا چاہیے ۔ ہے پری تسخیر شیشہ مین اوتارا چاہیے

قتل کرتی ہے جوانون کو نظر کے تیر سے ۔ اب زبان تیغ سے اسکو بھی مارا چاہیے

وصل کا وعدہ کیا ہے آج رشک حور نے
شکل جنت کے مکان اپنا سنوارا چاہیے

عشق زلف عنبرین کالی بلا ظلمات ہے
بحر ہمت کے شناور کو کنارا چاہیے

پادشاہی تجھکو بس جچتی ہے ملک حسن مین
سکہ ہر دل پر درم کے اب تمھارا چاہیے

دفتر عالم سے رنگ اوڑ جائے بس بہزاد کا
ایسی اک تصویر کا نقشہ اوتارا چاہیے

بوستان دہر مین ہونگے قدم اوگل مرے
بال سے مژگان کے رستہ کو جھاڑا چاہیے

دیکھکر چلون سے کیون مجھکو پکارا کرتے ہو
عاشقون کو تیری آنکھون کا اشارا چاہیے

آشنائی غیر کی تصویر سے لائق نہین
ہر طرح سے دیکھنا نقشہ تمھارا چاہیے

بس ترے در پر رسائی ہو سدا یہ چاہ کر
اوج قیصر چاہیے نہ تخت دارا چاہیے

مشتری یا خلد میں کی جب ہو سخن کی مشتری
اب بھلا کیا اوج پر اس سے ستارا چاہیے

قصیدۂ فقیہ

حق نے بخشی ہے نبی کو دو جہاں کی سروری
رمز معنی خدائی ظاہری پیغمبری

باعث ذات مقدس کا نہوتا گر عروج
خلعت پیغمبری کی کوئی نہ پاتا افسری

اوج گردون پر قمر انکا غلام داغ دار
پھٹ گیا اک آن مین کرتے اشارا سرسری

تاب کی گرمی نہووے اس مبارک جسم مین
خوف سے خورشید خاور کی ہے تن مین تھرتھری

پیشتر دنیا مین آنے کی شجاعی داب سے
سرنگون تھے خاک ذلت مین بتان آذری

کل جماعت انبیا سے نور ذات پاک نے
منزل صغری سے تا کبری فلک کی رہبری

ابتدا سے حضرت آدمؑ سے اپنے وقت تک
تھا ہویدا نور احمد جون فلک پر مشتری

بعد اسکے نوحؑ کے طوفان مین آکر کی مدد
بخش دی حفظ و امان کی اسکے تئین کشتی گری

اور موسیٰؑ سے بعد اشتیاق کوہ طور پر
پنبہ سا جلکر رہے جب اسپہ کی جلوہ گری

غارت فرعون و بلعم قتل بن اوج عنق
غرق قارون و قبطیان و سحر سامری

حضرت داؤدؑ کے ہاتھون سے ٹوٹا سحت کفر
قصۂ طالوت اور جالوت مین کی جو اور کیا

ابن مریم حضرت عیسیٰ سے کئے تئین بہتان مین | چرخ گردون پر چڑھا کر دی مقام برتری
نیم شب دولت سرا مین ام ہانی کے رسول | خواب مین بستر پہ آسودہ ہوئے تھے اک گھڑی
باسوار و قدسی براق زرین حلہ پوش | کر ادب ناموس اکبر نے دہان دی ساتھری
چوما انگشت مبارک اپنے لب سے ہو سعید | اور سگا کر روبرو معراج کی خلعت دہری
ہو سوار اس وقت پھر جا پہونچے اقصیٰ کو ترت | کی امامت آپ نے نبیون کے پیچھے صف کھڑی
طے منازل کر گئی ہے منتہا تک پاک ذات | قدسیون نے کی زیارت پہن کر کسوت ہری
رہ گئے اپنے مکان پر حضرت روح الامین | نور سے پھر آگے انکے کودنے رفرف لگی
لے گیا اعلیٰ مکان پر جس جگہ کوئی نہ تھا | نور رب العالمین دیکھے بچشم انوری
اوٹھ گیا پردہ حجاب خاص کا حاصل مراد | عاقبت واللہ اعلم کیون کیا پردہ دری
اس نشانی پر کہین ہین قطب عالم مصر ایک | خود خدائی میانی خود سے کہی پیغمبری
گلشن اسلام کو اوس روز سے آئی بہار | اور درخت کفر کو پہونچی ہوا سے پت جھڑی
صبحدم مسجد مین آ اصحاب مین ظاہر کیا | ایک ادنیٰ سے و اعلیٰ تک تمام مسکی
حضرت صدیق نے سنکر کیا صدق رسول | مصطفیٰ کے تھے مقرر وہ صحاب اکبری
وہی فاروق عادل ذرہ دار شرع تھے | گلشن اسلام پر جس ذات سے صیقل گری
جامع القرآن ذی النورین عثمان باحیا | ریش اور آن کی تھی خون شہادت سے بھری
سرور العالمین جان رسول بوتراب | کفر کو توڑا علم کر ذو الفقار حیدری
حضرت خاتون محشر اور دونون نور عین | جنکے تئین پہونچا الٰہی سے خطاب صابری
نعت پیغمبر نہین رکھتا نہ نقصیہ دولت عظیم | از مناقب سروری بہتر نہین سہہ شاعری

مستزاد شاہ ظفر غفر اللہ ذنبہ

ہون مین عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہین | کہ ہے غم میری غذا
تو ہے معشوق تجھے غم سے سروکار نہین | کھا ہی غم تیری بلا

دل و دین تیرے حوالے کیے کرتے ہی طلب
اور جو کچھ کہا سب

پھر جو بیزار ہے تو مجکو بتا اس کا سبب
میری تقصیر کیا

مجھے خدا سیکڑون لکھکر تجھین ہشیاری سے
بری دشواری کر

تم نے بھیجا نہ جواب ایک بھی عیاری سے
یہ ہے قسمت کا لکھا

طلب بوسہ پہ کیون اتنا برا مانتے ہو
ہمین پہچانتے ہو

دیکھ ہم ہین وہی جانباز ہمین جانتے ہو
کرکے ہیں جان فدا

ہے حیات ابدی گر ہو شہادت حاصل
تیری ہاتھوں قاتل

تیرے آب دم شمشیر کو تیرا بسمل
سمجھے ہے آب بقا

کیا کہوں تیرے ہین انداز و ادا کا عالم
ہے ستم ہائے ستم

کیسکو ہوش رہین کیا کہ نکل جاے ہے دم
اے صنم ہوش ربا

نہ تو تقریر سے ہو کام نہ تحریر سے ہو
اور نہ تدبیر سے ہو

ہم تو کہتے ہین ظفر جو کہ ہو تقدیر سے ہو
ہے یہی بات بجا

مستزاد معزز

مین نے اتنک تو ترا عشق بنا ہا آ ہا
کہا کس طرح کہے ہم

وے افسوس مجھے تو نے نہ چاہا آ ہا
بانی ظلم و ستم

خود بخود شب کو یکایک مین کہون کیا تجھ سے
تیری مین گذرا جو کچھ

دل پر درد یہ پہلو مین کراہا آ ہا
یاد کر تجھکو صنم

کاہے رس کھائے کے تم روس رہے ہو چتیم
آ کر کزیا کرو جی

جاے ہے جان مری منتی کر آ ہا آ ہا
باپ ہو جاوی دھرم

ساتو گھائل کیتی تقصیر کتی کی تیندڑ می
میڈی کھجان لیڈی

جیندڑی جاداں ہین تری ترچھی نگا ہا آ ہا
کچھ نہیں ہیر ندی

جس سے یطلم

ہوئی ہوئے ورسے ہس ہم لئل دیٹ ہیر
کس کو یاری ڈیئر
مینڈگو ایی دبر بو فارا ا یا ہا آیا
مائی ہوس ایوردی کم
آنا کو ایم نامیرہ آیندہ کو سیٹو
ایری ایم آن یالم
نہ ہو کھٹ کٹی نے ملاتر کونڈی کا آیا
سوسی تو مینڈی کنم
ایسے کالے چوک زبالی ساگ سکیا شرشبن
پیو تلا انا چے ان
حان روہن دو گوردلے فارا آیا ہا آیا
مازور انکا ظلم
زاردی اردی زور خودی زور توئی
دیکھ دی داخلہ دل
دیکھ معشوق واشایستہ ادا یا آیا
کچھ نہین عیش نہ کم
وقت مستی چو کشیدیم ترا در بر خویش
ہیچو امید وصال
دیدہ ام از تو صنم چند ادا ہا آیا
کشتہ ناز تو ام
صرفت العمر و فی الھجر لقایا صنمی
ثم بالبعد کہ من
ثم یا ثم یا اے ثم ایا یا آیا
لیس بے مثل صنم
حیف صد حیف ہے افسوس افسوس
آیا پیغام اجل
چھٹ گیا زخم جگر سے مرے بچا یا آیا
اب نکل جاویگا دم
ہین معزز ترے سب شعر مسلسل موزون
شک نہین اسمین ذرا
یہ غزل جس نے سنی اوس نے سراہا آیا
تازہ تر تازہ رقم

مستزاد ہمایون

جا پھنسا طائر دل میر ا بصد شوق پری
ترے کاکل مین صنم
تو نہ آزار کسی ڈھب کا اسے دے نہ ذری
لطف کر اور کرم
ہجر کے جور کی اب تاب نہین ہے مجھ مین
سچ یہ کہتا ہون بھلا
دلبری بہر خدا اب تو ذری کر تو مری
جان من کر نہ ستم

تری مستی کی تصریح پان کی سرخی زمیان — قتل کروا لا ہے مجھے
دیکھ تو خنجر مژگان نے کیا کیا ہے ہی — آ رہا ہو مجھ پہ دم
اے زلیخا مین تری یاد مین برباد ہوا — یہ گلا کس سے کرون
قتل بسمل کے بیتاب ہون فرقت مین تری — تجھکو یوسف کی قسم
دل و دین نہ نون شیرے دولت وایمان بھی ساتھ — اس ہمایون کی ترے
دلبری اسپہ بھی تو نے نہ ذری اسکی کری — یہ ہے سینہ پہ الم

مستزاد اکبر

اس عشق نے یارو مجھے دنیا سے اٹھایا — دیوانہ بنا کے
زلفون مین پری رو کے گرفتار پھرایا — پھر شانہ بنا کے
پھر شوق کے شیشہ مین شراب عشق کی اپنے — بھر بھر کے پلایا
پھر میرا تماشا سارے عالم کو دکھایا — مستانہ بنا کے
یہ دختر رز لگتی ہے ہر ایک کے منہ سے — افسوس ایسی
کیا نام رہا تیرا کیسا تو نے ملایا — میخانہ بنا کے
بیدل کیا دلبر نے عشوت سے لے کے مرا دل — کس مکر و ہنر سے
پھر اپنے اگالدان کے پالے مین جھکایا — دُردانہ بنا کے
نزدیک رقیبون کے صنم رات کو بیٹھا — مجلس کیا روشن
پھر اپنے شمع رو کے اوپر مجھکو جلایا — پروانہ بنا کے
غیرون کو بلا کر وہ لگا پاس بٹھانے — مدت کا گویا دوست
ہم دوست یگانے کے تئین دور بٹھایا — بیگانہ بنا کے
اکبر کی یہی عرض ہے اب حق سے شب و روز — گر اپنا تو طالب
دنیا مین اگر رکھتا ہے تو رکھ لے خدایا — مردانہ بنا کے

مستزاد موج

اس کاکل پیچان معنبر کا ترے یار
ہمسے نہ کبھو بل گیا
خوشبو ستی بالون سے معطر ہوا گھر بار
جون غنچہ سمن کھل گیا
ہوگا دل رنجور تری زلفون مین جا نا ن
مت کیجیو شانہ
بس گرہی پڑے گا نہین سنبھلیگا وہ بیمار
گر بال کہین ہل گیا
نعرہ کرون جسوقت اگر کوہ کو پاؤ ن
اوسے جا سے ہلاؤن
بس دیکھ کے نازک بدنی حسن کے سردار
وہ آپ سیتی ٹل گیا
یہ زندگی لائی تھی عدم سے ہمین اوس جا
یان آکے جو دیکھا
سب قافلے کے قافلے ہین اودھری کو تیار
بس دیکھ کے جی جل گیا
در پر مجھے آ دیکھ کے دھر قبضہ اوپر ہاتھ
کہنے یہ لگا بات
گر خون مین لوٹے گا ترے حسن کا سردار
گر ہاتھ کبھی چل گیا
اک عرض ہے جون موج کی اب تیر خدا سے
کہتا ہون بکا سے
حل کیجیو مشکل مری اے حیدر کرار
تجھ نام کے مین بل گیا

مستزاد سراج

تجھ زلف کی یہ باس گئی مشک ختن مین
اے نافۂ آہو پر مشک خطا سے
ہر غنچہ پہ دل تنگ ہوا پھول چمن مین
اے شوخ سمن بو تجھ مکھ کی ہوا سے
ہو خار سی سیہ اس پلک تجھ کف پا کو
ہے تجھ مین نزاکت ازبسکہ سراپا
جسوقت لگے پاؤن تو بلبل کے نین مین
اے دلبر گل رو اس ناز و ادا سے
اعراب خط و خال فقط جیتم ہے مطلق
مصحف ہے ترا منہ ای آیت خوبی
ہے سورۂ اخلاص کی خواہش مری سن مین
بسم اللہ ہے ابرو ای بدر رسا ہے
ایک روز کہا مین نے صنم سے ہے مناسب
مشتاق کے اوپر سن بات ہماری

بیتاب ہین تجھ بے سوے بیت لگن مین — گر رتم اسے خوشتر بولا کر بجا سے
سوگند مرے اس حال پریشان کی ہو مین — بانو تو کو نین مین کیون زلف لپیٹی
جمعیت دل بند ہے ہر ایک شکن مین — کھولو خم گیسو اب مہر و وفا سے
یکبار تلطف سے پلا شربت دیدار — اے شوخ شتنا دے بیمار ہون غم کا
ہے مجکو برہ درد جگر مین نہ بدن مین — حاجت نہین دارو کیا کام دوا سے
ہمکو شوق محبت دل مین تری شوکوں سے — سر آن سراج اب آتے ہین پرے پرے
تو دیکھ مری طبع کو ہر ایک سخن مین — کرتا ہون مین جادو کیا طبع رسا سے

مستزاد انشاء اللہ خان

سینے جو بلا مین لگے ہم آپ کی چٹ پٹ — تو بول اوسے جھٹ
چل جا اب بس سے وا وزیر رہو پری ہٹ — ہے سب یہ بناوٹ
ان آنکھون مین اب حلقۂ زنجیر کرون گا — ایسا ہی بلا ہون
چھیڑون نہ کہین آپ کو دروازے کی چوکھٹ — جب تک نہ کھلین پٹ
مرجائین لہو چاٹ نہ کوئی گا ہو وہ کیونکر — جو شخص کہ دیکھے
سرخی تری آنکھون کی اور ابرو کی کھچاوٹ — سر بنکے گھلاوٹ
کیا پھبتی ہے اب نام خدا واچھنے آہا — مونھ تونپہ تمھارے
اک بوسے کے صدمے سے وہوا ان کے ہارنا لے — مسی کی اودا ہٹ
اے واے ری بالیدگی اور چنپئی رنگت — یہ گات یہ سج دھج
اور جامۂ شبنم کی وہ چولی کی بناوٹ — بازو کی گلاوٹ
مت چھیڑ مجھے دیکھو ابھی سے کہنے لگو گے — اچھا کیا تمنے
چولی مری ٹکڑے ہوئی دامن بھی گیا پھٹ — لگجاے گی پھر رٹ
اے عشق ادھر آؤ مہارا جون کرلیا — ڈنڈوت ہے تمکو

کر بیٹھے جو تم لاکھون کروڑون ہی کر حیٹ پٹ — اک آن مین جھٹ پٹ
وہ سیج پڑی پھولون کی مخمل کے وہ تکیے — کمخواب کی توشک
پردے وہ تمامی سک کے وہ سونیکا چھپر کھٹ — اور اوسکی سجاوٹ
پھرتا ہے سما آنکھون مین ابتک وہی انشا — ہر ظالم ارے کیون
باہم جو لپیٹ سونے مین آجاوے رکاوٹ — وہ پیار کی کروٹ

مستزاد حسین

سویا ہے گلے لگ کے جب وہ یار پلنگ پر — کیا ناز و ادا سے
آتی ہے لپٹ پھولون کی مہکار پلنگ پر — اوس بند قبا سے
ہے سرخ جو پوشاک تو اوس گورے بدن پر — سجتی ہے سجاوٹ
رکھتا ہے عجب طرح کا گلزار پلنگ پر — آنچل کی جلا سے
ساقی مین ترے صدقے ذرا جام کو بھر دے — جو شوق خدا ہو
جو ساتھ رہون یار کے سرشار پلنگ پر — سرمست نشے سے
ہے آرزو دل کی جو وہ آغوش مین آوے — خواہش ہے مری یہ
سو جاوے تو جاؤن مین بلہار پلنگ پر — منت یہ خدا سے
رنگینی ترے شعر کی سن سن کے حسین اب — مشتاق ہوا دل
تو خوش رہے اور پاس ہو دلدار پلنگ پر — ہر روز رضا سے

مستزاد معلم

ہے عرض اور سنو یا شہ زمین و زمن — مجھے عاجز کی بھلا
رکھو آفات بلایون ستی مجکو بہ امن — بہر شہ کربلا
دنیا و دین مین مری شرم و حیا رکھ لیجو — اور عزت دیکھو
اور مکافات عمل سے مجھے رکھنا احسن — اے شہ روز جزا

الغرض میری جو ہر بات مین آسانی ہو — اور نہ حیرانی ہو
کھولدو کلمہ شہادت سیتی میرا یہ دہن — تم مرے ہور ہنما
قبر کے بیچ مین آوینگے وہ منکر و نکیر — نہ کرین مجکو ذلیل
گرز او نکے سے بچالیجو مری جان و تن — یا امام الانبیا
جب کہ ہوجاوے سوال اور جواب — نکرین مجھپہ عذاب
فضل رب کے سیتی ہوجاوی مری گور چمن — یا محمد مصطفےٰ
جبکہ ہو روز حشر کہ وہ نہایت ہی گرانوقت ہے وہ — اور بہت سخت ہے وہ
یا نبی لیجو مجھے بہر حسین اور حسن — اوسکی آفت سے بچا
تمہاری آل کی صدقے یہ معلم ہے غلام — سب غلامان غلام
حشر مین پاس بلالیجیو با تحت عدن — کیا کہون اسکے سوا

مستزاد سراج

ہر صبح ملک پر فلک عالم بالا — قد دیکھ سجن کا
تسبیح کرین سلمہ اللہ تعالےٰ — منکا لیے من کا
تجھ چہرۂ زرتار کے تارون کی جھلک کی — آنکھون مین نہین تاب
شاید کہ نمودار ہوا جگ مین اوجالا — سورج کی کرن کا
اے سرو سہی داغ جدائی کی خبر لے — رکھ عزم تماشا
پھولا ہے عجائب یہ ہزار اگل لالہ — مجھ دل کے چمن کا
تجھ ابروے خونریز کی شمشیر کی اوچھٹ — ہے جسکے جگر پر
کہتے ہین اوسے جگ کے جوانمرد جوالا — تجھ عشق کے رنگ کا
بر جا ہے اگر ہوش سے بیہوش ہوا ہون — اے ساقی گلرو
مجلس مین محبت کے ہوا نشہ دو بالا — تجھ جام نین کا

نسبت سے ترے حسن سے ہوئی پھول کی پکھڑی
تجھ پلک کے نزاکت آنکھین کس جھاڑ کا پالا
دیدار کی سمرن ہے مجھ انکھون مین سراج آج
اونگلیون سے پلک کے لیے ہین ہاتھ مین پالا

تو سب مین ہزار
ہے بات سمن زا
پس کیون نہ پھراوین
آنسو کے رتن کا

مخمس در مدح حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم از شہیدی

بیان اوس ہودی روشن سے ہوگیا انوار بید کا
ہے شمع لم یزل کا پرتو جلوہ محمد کا
سراپا نور تھا اسواسطے سایہ نہ تھا قد کا
طلوع روشنی جیسے نشان ہوشہ کی آمد کا

نبی پاین تھرتھرائی خوف سے شیطان بھی گھبرایا
ہوا سارے جہانکے کافرون مین تہلکہ برپا
تہ و بالا ہوے کعبہ مین یکسر لات اور عزا
عجم مین زلزلہ نوشیروان کے کسری آیا

اسی کے فیض سے کل دفتر عالم ہوا پیدا
اوسی کے نور کا پرتو عقول عشرہ مین دیکھا
نہین جز مبدء فیاض کوئی ہم سبق اوسکا
دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا

محمد مصطفےٰ باعث ہوئے ایجاد عالم کے
تمامی انبیا کو اوسکی خلقت سے ملے رتبے
بڑھے اوسکے سبب نوح و اسماعیل کے درجے
شرف حاصل ہوا آدم او ر ابراہیم کو اوس سے

چمن بند قضا نقاش اوس کی بزم رنگین مین
ملک بندہ کے تماشا اوسکی بزم رنگین مین
ہر اک عرشی ہے حاضر باش اوسکی بزم رنگین مین
چمن پیرائی کن فراش اوسکی بزم رنگین مین

بہانہ اوسکے آنیکا نزول وحی قرآن تھا
فرشتہ تھا اگر ظاہر مین بنتا شکل انسان تھا
غلامونکی طرح آنکھون پر دونون پہ قربان تھا
شب و روز اوسکی صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا

تھا بلبل وگل پر ہوا صیاد گل چین کو
سکھا آیا دستادان گلشن دنیا کو اور دین کو
بنا تھا جسم اطہر دوجہان کے زیب و تزئین کو
وہ اس عالم میں زینت بخش تھا حوروں کی تسکین کو

مثلث کو مربع کس طرح لکھتا کوئی یارو
احد میں میم آکر چار ارکان ہو گئے دیکھو
نہ ممکن تھا کسی ترکیب سے مفرد و مرکب ہو
لگو ذرہ وحدت کو کثرت میں نہ ہوتی مشق جو

در مقصود لیکر حق سے شاہ بحر و بر آیا
عجب دریا دلی سے جا کے بے خوف و خطر آیا
جوانمردی ہمت عالی کا دریا موج پر آیا
شب معراج چڑھکر عرش پر دم میں اوتر آیا

سمجھ کر گوشۂ ایمان ہو دامن تیرا اکبر ہے
تجھے کونین میں تیرے سوا اب سر اکیا ہے
سر او دونوں جہانمیں توہی بس ملجا و ماوا ہے
بھر دساہر کسیکو اک حصار عافیت کا ہے

نہ جانو فرق اک نقطہ کا احمد کو احد سمجھو
سراپا مظہر حق ظاہر و باطن میں ہے وہ تو
وہ خود مفتاح ہے مفتاح کیا اوسکو جسے تم
کشود عقدۂ باطن میں کافی نام حق اوسکو

مکان لامکان سر ہے یہ برتر تجھ تیرا ایوان
ہے ادنی فرش پا انداز تیرا عرش عالیشان
ستارہ میں تری پابوس کے مہر درخشان
تری پابوس کو ہشتم فلک پر منزل ایوان

جہان پر مارکر جیسے پر جبرئیل جلتا ہو
بھلا ایسے محل میں دخل پھر شیطان کا کیا ہو
وہین مارا پڑے گو سو طرح کا بھیس بدلا ہو
گر افعی بن کے جا نکلے او دھر ابلیس اندھا ہو

ہے تجھ میں دونوں جہانمیں رحمت عصر کا ذکر ہو
تجھے بھیجا خدا نے رحمۃ للعالمین ہے
ترے انعام بے پایان کا کیا ہو شکر ایکو خوش
خدا سے مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندون کو

خدا کا ذکر ہو دل میں بخشش امت کر لب سائل
معافی تو ادھر کے ہو تلفظ میں او دھر مائل
او دھر مشغول تعلق سے ادھر تجھ دعا میں شامل
او دھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق کا شامل

جو عاشق ہیں جمال حق کا ہو دیدار فرحت میں
جو عابد ہیں وہ دوران جنان ہونگے خلوتیں
تری قسمت کہ سب نے دین کو کیا کیا تار نعمت میں
نشہ نگے کجھ ری عشرت کے سامان بزم جنت میں

شفیع المذنبین جب یاد فرماوین گے امت کو
تو تیسے کے مارے ہم سب بھول جاوین گے مصیبت کو
جو روتے ہونگے ہنستے کھیلتے جاوین گے جنت کو
لب گوہر فشان وا ہونگے جب بہر شفاعت کو

یہان یک حرف ناموزون گرانی انصاف سے دیکھے
فصاحت و بلاغت مین ہے بہتر سو کتابون سے
زری ہو جاوینگی صدہا پانین سیکڑون نسخے
پھینکینگے مثل تقویم کہن دیوان ہزارون کے

ترے محراب ابرو کا ہے طاق کعبہ شیدائی
ترے خال سیہ کا سنگ اسود بھی ہے سودائی
ہے دل مین اوسکے داغ حسرت شوق جبین سائی
رہا کعبہ مین تیرے روضہ کے در پر نہ جا پائی

لطیان شوق زیارت مین ہے اوسکی رح اور قا
مرا ہادی ہے رہبر ہے علی ابن ابیطالب
جناب آسمان رفعت پہ پہونچون گا یہی غالب
ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب

وعید کبریائی تا کہ صادق ہو قیامت مین
یہودی اور نصرانی نہ ہے تیری عداوت مین
محبون کو ترے اقرار ہو تیری نبوت مین
عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت مین

کبھی یہ مردم دیدہ سوا و تیری تکھین
کبھی اوس روضۂ اقدس کو قبلہ نظر آوین
کبھی درگاہ مین تیری کرو جا روب مژگان سے
کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملون آنکھین

تری خاطر سے خالق نے کئے ہین خلق انس و جان
ہوا معمور تیرے نور سے یہ عالم امکان
کیا پیدا نہ پیدا ہو کبھی ایسا کوئی انسان
ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایمان

تری کوچہ مین جا کر کب بھلا فردوس یاد آوے
کہ بہتر سدرہ و طوبی سے دیوارون کے سایے
مجھے خلد برین کی عیش و عشرت سے ہو خوشی
فراغ دل ہے گردان زندگی کا کوئی دم گذرے

عجب کیا لال کردیوے زبان ترکی و تازی
کہ شعر آبدار اپنا ہے اشکستہ تیغ فولادی
گئے اس تیغ ہندی سے نہ کیون سیف صفاہانی
تری تعریف سے میری زبان مین آئی ہے تیزی

الٰہی پہونچون یثرب مین یہی مقصود ہے میرا
اگر مر جاؤن مین جا کر وہان تو اس سے بہتر کیا
وہان کے دشت مین ہو جاؤن مین طعمۂ درندون کا
مدینے کی زمین ہے گر نہ لائق ہو مرا لاشا

جدائی آشیانہ عنصری کی میری جب اوڑے
کبوتر بن کے روح پاک میری روضہ میں پہونچے
جو ہو آزاد مرغ جان تو پاسے شوق پر اوڑ کے
تمنا ہے در و دیوار ترے روضہ کے جا لپٹے
نصیب ہو وقت اسکی الارواح مشیدا

مذاق اس مسئلے کی ہر خبر سے ہدایت سے
کہ خالق نے درود افضل کیا ہے ہر عبادت سے
وہیں صل علی فرما کے بس لیا ہے رحمت سے
خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی اوس محبت سے
زبان ہو میری جسدم نام آتا ہے محمد کا

مخمس در نعت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم از جرأت شاعر

تمام امت بھی ارمان تھا ہر دن بھائی کا
اور اک عالم کرے تھا وصف عیسیٰ کی دوائی کا
نبی موصوف گذرا ہے ہر اک لوح خدائی کا
محمد ہی ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کرے بندہ جو اوسکی مدح دعوی ہے مذاقی کا

اوسی کے نور سے جاتی رہی ہے کفر کی ظلمت
اوسی کی شان مین نازل ہوئی والشمس کی آیت
اوسی کے حق نے کی ذہن مین بدر الدجیٰ تقویت
سپہر معرفت تھا ہے وہ مہر انور ہیبت
کہ جسکا دین روشن آئینہ ہے حق نمائی کا

اوسی کی ذات ہے کون و مکان کی باعث خلقت
اوسی کی شان مین لولاک نازل ہے بہر صورت
جب ایسی ذات بابرکات کا ہو وے کفر و بدعت
منور کیون نہ او سکے نور سے ہو خانہ طاعت
کہ روشن کر خیر الاکبر وہ شمع پارسائی کا

مقرر جو کیے ہین اونسے اپنی شرع کے رستے
بغیر از او سکے کوئی منزل مقصود کو پہونچے
نہین ممکن فرشتہ ہو وے کردہ اور کیا ادنی ہووے
بلند اوسکا وہ ایوان مراتب ہے کہ ہین اوڑے
ہیں جو پا کمال عرش کے پایہ رسائی کا

اگرچہ لاکھ پیغمبر اوسی کا آفریدہ ہے
موافق مرتبے اپنے کے ہر اک حق رسیدہ ہے
محمد مصطفےٰ لیکن بادمان تمیدہ ہے
گروہ انبیا مین وہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اوسکے لقب کسکو ملا ہے مصطفائی کا

سلیمان سکندر اور کسریٰ کیقباد و جم
و ریحانہ مین اوسکے بار کب پاتے ہین ہر دم
فرشتے بھی جہان ششدر رہے ہر گز نمارے دم
رگڑتے ہیں منزلت آستان سرور عالم
کہ فخر سلطنت ہے مرتبہ واں کی گدائی کا

کیا کلمہ نے اوسکے نفی اور اثبات سے محرم
وہی روز قیامت کو بنے گا شافع عالم
نصیحت تمکو کرتا ہون ہے جبتک کہ دم مین دم
اوسی کے عشق مین پابند الفت ہوویں لا ہم
کہ جو بیگانہ رہے وہ مستوجب رہائی کا

فرشتے اور بشر سے ہے خطا نسبت جو اوسکو دو
تو ہین خیر البشر ہے بلکہ فخر انبیا ہے وہ
بھلا ہے میم احمد اور عرب ہے عین مودہ
سراپا نور حق نام خدا کہیے نہ کیون اوسکو

فرشتے اور بشر کی حق نے کی ہر آپ سے خلقت
وسلے خالق نے کی ہر جنس کی کونین مین کثرت
محمد مصطفےٰ اخلاق کی اک خاص ہر خلعت
دلیل اوسکی ہر یکتائی کی بیلاریب اے جرأت

مخمس معروف بر غزل حضرت امیر خسرو دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

عشوے سے ظاہر سر بسر ہے جلوۂ حور و پری
غمزے مین تیری مو بمو پنہان ہے فن جادوگری
جتنی کہ خوبی چاہیے ہے تیری صورت مین بھری
اے چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری

نقاش قدرت نے تجھے جسدم بنایا سر بسر
جتنے کہ اگلے نقش تھے بے روپ سب آئے نظر
سارا مرقع دہر کا ہر چند دیکھا غور کر
ہرگز نیاید در نظر نقشے ز رویت خوبتر

مشق خرام ناز سے تو جلوہ گر تا ہو جہان
جون سایہ رہتی ہین پڑی عشاق تابیت تو وان
چاہین کہ اوٹھیں خاک سے سو ہم مین یا قت کہان
اے راحت آرام جان با قد چون سرو روان

رہتی تھی عاشق سے جو تجھے یہ کسقدر بیگانگی
مانند نور سایہ کے تھی اور آمیزش نہ تھی
پر انتہا عشق مین دیکھا کہ یہ صورت ہوگئی
من تن شدم تو جان شدی من تو شدم تو من شدی

مانا کہ مانی آج ہو تیرا قلم حسن آفرین
کھینچے ہین تو نے عمر بھر نقش بتان نازنین
کو رنگ لا وہ لاکھ تو پر ہم ترے قائل نہین
صورتگر زیبائے چین رو صورت آئینہ بین

در پر جو اسنے دیکھکر مجکو وہ شوخ بیحیا
ہو کر غضب کہنے لگا تو کون ہے اوٹھ یان سے جا
معروف مین نے رو دیا اور رو کے یہ مقطع پڑھا
خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما

مخمس معروف بر غزل خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ تعالی علیہ

جیس سے لطیف

پوچھ مجھ سے غم و درد و صدمہ ہاے فراق
ازل سے مجکو بنایا ہے آشناے فراق
لکھا نہین مری تقدیر میں سواے فراق
مبادکس چومن خستہ مبتلاے فراق

اسیر بند بلا میں یہ ناتوان شب و روز
سبب یہ ہے کہ وہ آنکھوں سے ہے نہان شب و روز
سنا کئے ہین جو معروف کے فغان شب و روز
کہ عمر من ہمہ در درد رفت و جان ببرد
ازین سبب من حافظ چو سیدلان شب و روز

غم فراق سے ازبسکہ ہون سدا بیدم
ہر ایک دم ہے مرا میرے حق مین تیغ دو دم
طرف فلک کے یہ کہتا ہون دیکھکر ہر دم
کجا روم چکنم حال دل کرا گویم

این مخمس از
حیدر علی آتش
است

بھرا ہی بسکہ دل و جان مین تیرے ہجر کا غم
بنا ہے چشمۂ خون جگر یہ دیدۂ نم
جو بس چلے تو بتقریب انتقام الم
فراق را بفراق تو مبتلا سازم

جگر کے حسن کے ساری بدن مین آگ لگی
یہ شعلہ آہ کا نکلا دہن مین آگ لگی
ترے تو آتش رخ سے چمن مین آگ لگی
مرے تو جان و جگر اور من مین آگ لگی

کیے ہین ہجر نے ازبسکہ مجھ پہ جور و ستم
تو ان رہا ہے یہ غصہ سے اب مرا عالم
کہ دل ہی دل مین یہ سوچا کرون ہون مین ہر دم
اگر بدست من افتد فراق را بکشم

یہ کیا خا تھی مگا فی چمن سے تیرن نے
اور اوسکی خلق مین شہرت اوڑائی شیرین نے
اودھر تو ہاتھون مین مہندی لگائی شیرین نے
مگر یہ سیر عجائب دکھائی شیرین نے

تمام عمر رہا دوستوں مین اوس سے جدا
اور اوسپہ کہتے ہو قسمت کا تو نکر شکوا
ذرا سمجھ کے کہو بات ازبراے خدا
من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا

کیا علاج اطبا نے نارسائی سے
نہ آخرش ہوئی صحت کسی دوائی سے
یہ رنگ جسم کا ہے تیری آشنائی سے
جلے ہی لاش مری آتش جدائی سے

تمہاری چپ سے مری چپ زبان پر بولو تو
لبون کو دیکھ کے حیران جہان ہے بولو تو
مری تو دل مین کچھ اور ہی گمان ہے بولو تو
یہ مستی ہنٹھ نیہ ہے یا دھوان ہے بولو تو
[illegible]

بھرے تھے قہقہے ہر ایک گل کی جھولی مین
کلون نے گھیر لیا تھا اسے ٹھٹھولی مین
چھڑکتے جاتے تھے ہنس ہنس کے رنگ ہولی مین
کمال شوخی مین انکی پڑا تھا ہولی مین
[illegible]

اگرچہ ہوتے ہین گل رخ ہزار غصہ مین
پہ اسطرح کی نہ دیکھی بہار غصہ مین
یہ وصف تجھ ہی مین دیکھا نگار غصہ مین
ہوا جو سرخ ترا چہرہ یار غصہ مین
[illegible]

ہوا اثر کشش دل کا دل مین تب اوسکے
تو خود بخود وہ لگا دوڑ کر گلے میرے
یہ سیر جسنے نہ دیکھی ہو آن کر دیکھے
طلب جو بوسہ کیا مین نے اوس سے جھوکر کے
[illegible]

ملا ہے نام خدا مجھکو اک صنم ایسا
کہ جسکے دیکھنے سے ہو تو مین سیکڑون شیدا
مین بھولی بات تو نکلا اسکی بیان کرون کیا کیا
شفق کو دیکھ کے کہتا ہے نوجوان میرا
[illegible]

ہذا مخمس معروف بر غزل محمد ابراہیم ذوق است

ہر کوئی عاشق بت سفاک پہ ہو جاتا ہے
خنجر بیداد سے آخر شہادت پاتا ہے
لیکن ایسی ہمت کب ہر ایک کرا تھا آتا ہے
سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پاے ہے
[illegible]

مین پڑا ہون قید مین اور موسم گل آیا ہے
شوق کو موج صبا بتا بیان سکھلاتی ہے
سخت تنگ آیا ہون بیٹھے بیٹھے جی گھبراتا ہے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکاتی ہے
[illegible]

ضعف سے مشکل ہے اب فرگان کا بھی تھامنا
رو اگر چلئے تو مر جاتے کہین جلدی سے ہم
ناتوان ہین کسطرح طے کر سکین راہ عدم
ہان مدد طاقت کہ ہے ضعف سے سینہ مین دم
[illegible]

مر سے مرتے بھر چکا ہون زخم مین کتنا نمک
کیا عجب گر خاک سے بھی میری پیدا ہو نمک
لذت بیداد قاتل مین بھی ہے کیسا نمک
داہ واشور محبت خوب ہی جگر کا نمک
[illegible]

یہ بس جھڑتے مین آہ گرم ست میری شرر
خون دل ہر دم بہاتی ہے رگ مژگاں تر
کون ہے اسوقت مین میرا جو لے میری خبر
گرمی سوز دروں بھن جائینگے دل اور جگر

بسکہ درد حسرت دیدار سے تھا بیقرار
کھو دیا بیچارہ نے ہستی کا رنگ اعتبار
کشمکش میں مرگ کے بیخود پڑا معروف وار
نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار

ہذا مخمس از تالیف
مرزا محمد سلطان فتح الملک
ولیعہد شاہ بہادر دہلی متخلص بہ رمز

پرتو پڑے جو اوس کے رخ بے حجاب کا
پیدا ہو رنگ سنگ مین لعل خوشاب کا
پردے میں تو یہ جلوہ ہے اوس رخ کے تاب کا
جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا

شب بزم مے تھی اور تھے سب جمع آشنا
اک رند مے پرست نے مذکور یون کیا
سنئے عجیب نقل ہے اور طرفہ ماجرا
کل بن کے شیخ مجتہد عصر سا قیا

دیکھا وہ رخ و کسکر ہے مجھے بہ ظفر
ویسے جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ ظفر
جب دیکھا خوب تو تحیر مجھے بہ ظفر
کسے لگے زراہ تحیر مجھے بہ ظفر

جب سب طرح سے پند و نصیحت وہ کر گئے
مین مٹھیا چپکا ستا رہا وہ کود گرے
جانا یہ مین نے یون تو یہ چپکے نہ ہوئینگے
مین نے کہا کہ ہم بھی مین ہان خوب جانتے

جو کچھ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہے یون
لیکن تمہارا زہد ہے یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپ کرتے ہین ہے باطل و جنون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون

جو طعن یکسو نہ کرو تم بجا درست
ایسا ہی ظاہر آپ نے پیدا کیا درست
پر یہ صلاح و زہد کا دعوی ہے نادرست
تقوی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست

جسدن کہ روز ابر ہوا اور ساری بادہ کش
پیاسے پکارین ہاتھ سے ساقی کے العطش
اوسدن یہ جلسہ سب ہو تو کر جاؤ تم بھی غش
مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش

مدہوش کردے باتون مین تمکو لگا کے منہ
پھر دیکھین بیٹھتے ہو کدھر تم چھپا کے منہ
اور جب ز روی طنز ہنسے گا بنا کے منہ
کھلینچے ہنسی سے اُسکو وہ منہ سے ملا کے منہ

اک مست ناز حور شمائل پری لقا
مستی مین جسکو پاس تہو کچھ بھی شرم کا
از روی لطف بوسہ کرے یون تمھین عطا
گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بے حیا

پھر دیکھین کیونکہ بتی کرین دین و دل دیے
جب وہ حریف ہاتھ مین آ جام مے لیے
گر تمنے مے کے پینے مین کچھ عذر بھی کیے
منت سے یون سکے کہ ہمارا لہو پیے

جسوقت اسطرح سرو سامان عیش ہو
اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اور بھی بضد وہ بوسہ کرے ایسی گفتگو
اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپ کو

اور یون تو مین بھی جانتا ہون بادہ ہی حرام
اور آپ کو تو بادہ سے انکار ہے تمام
پر اعتقاد ہوگا اوسی وقت لا کلام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

کرتے ہین مومنان کہ لیے مومنان پاک
کیا کیا دعائین دل سے بوقت امید پاک
ہان رہبر تو بھی کہدے بیک آہ دردناک
یارب غم حسین مین اختر ہو جب کہ خاک

مخمس معروف بر غزل میر نظام الدین المتخلص بہ ممنون

ہے دادخواہ تجھ سے وفا اور وفا سے ہم
راضی ہین سبے تیری جفا اور جفا سے ہم
کیا لگ چلی ہے تجھسے ہوا اور ہوا سے ہم
نکہت کو مجھسے لے ہے صبا اور صبا سے ہم

کرنی ہے ہمکو عمر بسر راہ عشق مین
ہے جسکو جان و تن کی خبر راہ عشق مین
لینے گئے ہین سر سے گذر راہ عشق مین
دینا ہر ایک گام پہ سر راہ عشق مین

رہتے ہین روز رات کو روتے سحر تلک
ہچکی سی ایک لگتی ہے دو دو پہر تلک
پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک
پہونچی نہ ایکبار اجابت کے در تلک

لازم ہے دوستون کو رہے دل ... مجبر
احسان مند خوبی اخلاق یک دگر
ہین ہم بھی فیض گلشن ہستی سے بہرہ ور
دامان بھر کے لیتے ہین نکہت سے ہر سحر
[illegible]

دل مین بھری ہی اسکے محبت کی شوخیان
ہر غنچہ گل کا اپنے گمان مین ہے گلستان
نیرنگ کارخانۂ دل کیا کرون بیان
ہر ایک تازہ رنگ ہے خون دل نہان
[illegible]

راہ طلب مین کسکو میسر ہے بازگشت
یان ہر قدم ہے صورت خورشید تیغ و طشت
دیوانگان شوق کی مت پوچھ سرگذشت
سرگرم جستجو مین ترے بسکہ دشت دشت
[illegible]

یون اب کوئی بڑھاوے کسو سے ہزار ربط
پر بے مناسبت کا نہو استوار ربط
ہوتا ہے اپنے جنس سے بے اختیار ربط
آشفتہ سے رکھے ہے سیہ روزگار ربط
[illegible]

احیا کا گرچہ معجزہ آرائی ہے مسیح
لیکن مریض عشق سے شرمائے ہے مسیح
معروف درد عشق کو کب پائے ہے مسیح
ممنون کا درد دیکھ کے فرمائے ہے مسیح
[illegible]

مخمس معروف و بر غزل نواب اسد اللہ خان بہادر المتخلص بہ اسد ملقب بہ غالب

شرح درد دل افگار کہون یا نہ کہون
ہے مجھے رخصت گفتار کہون یا نہ کہون
کچھ تو کہہ اے بت عیار کہون یا نہ کہون
اپنا احوال دل زار کہون یا نہ کہون
[illegible]

آپ سے ہر دل وحشت زدہ کب ہے باہر
آسیہ بھی مین نہین انداز کے ڈھب سے باہر
حرف بیجا نہین آتا مرے لب سے باہر
نہین کرنیکا مین تقریر ادب سے باہر
[illegible]

باب ہجم کی گلستان کی حکایت سمجھو
مرثیہ کی اسے یا کوئی روایت سمجھو
خیر جو سمجھو سو سمجھو یہ نہایت سمجھو
شکوہ سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو
[illegible]

دیکھکر بیکسی عاشق مہجور ... یار دل
ہے سویدا بھی سیہ پوش عزادار دل
ٹکڑے ہوتا ہے جگر دیکھ کے ناچاری دل
اپنے دل ہی سے مین احوال گرفتاری دل
[illegible]

جو کوئی کرتا گلہ ہے جو کسو اپنے کا
لوگ باور نہین کرتے ہین پھر اوسکو اصلا
ہے یہ مشکل کہ نہین اور سے مجھکو شکوا
دل کے ہاتھون سے کہ ہے دشمن جانی اپنا
نے تو نقش مدعا کی ہے نشست
نے صف غم ہی کو ملتی ہے شکست
خوب دیکھا او دل الفت پرست
نالہ من سر بسر بیحاصل است

یعنے پردے ہی مین اک ڈھب کا نہان ہے غماز
اشک بیتابی و فریاد و فغان ہے غماز
پہلے تو عاشق غمگین کی زبان ہے غماز
مین تو دیوانہ ہون اور ایک جہان ہے غماز
رد کرے جو ایک بوسہ کا سوال
وہ کرے کیا خاک عاشق کو نہال
کب بر آتی ہے تمنائے وصال
اے صنم لے سرو بستان جمال

ہے سخن والسد ہی دل کی مجھے معروف مدد
ہون بزندان سخن صورت قفل ابجد
دل مین باتین ہین بھری بسکہ زیادہ از حد
آپ سے میرا احوال نہ پوچھے تو اسد
نزع کی حالت مین کیسا ہوتا اگر
دیکھ جاتا ہے مجھی کو اک نظر
واے حسرت اے بت بیداد گر
جان بلب دارم نے داری خبر

مخمس شاعر بے بدیل
معروف بر غزل
حافظ احسان صاحب

ہر گھڑی تو یہ جو کرتا ہے بیان
دل لگا مت اسمین ہے جی کا زیان
تو کوئی ناصح سے تجھکو کیا میان
ناصحا من دانم و عشق بتان

نالہ ہاے بے اثر سب بے فائدہ
زاری شام و سحر سب بے فائدہ
کیجے کیون جی کا ضرر سب بے فائدہ
گریہ ام اے سیم بر سب بے فائدہ
کہتے ہین معروف ہی کو کیا زبون
میر کو بھی کہتے ہین مرد فسون
کرتے ہین سودا آتک ثابت جنون
قدر شعر احسان کہ میداند کنون

مخمس رمز برغزل
محمد ابراہیم صاحب
المتخلص بذوق

شور الفت کا بیان احوال مین کس طرح کرون
آہ اور بھرنے لگا تازہ ہر اک زخم درون
کیا خوشی کا ذکر یا نسے عشق کا ہے یہ فسون
دیکھکر قاتل کو حیرانی کہ ہے ابتک دل مین خون
[illegible]

ہوش مین طوفان کو لانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
اضطراب دل دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
خاک مین گوہر ملانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
[illegible]

خوب ہے گر تو نجائے ایسے جا نسے وہان
یعنی کچھ حاصل نہین ہے سر کٹانے سے وہان
ہے سوا ظلم وستم ساری زمانے سے وہان
کہدو قاصد سے کہ جا کر کچھ بہانے سے وہان
[illegible]

تھا یقین ہے کو بس ہوتے ہین کوئی دم کو قتل
کونسا مشکل ہے کرنا عاشق پر غم کو قتل
کر چکا ہے تو اسی انداز سے عالم کو قتل
ہمنے پہلے ہی کہا تھا تو کرے گا ہمکو قتل
[illegible]

ایسے غم مین کر جیے ہے کام یہ ہے مرد کا
حال لکھتا کیونکہ انکو رنگ روی زرد کا
قصہ سنواتے ہین انکو اپنی آہ سرد کا
خط مین لکھواکر اونھین بھیجا تو مطلع درد کا
[illegible]

یہ تو ظاہر ہے کہ دشمن کو ہے بیشک مجھسے بیر
دیکھئے کیا ہو سے بیٹھے نکلتے ہین ہم بھی سیر
یا ہم اوسکے ہی کہتے ہین تو ہے یہ بھی بخیر
جو سکھایا اپنی قسمت نے دگرنہ اوس کو غیر
[illegible]

گر دیا گردون کو اوسکے سامنے خم آپسے
اسطرح دانستہ دی ہے کونی سر کم آپسے
خوش ہوا ہی جا ہے وہ آشوب عالم آپسے
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپسے
[illegible]

کیا ہی پچھتاتے ہین اب وہ دیکھکر دل کا یہ حال
سچ کہا ہے قدر نعمت ہوتی ہے بعد از زوال
سینہ کاوی ہے حقیقت مین ہوا نقصان کمال
تیر و پیکان جتنے تھے دل مین دیے ہمنے نکال
[illegible]

کاہیکو کچھ منہ سے کہتا جاتا مین یہ اگر
اسطرح کا نکتہ چین وہ ہو گیا ہے کینہ ور
باتون باتون مین کیا کیون جانکا اپنی ضرر
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ کر
[illegible]

گو نہ کھینچی ظاہرا اوس دشمن جان نے تیغ
ہاتھ مین دی پر خیال ابروی پر خم نے تیغ
آپ اپنے پر لگائی عاشق پر غم نے تیغ
وان سہلے ابروہان گردن پہ پھیری ہم نے تیغ
[illegible]

محبت ہو تو ہی پہلے تو کی مہر و وفا تو نے
ستم ہم پہ کیا تا آہ وہ کیا کی جفا تو نے
بہا ایسے کے دل پھر آخر کی وفا تو نے
یہ جانا تھا کرے گا تو وفا پر کی جفا تو نے
[illegible]

اونکو جب پاتے ہین تو اپنے کو کب پاتے ہین ہم
ساتھ اپنے شوق کے ہمدم تو اوڑ جاتے ہین ہم
شوق کی نیرنگ سازی اونکو دکھلاتے ہین ہم
سنکے آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتے ہین ہم
[illegible]

ہمیشہ سے ترا جان حزین کو یہ مقولہ تھا
کہ اس قالب مین جان دیکھین رہنے کی ہے
وہ پہونچا اپنے گھر اور تو ہین کرتی رہ
تجھے تھا ساتھ جانا وہ گیا تو رہ گئی تنہا
[illegible]

گو سیہ کاری سے ہے لے رمز حال دل تباہ
یہ بلا ہے لیکن اوسکے دل مین گھر کرنے کی راہ
رہنما ہے راہ الفت ہو گئے اپنے گناہ
کیا ہوا اے ذوق ہین جو ہر و نامہ وہی سیاہ
[illegible]

جو عمدہ قاصد ہی کا لے وہ مرژدہ پر گر یار کا
کہ خط کو ہاتھ مین لیکے ہتھیلی پہ دھرے سر
ہوا کیا اور خیال افسوس دل مین کیا
تمنا تھی جواب خط کی قاصد کو ہو گئی
[illegible]

مخمس شاہ دہلی المتخلص بہ ظفر غفر اللہ لہ بر غزل رمز

زمانہ دوستدار رنج یا ہو دشمن شادی
فلک کے ظلم سے خاموش کی ہو کہ فریاد
اوسے کیا کام سب کو قید و دنیا سے ہے آزادی
ملا تھا خاک مین کیونکر اب سر کسی کی بربادی
[illegible]

تمھاری وضع سے صاحب بیان کیا تھا ہوا کیا ہے
ہمین تمسے محبت کا گمان کیا تھا ہوا کیا ہے
تمھارا قول ہے میری جان کیا تھا ہوا کیا ہے
کیا وہ آپ نے ہمسے بیان کیا تھا ہوا کیا ہے
[illegible]

ہوا ہمدم یہ کیا اب دیکھتا ہے چار سو اے دل
نہ یار اے خموشی اور نہ تاب گفتگو اے دل
ہمین معلوم کیا احوال ترا ہو ہوا اے دل
کیا وہ کر فکر کم ہین کم ہے تو اے دل
[illegible]

کرے جیکو فدا دل تے جو کوئی چاد کرا وسکو
نصیبو نے سے ملے گرا وسکے تاہ نکتہ ورا وسکو
سنا ئین حسب حال ای رعزاپنا شعرگرا وسکو
اگر ہم جانتے ایسا ندیتے دل ظفرا وسکو
[illegible]

نہین کوئی مراد لدا ہ آشنا فی الحال
پہ ایکسے تیرا جو چھلا ہے یاد گار وصال
اوسی کو سینہ سے دھرتا ہون ذب کر اول
جو گل مین کما و لکہین کسطرح تجہو احوال
[illegible]

مخمس معروف بر غزل عبد الرحمن خان المتخلص بہ احسان

کرم سے تونے جو مقتل مین جلوہ فرمایا
وبسکہ مجکو تمنا ے مرگ مین پایا
توسب کو قتل کیا اور مجکو ترسایا
نکوسے تشنہ یہ میرے نہ تجکو رحم آیا
[illegible]

بنی ہے چشمۂ خون چشم اشکبار دریغ
بچارہ قطرۂ خون جگر فگار دریغ
ہزار حسرت وصد حیف وصد ہزار دریغ
ہوا ہے زرد مرا غم سے جسم زار دریغ
[illegible]

نہ آپ مین کہ یہ معروف بے سرو سامان
نہ پاس شرم و حیا ہے نہ ضبط آہ و فغان
نہ باز رو نیسے ہووے یہ دیدۂ گریان
نہ دل کو تاب ہے فرقت مین کیا کرون احسان
[illegible]

ملا جو تجھسے سر راہ مین بیابان گرد
تو دیکھ دیکھ مرا حال زار چہرہ زرد
ہنسا بزیر لب اک بھر کے نازسے دم سرد
کڑھا سے دیکھ کے تو اسطرح دم بیدرد
[illegible]

مخمس مرزا رفیع السودا بر مصرع یقین

جو چھیے ہین پھول گلستان کے ہر نشیمن مین
ہر ایک جا پہ ہین مرغان باغ شیون مین
بھرے ہین لخت جگر غنچہ گل کے دامن مین
گذر ہوا تھا یہ کس رشک گل کا گلشن مین
[illegible]

اوس شوخ سے اس دل کی لگی جا کو کہا کیجیے
نا حق کی اذیت سے دکھ پانے کو کیا کیجیے
احوال عزایان تک پہونچانے کو کیا کیجیے
ان مفت مین اس جیکو پھنسا نیکو کیا کیجیے
[illegible]

اس رخ سے میں کہتا تھا وہ مجھکو لبھاتا ہے
کیوں اوس لب شیرین کی باتو نپہ تو جاتا ہے
گو زہر تو ہو میٹھا لیکن کوئی کھاتا ہے
یون دیدہ و دانستہ جی کو کوئی کھوتا ہے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

غم فراق سے سینہ تو شق ابھی سے ہے
سپید چہرہ برنگ افق ابھی سے ہے
جو جاؤن جاؤن کا تجھکو سبق ابھی سے ہے
شب فراق میں دل پر قلق ابھی سے ہے
سحر کی طرح مرا رنگ فق ابھی سے ہے

نہ زر کہ اوسے دیجے نہ زور کی ہے طاقت
نہ عجز سے کچھ حاصل نہ کام کرے منت
کس طرح سے کاٹون میں کٹتی نہیں یہ زحمت
کیا فکر کرون یارو لاحول و لا قوت
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

دماغ دوستو میرے جو کج کلاہ کا ہے
نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے
ہر اس دل میں سمایا جو اوسکی راہ کا ہے
چلا نہیں یہ ارادہ تو سیر ماہ کا ہے
یہ نار کی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہے

اس جینے سے بہتر ہے اب موت پہ دل دھریے
جل بجھیے کہیں جا کر یا ڈوب کہیں مریے
کس طور کٹین راتیں کس طرح سے دن بھریے
کچھ بن نہیں آتی ہے حیران ہون کیا کریے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

روان ہو جیسے کہ نیسان کا قطرہ سوئے صدف
کمان سے جون ہو گزرندہ تیر سمت ہدف
کہ جیسے پرچہ کاغذ پہ ہووے خالی کف
میں لکھ چکا ہی نہیں حال لکھا اوسکی طرف
ہوا ہے شوق میں اوڑتا ورق ابھی سے ہے

مصرع کو یقین تیرے سودا نے سنا تھا کل
روتا ہے وہ تب سے یون برسے ہے گویا بادل
ہے رعد نمط نالان بجلی کی طرح بے کل
پھر پھر کے وہ پڑھتا ہے ہاتھون کے تئین مل مل
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

نگاہ تیری نے جسکے تئین کیا گھائل
وہ آج مر گیا ظالم اوٹھا کے صدمہ دل
خدا کے واسطے چل دیکھ تو اوسکو قاتل
ہنوز فوت ہوا ہی نہیں ترا بسمل
کہ ذرا سے دین رہین کا طبق ابھی سے ہے

ہذا
مخمس از عشرت
است

ہوئی ہے ہم اسکے ہو مائل تو دکھ سہا عشرت
ہماری آنکھون سے دن رات خون بہا عشرت
صبح سے شام تلک تو وہ خوش رہا عشرت
کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت
کہ پھولی آپ کے منہ پر شفق ابھی سے ہے

ہذا
مخمس ارشاد
است

اسوقت توقع نہیں مادر و پدر سے
حق ہے جو امید رکھیں اپنے پسر سے
یہ شعر عجب کس نے لکھا خون جگر سے
لائق ہے جو ہم اوسکو لکھیں آب گہر سے
[illegible]

اس گردش افلاک سے حق آپ ہی سنبھالے
دنیا کی محبت سے مرے دل کو نکالے
یہ قوم و غا ناز جفا جو سے رزالے
کرتے ہیں ہر اک بات میں کیا حیلے حوالے
[illegible]

ارشاد تو عاقل ہے پر اک خوف خدا کر
جو دوست نظر آوے دل و جان تو فدا کر
مت دور سے اپنے نگذر کام روا کر
کوئی طعنہ نہ مارے تجھے یہ مصرع سنا کر
[illegible]

افسوس عجب طرح کا آیا ہے زمانہ
جو دل سے یگانہ تھا ہوا ہے وہ بیگانہ
جاتا ہوں ہر اک کام کو میں خانہ بخانہ
کوئی مجکو نپوچھے کہ یہ ہے کون فلانہ
[illegible]

ہذا
مخمس از کنور
است

پوچھے ہیں اوسے جو کہ ہو زردار تو انگر
مفلس کو نپوچھے وہ اگر ہووے برادر
آثار محبت کا نہیں روے زمین پر
کیا غیر زمانہ ہے یہ اللہ اکبر
[illegible]

سودائے یار سے ہے نپٹ بیقرار دل
مدت سے اک نگاہ کا ہے انتظار دل
شوق وصال یار ہوا خار خار دل
کیا کیجے کسقدر ہے سدا اضطرار دل
[illegible]

جو کچھ کہ بزرگوں نے کہا ہے سو بجا ہے
دل کو نہ لگا لے جو کسی سے تو بھلا ہے
دنیا میں تو تا چشم مروت نہ رہا ہے
جو مجکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے
[illegible]

آشفتگی ہے دل کو نپٹ اور پیچ و تاب
آزردگی و خستگی رہتی ہے بیحساب
بے طرح روز و شب ہے لئے آہ اضطراب
ہے قید زلف یار دل خستہ کو عذاب
[illegible]

سنگ جفا سے تیشۂ دل چور ہو گیا　　زخموں سے سینہ خانۂ زنبور ہو گیا
کر عشق ہر طرح سے میں مجبور ہو گیا　　دیوانگی میں نام ہی مشہور ہو گیا

بار گراں سے عشق کے ہے زیر بار دل

چاہت نے اسکو اور مجھے بے خانماں کیا　　بار الم سے پشت دوتا جوں کماں کیا
ہر طرح اس جہان سے مجھکو خستہ جاں کیا　　لے کے دل کو قید سر زلف تاباں کیا

تڑپے ہے سینہ میں مرے بے اختیار دل

مثلث از خان عالی شان فصاحت بیان

حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمان

لذت فزاست در دل شبہا گریستن　　خوش در حرم حسرت طوبا گریستن

پنہان ز دل بودن و پیدا گریستن

مت بیحجاب ہو تو نہ یوں جھانک چار سو　　اے دیدہ دار پاس کہ مقبول عشق کو

رسوا نگاہ کردن در سوا گریستن

منظور ہے کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے　　من کیستم کہ گریہ بجا لم کند وسلے

مے زیبدت بنرگس شہلا گریستن

ہیں خونفشانیاں عبث اے چشم اشکبار　　گر کام دل بگریہ میسر شدی وصال

صد سال میتوان بتمنا گریستن

حیران دیکھ ربط گل و شبنم اے ہزار　　بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار

خندیدن آشنا نبود در گریستن

اسطرف ہائی روتے ہیں کس غم تو نسے جان　　غم مر بگریہ ہائی ہوس صرف تما کیوں

عمرم بتازه باید و دو اگریستن

گر شمع میر بیدہ و جلد بریں پرست | گاہی بیاد سرو قدی گریہ ہم خوش ست

تا کے بشوق سدرہ و طوبی گریستن

الحون تباد حال ہیں اور اشکبار لیک | ہر کس کو حسنت گریہ بحالش کو داست لیک

نتوان بعالم تن تنہا گریستن

سوسن یہ کہدیہ جا کر کہتے کرچہ دلپذیر | سوئی زگریہ دست نداری کہ در فراق

دوست فرد دل سے پر دالا گریستن

مسدس فدوی

سنیو ذرا یہ گفتگو شب کو بردے آبرو | چپتے تھے مے سبو سبو ملکے صنم تر دو دو
شغل سے تمہی بہر دہم سے تھے دیا خبر برد | لیکہ ہوئے وہ سب تو آخر شب نہ من شاد

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار بایں بہانہ رفت

ہے سے کیے تھمی راہ وا سبکو مزہ و عجب | بزم شراب رنگ و رنگ اور بغل میں غنچہ لب
سینہ بسینہ لب بلب بیٹھیں گئی ہر تمام شب | عین خوشی میں کیا ہوا دیکھو تو یار روز غضب

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار بایں بہانہ رفت

یار سے کی تھی روشنی حسن میں مہر ماہ ترین | نہ ہو دانت کے لب کو یار اور چراغ صف صف
آب رواں میں کشتی مانگ سے وصدا و ترنم | کیا یہ سماں بند جا جو تمام معنت گیا مزہ کیف

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار بایں بہانہ رفت

شام سے بیٹھے تا سحر شش رہا ہماری گھر | ہم سے نشتر میں تیز آیا کمیں سے سیمبر

تنگ کر قمتش یہ ہر دست بزلف و دلم | شوق ہو دل پہ نیستر وقت گیا • گذر

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

لذت عیش و زندگی تھا اٹھا یہ تھا صبح تلک | بزم و شراب و راگ و رنگ بادہ و کباب اور گزک
سوتے تھے ہم پلنگ پر ملکے صنم سو بیدھڑک | نیند سحر کہ کھل گئی دیکھا ن ہون کیا کر یکایک

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

شب کو وہ شوخ دلربا صبر کی لگ گیا متاع | اوسکے پہ عشق میں افترا اوسکی سخن میں اختراع
فدوی ہی از اوس ہی یک ذرہ پایا نہ کچھ بھی انتفاع | ہا لاخرین جب گذر گئی اور پکارے الوداع

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ہذا مخمس از کلام فصاحت و بلاغت شعار حکیم محمد مومن خان سلمہ الغفار

اے چارہ گر آ حسد کہ دم چار گھڑی ہے | مین جان کو مرتا ہون تجھے بیخبری ہے
کیون پہلے سے درمان مین اثر بے اثری ہے | اپنی سی تو کر دیکھ عجب نسخہ وری ہے
ہو جاؤ نہین جان بر تو تری ناموری ہے | یون دعوی پر صرفہ تو بیہودہ سری ہے

گر ہے مریضون کی دوا ہو وے تو جانین
بیمار محبت کو شفا ہو وے تو جانین

ہر چند کہ درمان نہین عشق بتان کا | زخم دل مجروح پہ لگتا نہین ٹانکا
مرنا قلق ہجر مین بیجا ہے یہان کا | پر شکر ہوا سہل علاج اپنی تو جانکا
وہ حال نہین ہر دل بیتاب و توان کا | تھتا نظر آتا ہے لہو زخم نہان کا

تاثیر دوا سے نہ ہی گر جاے تو کر جاے
ہر چند کہ ناسور ہے بھر جاے تو بھر جاے

یعنی کہ دل اوس دشمن جانی سے پھرا آب
بیتابی سے جان نہیں آزار و غذاب
جو عشق کی خاطر ہے نہ وہ پاس وفا آب
گرچہ مرض الموت پہ ممکن ہے شفا آب
سینہ سے مری ہاتھ جدا ہوئیگا آب
وہ فتنہ کی الفت ہے نہ وہ شوق لقا آب

کچھ کام نہیں پیچ و خم زلف دوتا سے
کھایا کرے بل سیکڑون اب میری بلا سے

یک عمر تلک زیست سے بیزار رہا مین
معشوق کے پرہیز سے بیمار رہا مین
کیا کیا نہ مصیبت مین گرفتار رہا مین
سرمشق غم و وقف صد آزار رہا مین
بیجرم سزا اون کا سزاوار رہا مین
افسردہ دل گرمی اخیار رہا مین

آخر طپش اس آتش خاموش مین آئی
جان گرمی غیرت سے غضب جوش مین آئی

اک گھر مین وہ بیٹھے تھے سراسیمہ و حیران
غصہ کے سبب چپ سے کسی کی نہ بحث نہان
انصاف کرو صبر کرے کب تلک انسان
اوس حال کے دیکھے سے ہوا حال پریشان
سمجھا مین کرون بھی تو کیا بس سے محرمان
ناچار کہا طعن سے مین ذکر مری جان

۲ع

کس سوچ مین بیٹھے ہو ذرا سر کو اوٹھاؤ
گر دل نہیں ملتا ہے پر آنکھین تو ملاؤ

دیکھو تو ادھر کو کہ کبھی یار تھے ہم بھی
منظور نظر صورت اغیار تھے ہم بھی
غیروں کی طرح محرم اسرار تھے ہم بھی
اوس چشم عنایت کے سزاوار تھے ہم بھی

یون شربت دیدار سم آمیز نہین تھا
کچھ نرگس بیمار کو پرہیز نہین تھا

کیسے تو یہ کیا بات ہے قربان تمہاری — کچھ طور نظر آتے ہیں بدلے ہوئے سارے
ہے ناز نہ ایما نہ ادائیں نہ اشارے — اب کس لیے رہتے نہیں تم گھر میں ہمارے
آئے کبھی بر سو نہیں تو آتے ہی سدھارے — بیٹھے بھی اگر پاس تو چپ شرم کے مارے

پھر کس لیے گھونگھٹ رخ روشن پہ لیا ہے
پھر کیوں نئے سر سے وہی پہلی سی حیا ہے

وہی تو ہوں میں ہمدم و دمساز تمہارا — مدنظر حسیم نظر باز تمہارا
وہ جسکے سوا صرف سبا ناز تمہارا — اک عمر تلک جسپہ رہا ناز تمہارا
وہ محرم ہر غمزۂ و غماز تمہارا — پوشیدہ نہ تھا جس سے کوئی راز تمہارا

حسن آئینۂ دیدۂ دیدار طلب تھا
سر حلقۂ عشاق وفادار لقب تھا

وہ مہر وہ الفت وہ محبت ہی نہیں ہے — یا طبع میں الطاف تھی یا بر سر کین ہے
بیہودہ سدا ابروے خمدار میں چین ہے — بیوجہ شب سوز شکن زیب جبین ہے
آتے ہی یہاں بس چلے جائینگے یقین ہے — اب ہوش کہاں آپ کہیں ہیں کہیں ہے

فرق آہ پڑا طرز ملاقات میں کیسا
غصہ ہی چلا آتا ہے ہر بات میں کیسا

وہ پیچ خم و طرۂ طرار کہاں ہے — وہ کشمکش کاکل خمدار کہاں ہے
وہ نازکی نرگس بیمار کہاں ہے — وہ تازگی رونق رخسار کہاں ہے
وہ بوے تن رشک سمن زار کہاں ہے — وہ رنگ رخ غیرت گلزار کہاں ہے

گلگونہ سے چہرے پہ کدورت ہی نہیں ہے
بدلے گئے کچھ تم تو وہ صورت ہی نہیں ہے

ہے طبع میں ہر روز فزوں نسخ فزائی — اپنے میں سماتی نہیں کیا دل میں سمائی

یہ تندی خو تو نہین کچھ گرم ادائی
ہر ایک سے سراتے یہ ہوئی تیز زبانی
اس شعلہ مزاجی نے مری جان جلائی
کیون خصلتِ مذموم پسند آگئی آئی

کسواسطے سو یہ غضبناک ہوئے ہو
کچھ ہے تو میں اپنا تجھا عیب کہ بیباک ہوئے ہو

تم گھر سے کہان نکلے کہ گویا غضب آیا
کچھ خیر تو ہے ایسا کہان کا غضب آیا
سمجھو تو ذرا بات کہ کیا غضب آیا
کوئی ہو جہان سامنے آیا غضب آیا
پھر لڑکے چلے جاتے ہو یہ کیا غضب آیا
گھر والے کہان جائین یہ کیا غضب آیا

بیوجہ عداوت کا سزاوار تو مین ہون
اور ورنہ یہ کیون ظلم گنہگار تو مین ہون

ہر اک سے بگڑ کر مرے دم پر نہ بن آؤ
کیون ہاتھ سے جاتی ہو تم اتنا بھی نہ آؤ
دل سرد ہوا تم سے مزاجی نہ جلاؤ
دن رات جہان بیٹھو ہوا اب بھی وہین جاؤ
جو تمکو سُنا یا کرین تم اون کو سناؤ
اس گرمی الفت کو بس اب آگ لگاؤ

کب تک جلے کوئی یہ طپش خاک مین ملجائی
ٹھنڈا ہو کلیجہ جو کہین سوزش دل جائے

افسوس مری غم نے نکی تجھے سرایت
آئی وہی ورزش جو تجھی عشق کی عادت
بھولے سے جو ملجاتی ہو یہ بھی نہین جنایت
بیفائدہ سو آئے نظر حرف و حکایت
بیجا ہین گلہ سب تری بیہودہ شکایت
بیٹھی ہون سبب پوچھ کے شرمندہ نہایت

ہے رنج بجابات یہ بیجائی مرے جی کو
سچ کہتے ہو دل مین نے دیا اور کسیکو

ناحق تو رہا ہون کہین شکوہ خوش تم
میرے بھی نظر سے ہر عیان نیند کا عالم
پینے ہی تو کی بادہ کسی غیر سے باہم
آتی ہے جانی یہ جانی سب مجھے ہر دم

انگڑائیاں لیتا ہون پڑا مین ہی تو ہم
میرے ہی تو گردن مین پڑا جامے کچھ خم

میری ہی تو آنکھون مین غضب نیند بھری ہے
میری ہی جبین سے یہ جو گھٹنے پہ دھری ہے

مین ہی تو کہین رات کو بیدار رہا ہون
مین ہی تو ہم آغوش طلبگار رہا ہون
مین ہی تو مے وصل سے سرشار رہا ہون
مین ہی تو کف غیر سے مے خوار رہا ہون
ملک ہوس تازہ خریدار رہا ہون
لذت کدہ اوباش ہوس کار رہا ہون

بدمستیان میری ہی تو آنکھون سے عیان ہین
میرے ہی یہ ہونٹون پہ یہ دانتون کے نشان ہین

کوئی نہ کہے یہ کہ سکھایا ہے کسی نے
تجھکو مری جانب سے لگایا ہے کسی نے
بیجرم یہ طوفان اوٹھایا ہے کسی نے
ایسا مجھے دیوانہ بنایا ہے کسی نے
یہ جھوٹ نہین سچ ہے جتایا ہے کسی نے
کیا کیا نہین آنکھون نے دکھایا ہے کسی نے

کیون مان لے ایسا کوئی نادان نہین ہے
تم غیر سے ملتے ہو یہ طوفان نہین ہے

کیون لوگ لگے آپ یہ بہتان لگانے
یہ بات تم اوس سے کہو جو بانکو نہ جانے
مین نے تمھین جانا کوئی جائے کہ نہ جانے
سب عذر ہین بیفائدہ بیہودہ بہانے
کچھ خیر تو ہے مجھسے بھی لگے باتین بنانے
معلوم ہین ساری مجھے جتنے ہین ٹھکانے

گر کہیے تو ایک ایک کا مین نام بتاؤن
یہ پردۂ ناموس کہ ہے چاک اوٹھاؤن

یہ بات تو ہے آپ کی گفتار سے ظاہر
یہ حال تو ہے آپ کی رفتار سے ظاہر
اقرار ہے صاف آپ کے انکار سے ظاہر
ہے مستی شب نرگس میخوار سے ظاہر
عالم ہے خزان کا گل رخسار سے ظاہر
بدطوری دوشینہ ہے اطوار سے ظاہر

کیا شکل بگڑ رہی ہے بس اب منہ نہ بناؤ
آئینہ دکھا دوں تو صورت نہ دکھاؤ

کیا قہر ہے کیونکر نہ دست ہے درد جگر میں
اک آن بھی مجھسے نہ ملو آٹھ پہر میں
سنتا نہیں شب و تحسین بزم دگر میں

میری تو بغل خالی ہے آپ عدو کی بر میں
گھر چھوڑ کے اپنا رہوں اور کے گھر میں
کیونکر نہ ہو تاریک جہاں میری نظر میں

ہر روز تو اے مہر درخشاں ہے کہیں اور
ہر رات تو اے شمع شبستاں تو کہیں اور

ہے وقت اگر دل میں سمجھ جاؤ تو بہتر
بیباکی و حیرت سے شرماؤ تو بہتر
اغیار کے طنز کی قسم کھاؤ تو بہتر

اندیشۂ انجام سے پچتاؤ تو بہتر
جو دل میں ٹھہرتی نہیں ٹھہراؤ تو بہتر
اب بھی جو ان اطوار سے باز آؤ تو بہتر

پھر ورنہ مری طرح سے پچتاؤ گے دیکھو
اپنے کیے کی تم بھی سزا پاؤ گے دیکھو

گھر تم بھی تو دلبر ہیں ابھی یار جہاں میں
باقی ہیں ابھی دل کے طلبگار جہاں میں
نکلیں گے بہت آپکے اغیار جہاں میں

تمسے تو زیادہ ہیں طرحدار جہاں میں
اس جنس کی ہے گرمی بازار جہاں میں
میرے بھی ہزاروں ہیں خریدار جہاں میں

معشوق ہے مجھے کہ تمہیں عشاق بہت ہیں
یہ یاد رہے میرے بھی مشتاق بہت ہیں

ایسی ہی مجھے کر پامال وفا ہوں
تو ڑ دوں ابھی اور میں پابند وفا ہوں
لیتے مجھکو بھی کہ اب اور کو چاہوں

تم اتنے بگڑ جاؤ میں اسپر بھی بنا ہوں
تمسے نہوں آزردہ میں گو بھی سزا ہوں
ایسے کسی معشوقۂ دلجو پہ فدا ہوں

ہر دم جو سوسے عاشق مضطر نگراں ہو

فکر ستم او سنگ دل نازک گران ہو

یون دلشکن عاشق جانباز نہو وے
ہر ناکس و کس محرم ہمراز نہو وے
بار فلک تفرقہ انداز نہو وے

جیون دور زمان حادثہ پرداز نہو وے
ان بوالہوسون سے کبھی دمساز نہو وے
بے فائدہ اوس سے کوئی ناز نہو وے

کیا ذکر ہنسی بولے وہ بیطور کسی سے
کچھ بات ہے وہ بات کرے اور کسی سے

لازم ہے کہ ضد سے تری ہر بزم مین جاؤن
ہر ایک کو افسانۂ دلچسپ سناؤن
اس شعلہ زبانی سے مین کیا ہی جلاؤن

دیکھی کہ نہ دیکھے کوئی احوال کھاؤن
یہ تیری جفا اوسکی وفا سب کو جتاؤن
شاعر ہی تو ہون شکوہ و شکایت جو بناؤن

مشہور اوسے اور تجھے بدنام کرون مین
بدنام تجھے اور اوسے خود کام کرون مین

غیرون کو ملامت سے تری حذر نہ آوے
یون غیر کی بن آئی تو کیا نہ بن آوے
تو بیٹھ رہے شرم سے اور وہ نہ اٹھ جاوے

ہر کوئی بہانہ سے مرا قصہ سناوے
طعنے تجھے دے دے کے جو دم ناک مین لاوے
پروا نکرے تجھ کو کبھی تو جاوے کہ نہ جاوے

ہرگز سبب ترک ملاقات نپوچھے
لگ جاوے تجھے جیسے کوئی بات نپوچھے

یہ نالہ ہو لب پر کہ خداوند دو عالم
کس جرم کی تعزیر مین یون خوار ہوئے ہم
وہ عیش جو یاد آئین تو کیا کیا نہو ماتم

ہم بھی کبھی تھے جہان مین خوش و خرم
جتنی کہ ہوئی تھی خوشی اتنا ہی ہے اب غم
دلمین کہے سو تم [illegible] افسوس ہے ہم

جلتا ہون تو مین انجمن افروز کہان ہے
دل داغ ہی تو ہے مرے دل سوز کہان ہے

ہوئی ان حرکاتوں سے ندامت مجھ کو کیا کیا
قسمت ہی بری ہو تو کرے کوئی بھلا کیا
ہر وقت ہوا افسوس کہ ہے ہے یہ کیا کیا
رہ رہ کے خیال آئے کہ یہ میں نے کیا کیا
الزام دوں کیونکر اوسے میں اوس کی خطا کیا
عاشق نہ رہا کوئی تو معشوق رہا کیا

ہر اک سے کہے کچھ مجھے تدبیر بتا دو
اوس وحشی رم خوردہ کی تسخیر بتا دو

ہر ایک جا سے مجھے جلوہ دکھا جائے
ہر لحظہ مرے سامنے ہنس کے چلا جائے
ہر شوخ شرارت سے مرے دل کو لبھا جائے
ہر آن نئی آن سے وہ روبرو آ جائے
ہر وقت شرارت سے نئی آگ لگا جائے
یہ شعر سدا میرے سنانے کو پڑھا جائے

کیا کیجے ہمیں ناز اوٹھایا نہیں جاتا
روٹھے کو منانے یہ منایا نہیں جاتا

پھر دل کو ٹکا بات سے گویا کو ٹالوں
ناچار ہو پھر آپ سے میں تجھ کو منا لوں
پھر دل کے نئے سر سے سب ارماں نکالوں
پھر جاؤں نہ سنبھلے مری ہر چند سنبھالوں
بیتاب ہو بس دوڑ کے چھاتی سے لگا لوں
تجھ کو بھی میں اپنا سا وفادار بنا لوں

ہے نام جو پھر تابع فرمان کروں میں
مومن ہوں تو تجھ کو بھی مسلمان کروں میں

واسوخت میاں قلندر بخش صاحب المتخلص بہ جرأت

یا رب اندوہ جدائی سے تو مرنا بہتر
الفت میں قدم کا نہیں دھرنا بہتر
گذرے غم جیسے تو بس جیسے گذرنا بہتر
ہے کنارہ ہی اب اس چاہ سے کرنا بہتر

رفتہ رفتہ ہوئے اب لجۂ الفت میں غریق
موج زن دل میں ہے کیسے یہ دریائے عمیق

قیس و فرہاد سے اس بحر مین کون تیرا ک | بہ گئے آہ خدا جانے
آشنا مثل حباب ہو کوئی مجھ سے کیا خاک | حاصل بطالہی ہو گرداب

مجھ سے جون موج روان جسکا پڑا اوجھیڑا
نہ ملا پر نہ ملا اوسکو کہین ٹھل بیڑا

دل کو ہر چند مین سمجھایا کر اوخانہ خراب | جان اس ہستی موہوم کو تو نقش بر آب
جی لگا کر کسی مہر حسن سے مست ہو بیتاب | اب جو دیکھا تو دم آنکھون ہی مانند حباب

کوئی دم کا جو یہ مہمان نظر آتا ہے
ایک دریا مری آنکھونسے بہا جاتا ہے

جس ستمگر نے کیا آہ یہ حال دل زار | جی مین آتا ہی کر روش ہو نہین اوس سے یکبار
اور کہون صاف کہ اب تجھ سے لے ظلم شعار | واقف اس راز سے ایک لی تابہ ہزار

محو نظارہ ترا تا کہ یہ دل تھا نہ مرا
تازگی پر گل رخسار کے بیا تھا ترا

آئینہ دیدہ حیران نے دکھایا تجکو | جب سے آگاہ نہ تھا تو وہ جتایا تجکو
دل کی بیتابی نے کیا نہ سمجھایا تجکو | اپنی وحشت مین پریزاد بنایا تجکو

آنکھ ہر ایک سے ورنہ تری شرماتی تھی
کل کی ہی بات تجھے بات نکر آتی تھی

تھی نہ مین یہ خوبی گفتار کہان تھی توبہ | ایسی اٹھکھیلی کی رفتار کہان تھی توبہ
طبع عالم کی طلبگار کہان تھی توبہ | اس قدر گرمی بازار کہان تھی توبہ

اپنے ہی چاہنے سے تو یہ نمودار ہوا
کہ ترے حسن کا ہر ایک طلبگار ہوا

آشنا آنکھ نہ غمزے سے ذرا تھی واللہ | دلبری کی نہ کچھ انداز سے ...

تھا نہ یہ نام و کرشمہ نہ یہ شوخی آئی تمام ۔ میں تو حیران ہوں تجھ کو دیکھ کے سبحان اللہ

ہیو نا ایسی بھی ہو اس جہاں میں محبوب
اپنی اس خوبی یہ مغرور ہوا تو کیا خوب

جا مزے میں تو کہاں بیٹھ گیا یہ سب ۔ آتی تھی خلل یہ تمہیں تھی یہ کب گل کی تاب
گلستان غیر محل تھی تری جتنی باتیں ۔ پاس ان سب کا ہوا سبتے سے اپنے آپ

اب تو کچھ اور بتا تو تو ہمیں سمجھا غیر
گر کبھی بات ترے دل میں سمائی تو خیر

مل مل کے بیٹھ نہ بیٹھا کر نہ آ ۔ تجھکو ہو کیا یا جھوٹ اور ہمیں خبر ہے یا
میرے بلنے سے ادھا اٹھا دیں پاس تھا ۔ پھر یہ تو دیکھیو کیا اسکا مزا دیتے گا

ایسے محبوب سے دل اپنا لگاؤں میں بھی
کر جو کچھ تو دکھا یا سو دکھاؤں میں بھی

چشم پوشی نے ترے اب تو سوجھا یا ہے جی ۔ اگر لگاؤں کسی یا ایسی ہی محبوب سے جی
چار سو دھوم ہو خوبان جہاں میں جسکی ۔ ناز بیجا سے جو آزردہ کرے دل نہ کبھی

قد قیامت ہو رخ آفت ہو بلا زلف سیاہ
چتونوں میں یہ شرارت ہو کہ اللہ اللہ

سر سے لے پاؤں تلک کوئی نہ ہو ایسی جا ۔ حسن خوبی کے سبھی جس میں جس کو برا
ہووے اک حسن کی تصویر کھنچی سر تا پا ۔ جائے دل جسپہ کہ نقاش ازل کا بھی چھا

تیغ ابرو کی جو دریافت کرے برّانی / پڑے تو ایسا ہی مارا لے نہ مانگی پانی

آنکھیں وہ جادو بھری تجھکو اگر آئیں نظر / شکل نرگس کے ہزا آنکھوں میں کچھ نور بصر
اور رخسار بھرے ایسے ہی ہون رشک قمر / جال رو دیکھ جنھیں سانس تو ٹھنڈی بھر بھر

تیرے جو سامنے اوس غیرت خورشید کو آ / تو خجالت سے کبھی منہ نرگسی کو دکھلائے

کان وہ کان ملاحت ہون کہ دیکھے تو اگر / صورت گل نہ سنے کچھ نہ رہے اپنی خبر
رنگ رو بیچ بھبوکا سا ترا جب جل کر / سب کو رخ آئی ترا جون گل پژمردہ نظر

ہو کہیں بالی ایسی ہو کہ جو دیکھے تو / غم خدا جانی ہو کتنا ترے بالی جی کو

بینی ایسی ہو کہ وہ دیکھے تو یہ ہو حال ترا / لوگ کیا جانیں للا کے سو نگھا دیں کیا کیا
تس پہ نتھنوں کی پھڑک سے یہ ہوتا بر پا / کہ بجود آئی سے کبھی جا نہ یہ دل کا دھڑکا

اوسکی بو باس میں لون اور وہ بدن سونگھو ترا / تجھکو دکھلاؤں میں اور ناک میں دم لاؤں ترا

غبغب اور چاہ ذقن اوسکی نظر تجھکو جو آئے / خود لٹو ہو کر تفکر میں پڑا لاکھوں کھائے
گردن ایسی کہ صفا اوسکی کوئی کیا پائے / دیکھ کر جسکی صفا صبح کی پو پھٹ جائے

حق تو یہ ہے کہ گلا تجھکو دکھا وہ دیوے / خون ناحق کوئی گردن پہ جو اپنی لیوے

دیکھ گال اوسکے تجھے کہنے لگے اہل نظر / دیکھتا کیا ہے کہ یکسان ہیں یہ دونوں اختر
شور تس حسن سے خورشید بھی لگ کر لیوے / آو کا دیکھتے ہی رشک سے پھٹ جائے جگر

بوسی دینے کے مجھے تجھکو وہ پامال کرے / مارے غیرت کے تماچوں سے تو منہ لال کرے

ساعد و بازو بھی ایسے ہی ہوں وہ نازک دست / شاخ گل [illegible] کہو [illegible] جن بست
ہو بر انگشت نگارین کا یہ عالم تا دست / جوش ہے پنجہ مژگاں ہو جسے دیکھ کے پست

پھیر کر ساتھ مرے اسکے جو بندہ لوٹے
مارے حسرت کے تو بیٹھا ہوا چھاتی کوٹے

شکل اک میا کی لوئی سا ہوا ایسا تنات
لوح سیمین کوئی جس طور بنا لاوے صاف
دیکھیے غور سے اوسکو ہے مجسم انصاف
صورت چشمہ ہے دیکھنے کو اوسکی ناف

گورا گورا وہ شکم دیکھیے جو مہتاب سا تو
پلیٹ پکڑی ہوئے پھرتا پھرے بیتاب سا تو

وہ کمر جس سے کہ وابستہ ہے تار نفس
ہو سرین گول بھرین انین ہون ایسی ہی بس
دیدہ حسن کو بھی دید کی جنکی ہو ہوس
ساق یا ہو یہ بلورین جو اونھین کیجے مس

بیٹھکا دست محبت کو دباؤں کیا کیا
تجھکو دکھلا کے میں جوں شمع جلاؤں کیا کیا

پاؤں وہ پاؤں ہوں ایسے کہ جب اونکو پاؤں
کبھی سہلاؤں کف پا کبھی آنکھوں سے لگاؤں
اور جو ہاتھو نہیں اوٹھاؤں تو عجب لطف اوٹھاؤں
پھیر وہ لطف اوٹھانا تجھے جھلا کے دکھاؤں

حسرت وصل تو کما دو تجھے دن ایسے کرے
جینے سے نام سے اونکے تو آیا اوں پڑکر

گفتگو ایسی کہ ہر بات پہ اوسکے اعجاز
گرمی عشوہ و انداز و ادا ہو اور ناز
گدگدی دیکھے سے دلمیں جو بدن ہو یہ گداز
ہوئے اک حسن کی تصویر کھنچی خوش انداز

لگا ہے وہ مست سے حسن سی مدہوش کر کر
اپنے کمتر اک کو تو صاف فراموش کرے

اوس سے ہو گرم سخن تجھکو جلاؤں ظالم
ظلم جو تو نے دکھایا ہے دکھاؤں ظالم
اپنا دل شاد کروں تجھکو کڑھاؤں ظالم
چاہیے اب تجھے ایسا ہی بھلاؤں ظالم

کہ مرے یاد میں دن رات تو فریاد کرے
ایسی یاد اپنی دلاؤں کہ بہت یاد کرے

سارے عالم سے ترے وہ
رشتہ ربط ہر اک شخص سے میں توڑا ہے

ظاہرا تو نہین صبر دل شیدا ہو — چاہیے چاہنے والا کوئی اب پیدا ہو

دل سے سب محو کیے تو نے جو تھے قول و قرار — بھولے لے عہد شکن تجھکو وہ کل دار و مدار

یہ غم درد جدائی مین ہون زار و نزار — تیری نظرون مین نہین گرچہ مرا عزو وقار

نہ رکھون پر نہ رکھون تجھسے محبت مین کبھی — تو ہے مغرور تو ہون نام کا جرات مین بھی

واسوخت شیخ ولی محمد اکبر آبادی المتخلص بہ نظیر ادام اللہ فیضہ

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہی — کہ دشمن بھی مری اب حال پر آنسو بہاتا ہی

یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ سب بے چینی دکھاتا ہی — نہ گھر مین دل ہی لگتا ہی نہ صحرا مجھکو بھاتا ہی

اگر کچھ منہ سے کہتا ہون مزا الفت کا جاتا ہی — وگر چپکا مین رہتا ہون کلیجہ منہ کو آتا ہی

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد — وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے — نگر ڈھنڈورا پھیرتی کہ پیت کرے نہ کوی

نہ تھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے — جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے

سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے — تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے

کیے پر اپنے آخر کو یہ غم کھانا بھی ہوتا ہی — کف افسوس کو مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را — نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

کوک کرون تو جگ ہنسی اور جی کو لاگی گھا — ایسی کٹھن سنیہہ کو کہہ بدھ کرون او پاو

چمن بے نظیر

غضب ہے ایک تو دل تنگ ہوا اس پہ جی گھبراوے
سو وہیں دل کے کیون نکڑے نہ ہوں کس طرح گھبراوے
لگی ہو آگ دلمیں پھر وہ بجھنے کس طرح پاوے

تس اوپر ہر گھڑی اس دلربا کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ سر پٹکے کہ ٹکرا دے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے

چو در دل آتش ہجران فتد اور اگہ خشنا ہے
ہر دی اندر دو دن لگی تو دھوان پڑگیا ہے

مگر آنکس کہ آتش زدہ ہون آئی بھنیسا ہر
جاتن لاگے سو جانے دوجا جانے ناکوئی

کبھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون
لگی ہے آگ دلمیں شمع ساں جلکر پگھلتا ہون
بدن میں دیکھکر شعلے بھڑکتے ہاتھ ملتا ہون

کبھی گھبرا کے پھر گھر کی طرف الٹا چلتا ہون
دھوان اوٹھتا ہے آہ کو نرنگ ہو موم جلتا ہون
چھپا ہون تن میں اٹھنے میں ستی کی طرح جلتا ہون

برہا بلا آتش دوری کہ میسوزد دل بیجان را
برہ کی آگ تن میں لگی جلن لگو سگات

نمودہ شعلہ ہر آبلہ دست طبیبان را
ماری چھوت بید کی رہے پھپھولے ہاتھ

کہاں تک کھاؤن اوس غم کو اب کھایا نہیں جاتا
قدم رکھتا ہون جس جا پر تو سرکا یا نہیں جاتا
جو جاہون بھاگ جاؤن بھاگ کبھی یا نہیں جاتا

دل بیتاب کو باتوں سے سمجھایا نہیں جاتا
جہاں پر بیٹھتا ہون وان سے پھر اوٹھا نہیں جاتا
اور آہو دشت میں رستہ کہیں پایا نہیں جاتا

مکان یار دور ہون نہ دارم طاقتی در دل
کیا کہون کس سے کہون لیکر پیادہ دور

عجب در مشکل افتادم چسان طی سازم این منزل
اور نہ سکون گر گر پڑون رہون مجبور

جاے عبرت ہے مرا حال پریشان یارو
دل لگاکر ہوا مین سخت پریشان یارو
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

اُس تو ہے یہ مایوسی و حرمان یارو
ہاے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

دل نہ دیتے اگر اوسکو تو نہوتے بدنام
رنج بھی ہوتے ہین الفت مین بے بعد از آرام
جی کی جی ہی رہی بات نہونے پائی

کیا خبر تھی کہ ہے آغاز کا کیا ہے انجام
کبھی دنیا مین نہو کا کوئی ہمسا ناکام
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

جذبۂ عشق اوسے کھینچ کے لایا نہ کبھی
ماجراے الم و درد سنایا نہ کبھی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

اثر اس نالۂ دلکش مین بھی پایا نہ کبھی
سخن شوق بغرض لب تک آیا نہ کبھی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

ایک دم صحبت دلدار میسر نہوئی
عشرت و عیش سے فرصت اوسے دم بھر نہوئی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

نظر لطف و عنایت کبھی ہمپر نہوئی
اپنے ملنے کو کوئی جاے مقرر نہوئی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

ایک دم صحبت اعدا سے کنارا نہوا
غرض ہمکو فقط درنج کا یارا نہوا
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

یہ متقرب ہوے کچھ پاس ہمارا نہوا
ہاے اُنکی بزم تک اک بار گذارا نہوا
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

ہمین بے نظیر

کہو دیا مفت مین دل مین ذکر و غصہ سے پایا
پر وہ پری فن نہ ملا یون ہین مجھے ترسایا
جی کی جی ہی مین ہی بات نہونے پائی

قلق ہجر نے کیا کیا نہ مجھے کلپایا
نہ وہان مجھکو بلایا نہ یہان آپ آیا
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

یان نہ آیا وہ عیادت کو بھی یکبار افسوس
کرسکا ولولۂ شوق نہ اظہار افسوس
جی کی جی ہی مین ہی بات نہونے پائی

مرتے مرتے نہ گئی حسرت دیدار افسوس
نہوئے نرخ تک والب گفتار افسوس
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

ہوا عشق مین اوس شوخ کے آرام کبھی
لب شیرین سے سنا ایک نہ دشنام کبھی
جی کی جی ہی مین ہی بات نہونے پائی

نہ دیے دست نگارین سے مجھے جام کبھی
نہ ملی لذت عارض سے ہوس کام کبھی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

مین بھی حاضر تھا ہوئے جب طرف کعبہ روان
بے ادب ہنستے تھے کیا لوگ تھے بیہودہ گمان
جی کی جی ہی مین ہی بات نہونے پائی

حضرت مومن تقوی روش شیخ زمان
پڑھ کے یہ درد سے مطلع جو ہوئے اشک فشان
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

افصح الفصحا اشعر الشعرا ابلغ البلغا سخنور عالیمقام محمد تقی نام المتخلص بہ میر

اک کنارے وہی تو ہو ہین از زمین از زبان
دو قدم پر ہے یہ ہنگامہ تری کوچے کی بیچ
منہ پہ کھا ڈالے تلواروں کو ہونگے سوتے
دھڑ نہیں سر ہے پڑا سر جو نہیں تو دھڑ ہے
غمزدہ بے خانمان بیوارثی بیکس غریب

خاک پر بسمل پڑے ہین بیسے
آشنائی کچھ نہیں لگتی کہ تجھکو ویران
سیکڑون کیجا ہین دو جیسے سے جو تھی سیریان
ہین زیارت کردنی صد کشتۂ شمشیریان
زخمون سے کے وہ جن نے منہ پر ہو رہی ہین دھجیان

گو تو ہم آئی سپہر طوف شہیدان دور نیست
گریہ مے آید در نیجا راہ خندان دور نیست

سے لے پست اک آن میں وحشت کی یہ سلا جہان
تیرہ گر عالم کو رو سیہ مایہ گرد و غبار
ہین بخشی سلے کیا اگر نازنین تیر و تیغین
لیکن اتنا ہی ہر آشفتہ ہو جانان کہیں
سو خدا نا کردہ ہم کہتے نہیں اس راہ سے
یک قدم سالے گرد باد دامن صحرا نیست

خاک اوڑا ہر ایک دم میں کاروان در کاروان
چشم مار شمن تو ہو آوازۂ کون و مکان
کھینچنا سر کا مبارک ہو تجھے تا آسمان
پیش رو رکھتے ہین ساری خاطر واماندگان
کوئی دم وقفہ کری یا دیر ہو وی تجھکو یان
در قفا ماندست مشت خاک کا تنہا بالیست

گھر کا صاحب تو اُڑ آتا کرے یکسان خاک سے
تیلیا پاطل ست لکھا ہے صنوبر کرن مکانات
کیسے کیسے خانزادے خاک مین یان مل گئے

| ہر کجا افتادہ بینی حشت در ویرانۂ |

کہہت سننے مین آتا ہے کوئی رنجور ہے
روشنی آنکھوں کی ہے منظور ساری خلق کو
ہم کئے بھی سمجھے یہ دوا آتش کے پرکالے کیسو
ایک نے مارا چھڑک کر جی سے ہمکو آب داغ
ہمکو حیرانی ہے آئین جسکو سنتے ہین اوسے

| ما سرشک گرم وآہ آتشین دیدیم وبس |

دل نہین مجھکو ملا یہ کوئی جی کا ہے وبال
خود بخود جاتا ہے کہتا آرزو ہے کیا اوسے
یاد مین میرے ہوا ہو کچھ سبب تو ہے بجا
ناکسون کی گیسو و کاکل کا وابستہ ہو نہین

اینٹ مارے اینٹ کر یہ کچھ ہوا اس گھر اوپر
کیون دماغ اتنا جلاتا ہے اپنا تو کدھر
جلسے حسرت سے یہ معمورہ جہان کا خبر

| بست فرد و فتر احوال صاحب خانۂ |

یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے
قوت دل کا جدھر دیکھو تدھر مذکور ہے
ایسی ہم ایذا جو کھینچی ہے کسے مقدور ہے
ایک نے ایسا جلایا آپ تلک مشہور ہے
ان ہی دونون آفتون کی پرورش منظور ہے

| بہرہ کز چشم و دل دیدیم این دیدیم وبس |

لغتنی ہو تو کہون اے میر مین کچھ اسکا حال
چاہتا ہے سیم و زر یا کوئی دلبر خوش جمال
عشقبازی مفلسی آزردگی رنج و ملال
نے کسی کے چاند سے مکھڑے کا مجھکو ہے وبال
نے غم درد جدائی سے نہ اندوہ وصال

وہ اوسکا تبسم وہ اوسکی ادا — وہ اوسکا تکلم وہ انداز پا
وہ غمزہ وعشوہ و ناز و غرور — وہ آن و کرشمہ وہ حسن اور نور
وہ چھپ وہ اکڑ وہ چلبن اور وہ سج — ہر اک بات مین جان لینے کی دھج
وہ ماتھے کا خط تھا کہ تھا او رغ ماہ — وہ تھی مانگ یا کہکشان کی تھی راہ
غضب اوسمین موتی پڑے ہوئے — ستارے تھے نوران سے کھوئے ہوئے
وہ چوٹی چھٹی تا کمر تک بلا — نہ لینے کو جان تھی مگر یک بلا
پڑا اوسمین موباف زرین تھا یون — ستارہ ہو دنبالہ دار ایک جون
نہ چوٹی تھی بل ایک کوڑا تھا وہ — کہ جمکائے تھا حسن کے رخش کو
وہ زلفین جو بالائے رخسار تھین — وہ کافر بلائین نمودار تھین
جو جاتے بکھر رخ پہ بال اوسکے آہ — تو تھا زیر ابر اک درخشندہ ماہ
وہ عالم کسیکو جو پڑتا نظر — تو سو غم سے جی اوسکا جاتا بکھر
وہ بالون مین سر کے پروئے گہر — ستارے نمودار جون چرخ پر
وہ آنکھین کہ آہو پہ جادو چلائین — نہ آہو پہ جادو پہ جادو چلائین
وہ نرگس کے گل تھے بگلزار حسن — زبس جلوہ گر جیسے انوار حسن
وہ چشمک اشارے حیاؤنکے ساتھ — نگاہون مین دل چاہتا جنکی بات

وہ دامنون مین کافر نی سی کھڑی　　اور دامن گھٹ پر طلسم پری
خطون کا عجب عالم اک آہ تھا　　نمودار اللہ اللہ تھا
لب لعل وہ رشک یاقوت تھے　　پے جان عشاق یاقوت تھے
وہ پانون کا لاکھا وہ رنگ مسی　　شفق تھا نمودار سیہ رات تھی
وہ لب شیرین تھے جسکے آگے نبات　　خجل اس قدر ہو کہ آوے نہ بات
تکلم غضب اور تبسم بلا　　وہ باتین تبسم مین بجلی سی کیا
وہ چاہ زنخدان کہ ہو سکو چاہ　　وہ غبغب درخشان کہ جون مہر و ماہ
وہ گردن کا موتی صراحی کی شکل　　چھپے جسکے نظارہ دے شرب و اکل
وہ سرخی سفیدی باین آب و تاب　　کہ جون ظرف بلورین ہو تہ آب
وہ بازو وہ ساعد نزاکت بھرے　　وہ ہاتھون کا عالم کہ جی خوش کرے
حنا سے وہ ہاتھون مین رنگت رچی　　کہ مرجان کے پنجے کی جو رشک تھی
وہ ہاتھ ایسے پیارے کہ جو آئین ہاتھ　　تو کیا چومتے بس محبت کے ساتھ
کف پا وہ گلبرگ سے نرم تر　　نزاکت سے عالم ہر انگشت پر
وہ قامت قیامت وہ گفتار قہر　　وہ چھب یک بلا اور وہ رفتار قہر
وہ رفتار کے [illegible] تھا　　وہ گفتار جو بات مین لیوے دل

دعا میری کر میرے مولیٰ قبول — بفضل رسول اور طفیل بتول

بصدق ابوبکر شاہ ورا — کہ بعد از نبی سب کے ہین پیشوا

بعدل عمرؓ جو ہین کرار جنگ — ہوا شرع کا اونسے فق ہے رنگ

بحلم غنی یعنے عثمانؓ امام — کہ کان حیا تھے سدا با تمام

بعلم علیؓ ولی شاہ دین — امام جہان وارث مرسلین

بجود حسنؓ او . بکرم حسینؓ — مجھے دو جہان مین دو کر امن اور چین

مجھے دین و دنیا مین عزت سے رکھ — نہان اور عیان عیش و عشرت سے رکھ

شراب محبت پلا دے مجھے — تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے

الٰہی مین تیرا گنہگار ہون — بہت سے تجھے شرمندہ ہون کیا کہون

کوئی دم کوئی پل کوئی لمحہ آہ — نہین میرا گذرتا بغیر از گناہ

جو اقسام ہین جسم و عصیان کے — وہ سب درمیان ہین مری جان کو

کبیرون صغیرون نہان ہین ہون عیان — چھپے اور ظاہر گنہ مین بھرا

خطا و ستم مین گرفتار رہون — غرض ہر طرح سے گنہگار ہون

گنہ بخش سب میری میرے کریم — کبیرے صغیرے جدید اور قدیم

گنہ باطنی میرے اور ظاہری — خطا اولی اور جرم آخری

کروں اور سفر جب میں یاں کے تو ہو
شہود و تجلی حق روح کو

ترے جلوے کو دیکھکر جان دوں
مروں تو ترے فضل سے یوں مروں

رہوں گور میں بھی دوانا ترا
نہ موقوف ہو منہ دکھانا ترا

اوٹھوں تو ترے دھیان میں گھر اوٹھوں
غرض عشق میں میں جیوں اور مروں

میں رافت ہوں بندہ ترا ای خدا
مرا اور سب اہل اسلام کا

کر ایمان و اسلام پر خاتمہ
طفیل نبیؐ و بنی فاطمہؓ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہمیشہ یہ نازل تو فرما مدام

پھر آل اور اصحاب پر آپکے
پھر ازواج و احباب پر آپکے

رباعیات نعتیہ

الحمد للہ الذی بلغ العلیٰ بکمالہ
احکام فضل ایزدی کشف الدجیٰ بجمالہ
اے تارک فعل بدی حسنت جمیع خصالہ
انعام فیض احمدی صلوا علیہ وآلہ

حضرت چلے معراج کو بلغ العلیٰ بکمالہ
سب جگ میں اجیالا ہوا کشف الدجیٰ بجمالہ
انکے خصائل نیک تھے حسنت جمیع خصالہ
حور و ملک سب یہ کہیں صلوا علیہ وآلہ

معراج کی شب عرش پہ کیا دھوم مچی تھی
حضرت پہ خدائی تو سبھی جھوم رہی تھی
لولاک لما خلق کہا شان میں جسکے
قدرت بھی ہاتھ اپنے کے تئیں چوم رہی تھی

صاف کرتا رہا کل مجھ پہ وہ تلوار کے ہاتھ
لوگ مانع ہوے تو کہنے لگا کون ہو تم

آہ نا پکڑے کسی نے مرے خونخوار کے ہاتھ
شوق سے باندھیں گے ہم ایسے گنہگار کے ہاتھ

گرچہ بیزار بھی ہے پر اوسے کچھ پیار بھی ہے
دل بھلا ایسے کو اے درد نہ دیجے کیونکر

ساتھ انکار کے پردے میں کچھ اقرار بھی ہے
ایک تو یار بھی ہے تس پہ طرحدار بھی ہے

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا
خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں

ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

قسمت کی اپنی خوبی سے حاتم بھی شوم ہو
اس واژگون نصیب کی تعریف کیا کرون

گر تخم بھی جو بوؤن تو پیدا از قوم ہو
جسکو ہما سے سمجھو تو پہلو سے بوم ہو

ہین زخم مرے کاری اس سینے سی کیا ہوگا
اس کم نگہی سے کب بجھتی ہے عطش دل کی

اب مرتا ہی تو بہتر اس جینے سے کیا ہوگا
ساقی مجھے اتنے ہی پینے سے کیا ہوگا

جا کو زلف دوتا مانگے ہے
اوسکے پنجے سے ملا کر پنجہ

مانگ کیا جانیے کیا مانگے ہے
خون بہا اپنا حنا مانگے ہے

جا اوٹھا دی مرے مدفن پہ جو تکبیر کے ہاتھ
کھینچکر نقشے مین مانی بت بے پیر کے ہاتھ

چوم لوں اوس بت رعنا کی کفن چیر کے ہاتھ
چومتا تھا کبھی اپنے کبھی تصویر کے ہاتھ

چمن بے نظیر

یک گوشۂ عافیت ہو اور دست رس کو
کافر ہے پھر کسیکو جو حسرت آرزو ہو

آدمی سے آہ کیا کیا ہے
پھنس گئے دام میں تیرے آکر
ایسے نادان کو دل دیا آخر
ہو خوشی خون دل پیا ہے

اے درد بہت کیا پرکھا ہے
جب چشم نہ تھی تو دیکھتے سب کچھ
دیکھا تو عجب طرح کا لیکھا ہے
جب چشم کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہے

آج گلشن میں کیا مزا ہوگا
باغ میں بو کباب آتی ہے
مینہ برستا ہے گل کھلا ہوگا
کسی بلبل کا دل جلا ہوگا

اے ستمگر زیر دستوں پر ستمگاری نہ کر
توڑ مسجد پھاڑ مصحف [illegible]
ظلم کے اقلیم کی ہر چند سرداری نہ کر
جو تو کرتا ہے سو کر پر مردم آزاری نہ کر

لعنت جو کوئی زن کا سخن گوش کرے
صد سال کی الفت کو وہ یکساعت میں
ہمدم ہو اوسی ساعت نمک نوش کرے
دیگر کے گلے پڑ کے فراموش کرے

کبھو ناشاد کبھو شاد ہوئے آخر ہیچ
مرتبہ علم میں حاصل کیا استیطا کی راہ
گہ تعلق ستی برباد ہوئے آخر ہیچ
گو فرشتوں کے بھی اوستاد ہوئے آخر ہیچ

چوری چوری مری آنکھ جاوےگا آگے کہیں
ورنہ دل بر سے نکل جاویگا گھبرا کے کہیں

ضبط وحشت ہے تجھے ای دل دیوانہ ضرور
اتنا آنا بھی نہ وہ چھوڑ دے جھلا کے کہیں

تا ہر وچہرے پہ تیرے جب تک خط آئے گا
تب تک قاصد کو مری باتوں سے بہلاویگا

جب تلک تھا نہ تماشا قاصد کو جواب صاف تھا
اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آئے گا

سچ کون جیتے عہد کو ملیہہ وفا کیا نباہ کیسے جو اوس نے عہد کو اوسکی ادا کیا
کیا حسن کہ پہ زبان چہ ہوئی تہمت کی انو
ٹکا یہ سے نے دہن کو وہیں سلاتے وا کیا

کھانے کے لیے جب رگ یاں کو چیرا
ہاتھ اوسکے قلم کیوں نہوں اگر جو پیا

الکھوں دل نے ذان سے گریبان کو چیرا
ہوتی کے لیے جیتے ترے کان کو چیرا

تم تو دنیا میں سبھی ہے حق کا غم اور
یہ نہ اچھا ہوگا جبر اور کبھی زخم جگر

ہے اوسی عالم میں لیکن اسکا عالم اور ہے
اوسکا نالہ اور اسکا پھایا اوسکا مرہم اور ہے

کبھو کبھو جو کرم کی نگاہ کرتے ہو
ادھر تو عاشق بیکل تمہاری تڑپے ہیں

غرض کہ دل میں مرے جان آہ کرتے ہو
ادھر کھڑے ہو کے تم اہ و واہ کرتے ہو

اگرچہ ہم سے یہ تخم الفت کا ای ستمگر ہم اپنا آتے
جو تیری خاطر لگی گی ہم کریں میں نالہ پھر میں روتے

تو تھا یقینا کہ اوسکے سایہ کے نیچے الکم کبھی تو سوتے
خراب ہتے ذلیل و رسوا نہ تم سے ملتے نہ ایسے ہوتے

گر گل و لالہ کہاں سنبل سمن ہو نسترن		خاک سے یکسان ہو زمین ہای گیاہ آسا
اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل کج کاوی جو کی سینے کی غم ہجران نے ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر	میر تقی	ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا اس دفینے میں سے اقسام جواہر نکلا پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
شور سنکر ہمنوایوں کا ابلتا ہے یہ دل اب خدا حافظ ہے سودا کا مجھے آتا ہے رحم		رخصت اک نالہ اے صیاد جاتی ہے بہار ایک تو تھا ہی دیوانہ تس پر آتی ہے بہار
میں کبھی سمجھاؤں جو مانے بات تو پردہ نشین جائے نظارہ بھی ہے گوشہ بھی ہے پردہ بھی ہے	مجھ	سے بدلنا ہی اگر منظور اپنا گھر تجھے آ مری آنکھوں میں رہ یہ ہیں سب سے بہتر تجھے
جب سے سرکار عشق میں عارف کہ خوشی کا نہ لیجو نام کبھو کیونکہ شادی کو پھر بھٹکنے دون	عارف	ہم ملازم ہوئے یہ بندی سے تم سے ہی تجھکو بہرہ مندی ہے نوکری ہے کہ بجائی بندی ہے
غیروں سے خوش رہے تو رہو وہ ستمین ہن دل کا اوسکے دکھا دینگے مزا	انشا	عارف بری ہے آہ دل مبتلا ار کی سو دن سنار کی ہے تو اک دن لہار کی

رباعیات عیدین

عید رجب با دمیمون و خجستہ مر ترا   آمد اندر بطن مادر مظہر نور خدا
ازبناے مولدش صد معجزہ بشگفت او   گشت گلشن گلخن دیر منور شد ہر دو سرا

عید رجب مین سرور کونین   حمل سے آگئے شکم مین حسین
سیلمی
ہے حدیث نبی عرب بؔ عین   ہے یہ مولود سید الثقلین

ایضاً

لیلۃ القدر نے کیا ہے ظہور   نہے برستا سبھو پہ حق کا نور
بطفیل رسول اکرم کے   لے خدا دے سبھو نکو جنت و حور

ایضاً

لیلۃ القدر کی ہے یارو جہانمین نت دھوم   آسمانو نسے زمین پر ہے فرشتون کا ہجوم
سورۃ القدر سی ہے شانمین جسکے مرقوم   جسکے ہر حرف کی آیت ہے یہ لازم ملزوم

دن عید ہے اور رات ہے شب برات   نیکیون مین گذارو تم اوقات
صوم و صلوٰۃ اور نوافل مین   رہو مشغول تاکہ ہووے نجات

ایضاً

شب برات آئی ہے مسلمانو   بدعتون سے بچو مری مانو
نیکیو نمین رہو سدا شامل   ورنہ یان تو تمہاری تم جانو

آن رسے ماہ نو تری شوق کر بام حیثیت سی | خالست تو سا تھا شارہ کہ کرسے ہے تعظیم

عید قربان آمد قربان کنم | جان فدائے حضرت رحمان کنم
حاجیان اندر طواف کعبہ اند | ما باستادان خود احسان کنم

عید قربان در رسید اندر جہان با جز و شان | جان و دل قربان کنید اندر رہ حق بدستان
خوش نما اند عاشقان اندر شراب تبع دل | ذبح نفس امارہ کردہ شو بزمرہ عارفان

رباعیات دعوت محفل محبانہ و دوستانہ

محفل شاہ دین کے سعادت کر و حصول | جس بزم گہ میں رحمت حق ہو وے نزول
بعد از عشا کے لائیے تشریف دوستو | لطف و کرم سے کیجیے دعوت مری قبول

محبو دوستو از راہ شفقت | حمد | قبول و دل سے اس مخلص کی دعوت
کرم فرماؤ بندے کے مکان تک | جمعہ کی شب کو بعد از ہشت ساعت

دوستوں کی انجمن کے نونہال | علمی | گلبن اخلاص کے ثمر کمال
لطف سے محفل منور کیجیے | مخلصوں کو اپنا دکھلا کر جمال
گلستان خوبی کے سرو روان | // | نہال چمن دوستی کے نشان
شب جمعہ کو ہشت ساعت کو بار | رہو شامل عیش در بزم حوال

حوصلہ اُسکی تجلی مین کسے تقریر کا
چمن مین کونسا وہ ذوق گلزار آ گیا

جو زبان شمع نکلے منہ کھلا گالیر کا
کر پابوسی کو ہر اک شاخ گل زمین جھکا یا ہے

مینی یہ قشقہ قشقہ پہ ٹیکا ٹیکی پہ موتی ہے بیم کا
جو ٹیکا صندل لگا جبین پر تو پان ابرو کی جان بھی ہے
لام نستعلیق کا ہے اُس بُت خوشخط کی زلف
لگا ہے تیر دلپیر آہ کس کافر کی مژگان کا
عنایت سبز رنگ اُس اپنی کشتی پر ذرا رکھنا
سبزہ نے دعوی ترے قد سے کیا کیا پھل ملا

نظیر
نخل پہ شاخ اور شاخ پہ گل ہر گل پہ قطرہ شبنم کا
سپہر خوبی پہ بدر بھی ہے سہیل بھی ہلال بھی ہے
ہمتو کا فر ہون اگر تابع نہون اُس لام کے
نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا
کہ بعد از دفن مدفن پر کوئی پتی ہری رکھنا

اثیم
گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو جبین نہین
مین کس کس شعلہ رو کو سینہ جاک پکھلا ون
غفلت مین فرق اپنی تجھ بن کبھو نہ آیا
ہم کو سے مغان مین تھی ماہ رمضان آیا
ایسا بلند آہ کا اپنی دھوان ہوا
یہ میری آہ کا کیسا دھوان ہے

اوس بُت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا
رکھا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن
ہم آپ مین نہ آئی جب تک کہ تو نہ آیا
صد شکر کہ مستی مین جانا نہ کہان آیا
چرخ کہن کے نیچے نیا آسمان ہوا

انشا
کہ نیچے آسمان کے آسمان ہے

ترک کرلے رقیب فرعونی شیلے سے جگ میں مچی روشنائی	آہ میری عصائے موسیٰ ہے اگر خوبی طلب ہے تو دیا کر
وہ منہ زلفوں سے ڈھانپے ہیں تو ہم آنسو بہاتے ہیں مصحفی رخ سے جو زلف اوٹھا دیتا ہے	وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تارے دکھاتے ہیں الحول واللیل کو والشمس دکھا دیتا ہے
یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے جستجو کرنی ہر اک امر میں نادانی ہے	زمین جس کی چہارم آسمان ہے جو کہ پیشانی میں لکھا ہے وہ پیش آئی ہے
یہ دنیا شیشۂ ساعت کی ہے ریت دریا امنگ کے موج سے آیا تھا ہٹ گیا دیکھ دریا کی طرف دل کو یہ لہر آتی ہے نہ تو دریا نہ سمندر نہ ترا پاٹ لگے صنم کے واسطے بے آبرو ہوئے تو ہوئے ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس	گھٹتی جاتی ہے ہر دم چیت رے چیت سوتی لگا تھا ہاتھ نصیبا اولٹ گیا کشتی عمر کی افسوس بہی جاتی ہے کشتی عمر کی اب دیکھیے کس گھاٹ لگے طلا تو ہاتھ لگا زرد رو ہوئے تو ہوئے یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس
خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو شجر سوختہ شمع سے گر گل نکلے	یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے کیا عجب بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے

ہے خراش ناخن غم میں بھی کیا بالیدگی — جو ہلال غرہ تھا سو ماہ کامل ہو گیا

مرکر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا — کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

چین جے کہدو کہ کشتی تھم سکے تو تھام لے — آج ہے طوفان سرشک چشم دریا بار کا

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اولٹا — ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا

چشم پوشی ترے مذہب میں ہے کیں ہیں جواب — ہے یوں پرہیز تجھکو اور ہم بیمار ہیں

پھیلائے کیا کوئی مرے پروردگار ہاتھ — بندے کا ایک ہاتھ ہے تیرے ہزار ہاتھ

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوئے — میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہگیا

سخن آہستہ کرکہ ہے شب وصل — چارپائی بھی کان رکھتی ہے

چہرہ کچھ ان دنوں غم پنہاں سے زرد ہے — ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد ہے

مت ملو لیکن کرم فرما رہو — خوش رہو جیتے رہو جہاں رہو

مرگئے سو حق ہوئے اور جیتے مارین حق کا دم — حق تعالی آپ ہی حق ہے موئی کا کیا ہے غم

ایسی جو سردی پڑی ہر اک ستارا جم گیا — کاسۂ چرخ بریں سارا کا سارا جم گیا

آبخورے برف کے انشا کو بھیجے آپنے — اسکا یہ مطلب ہے لو نقشہ تمھارا جم گیا

اور یہ ٹہرے جسنے رکھا ذوق ارادت ہو وے نہ طلبگار کبھو افسر جم کا
رکھ حق نے ترے سر یہ عجب افسر لولاک سالار کیا تمکو عرب اور عجم کا
یہ عرض علمی کی ہی تری خاک قدم سے محتاج نکر مجکو کسی اور کے دم کا

غزل علمی

گرچہ ہے قند و شہد نبات و شکر لذیذ پر جیسے حدیث پیمبر ہے پر لذیذ
وہ پیاری پیاری باتین خدا کو ادہر لذیذ ارشاد ایک ایک جہان کو ادہر لذیذ
دلکو ہے ذکر نعت نبی سے فرا حسو جانکو ہے فکر مدحت خیر البشر لذیذ
احمد کہے سے ہوتا ہی شیرین دہان خلق نام نبی ہے نام خدا کسقدر لذیذ
پر ذائقہ ہے تینون سے سارے جہانکو شہر مدینہ کا ہی جو رطب و ثمر لذیذ
عین مریض کو ہی شفا اُس قدم کی خاک ہو مردمان چشم کو کحل بصر لذیذ
ہر مجرم و اثیم کو بخشا تین گو ہی ہے گوش عاصیونکو بہت یہ خبر لذیذ
شیرین ہی اسم حق تکین نام مصطفےٰ یہ ایک پر لذیذ تو وہ ایک پر لذیذ
کوثر سے وہ پلاوینگے امت کو آب سرد جنت کی نخل سے وہ کہلا وینگے ثمر لذیذ
صلوا علی النبی و علیٰ اٰلہٖ ہے یہ ورد اپنا یہ صبح کے وقت سحر لذیذ

احوال یہ ہمارے روؤ نہ مل کے باہم
دشوار ہے پلک سے لگنا پلک عزیزو
مضمون شوق اوسکا ہرگز نہ ختم ہوگا
دم دے کے تم تو شب کو محفل سے اوٹھ چلے ہو
بلبل کے درد دل کا ممکن نہین مداوا
سنتے ہین بعد اپنے ہے دخل غیر کا بھی
سنبل کو کچھ نہین ہے زلفونسے اوسکے نسبت
یاران رفتگان پر کیا رونیے ترقی

اب کیا کرین ہم اور وہ
آنکھون پہ میرے جبتک اوسکے قدم نہونگے
وس ہیں بند کاغذ جب تک رقم نہونگے
کوئی دم کو عاشقونکے سینے مین دم نہونگے
گلچین کے ہاتھ دونون جب تک قلم نہونگے
تم سے علیحدہ ہم اب ایک دم نہونگے
جب چاہو دیکھ لو تم یہ پیچ و خم نہونگے
کیا ہم روانہ سوے ملک عدم نہونگے

غزل احمد

پہلے مجنون کی طرح عشق مین شیدا تو بنا
پھر ترا کوے بتان ہو وے گا مسکن تیجے

غزل دلکش

یار کے ہاتھ سے مشاطہ نے پایا بیڑا
طاقت و ہوش کی رخصت کا یہ آیا بیڑا

دل سو مجھے رنگین گذرے تھین آج
کہ عوض بوسے کے انعام مین پایا بیڑا

زلف و رخسار تو ہین آفت جان پر بیرے
خون کیا اوس لب خندان نے اوٹھایا بیڑا

جان سپاری نکرین کیونکہ اب عاشق غمگین
بسکہ حیرانی سے کانپ دینا پایا بیڑا

خون بہا اپنا کیا مین تو گنہگار تو ہون
پاندان سے ترے کل ملنے جو ر لایا بیڑا

سرخرو مجھکو کیا اوس نے جو چشم مین
کہ مرے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا

کیون نہ اب رشک سے دل خون کیا کا فرنے
غیر کے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا

غزل دلی

لامکان پر جو بنا احمد جو بنا جھلایا
تب ملائک نے وہین صلوا علیہ گایا

حور و غلمان نے ترانے سے وہ نغمہ بولے
قاب قوسین کا نوشہ تو ہے سب کو بھایا

تھے براتی وہان آدم سے لگا تا احمد
اور جبرئیل امین گوندھ کے سہرا لایا

حق نے لولاک لما تو ہی محبوب کہا
ان سوا کون سے مرسل نے یہ رتبہ پایا

چمن سے نظم

مرے جو آشنا تا مت ہین مولا انکا فنا من ہے | سرو من کو اسد اللہ کی تلوار کو سونپا

غزل عالم

وہ اک دن دیکھیو بیشک جہان روز جزا ہوگا | گنہگارونکی بخشش کو وہان فضل خدا ہوگا
صراط المستقیم اور پر وسیلہ ہے پیمبر کا | شفاعت کو قیامت مین محمد مصطفیٰ ہوگا
یہی ہے جام کوثر کا مجھے دینگے تلطف سے | کہ جسدن ساقی کوثر علی مشکل کشا ہوگا
کرینگی خون کا دعویٰ وہ جب خیر النسا آکر | حسن بخشش کو امت کے شہید کربلا ہوگا
تقی ہے اور نقی ہے اور محمد عسکری ہادی | قتل کرنے کو کفارون کے مہدی ہدا ہوگا
ہین باقر جعفر و کاظم ہمیشہ رہنما سبکے | سبھونکی پیشوائی کو علی موسی رضا ہوگا
تزلزل حشر کے دن بیطرح ہوویگا شور کر | کر وسامان آخر کا مدد سب کا خدا ہوگا
عرض یہ اب جناب کبریائی مین ہی عالم کی | کہ جاوے درد عالم کا غزل کا یہ صلا ہوگا

غزل

حسن بے نظیر

کھ کھ کھ کھینچی تھی جمد عمر دو دو دو دست میں تخیل
سنسنسنا ... وحشت سنسنسن ضرب لحن کو

ریختی جان صاحب لکھنوی

چھوٹی خانم کا مجھے سے کیا بجائی گیا
سنبھلی کیا پھنون تری دو تو نہ بجالی انگیا

چھوٹا کپڑا بھی تڑے لطف کی ہر چیز ہے
سارے جوڑے میں تو بندی کو پسند آئی انگیا

حسن جانا رہے پر چھاتیو نکا روپ وہ تھا
صدقے اس حسل کے جسنے یہ بنائی انگیا

تیری چھاتی تھی مری سوت کا کپڑا ایسا
سارے کنبے کی کرے گی یہ صفائی انگیا

کس سے ملوا لی گئی تھی اری بل کے کشتی
باندی بیہوش کہاں کھو کے تو آئی انگیا

کیون نہ جامے سے میں باہر ہوں بجا مسعفا فی
اودھر ہی دو بار مگر ٹھیک نہ آئی انگیا

دم بدم ٹوٹ کے ہیں اس سے ستارے جھڑتے
لے بی مہتاب بنی گویا ہوائی انگیا

کوٹھہ اون چھاتیوں سے ٹپکے اسی جو پہنے
میں تو کوسوں گی مری جسنے چرائی انگیا

اب بجلی مانسیں کیا پہنیں جو پہنا میں او نے بیر
اری جو رو کو موے کنجڑے تسائی انگیا

جان صاحب کوئی کیا آج بلایا محرم
عطر فتنے کا ملا خوب بسائی انگیا

ریختی انشا

زنخی ہر یہ تو نگوڑی ہے مجھے بھاری انگیا
کوئی سادی سی مرے واسطے لا دی انگیا

چمن سے نسیم

برسات جسکو کہتی ہین جی جس بہار مین ہر پہ ہوا سکے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
گرمی کے ابرے ناک مین آئی ہو میر یجان تہ کرکے رکھ پٹارے مین آنچل کی اوڑھنی
آئی لچک کمر مین مرے لوگو دوڑیو گھٹنے تلک تو سر سے مرے و ململ کی اوڑھنی
بھاری نبت منگا دی تو رنگلاین لگا و نہین سنے ٹھہرتی ہے سر پہ مرے ہلکی اوڑھنی

غزل ماہ لقا

اجل کے سامنے رستم گیا سو پھر نہ پھرا ہمارے چشمون سے جو نم گیا سو پھر نہ پھرا
لڑائی کرتی ہین چہرے پہ دونون لٹ [illegible] جو گلعذار کا موسم گیا سو پھر نہ پھرا
بھر و سامت کرے ظالم یہ اپنے ہستی کے یہ جسکی ہستی کا عالم گیا سو پھر نہ پھرا
عجب وہ منزل و مسکن ہے مجھکو حیرت ہے جہان سے جو کوئی ہمدم گیا سو پھر نہ پھرا
اوداس ہوکے صنم صبح کو گیا افسوس بہار رونق شبنم گیا سو پھر نہ پھرا
اوسے نہ شیخ سے مطلب نہ برہمن سے کام جو راہ عشق مین آدم گیا سو پھر نہ پھرا
غرور مت کرے تو حسن پر اے ماہ لقا عدم کی سیر کو آدم گیا سو پھر نہ پھرا

نواب آصف الدولہ بہادر

رو کھنے کا عبث بہانا تھا
مدعا تمکو یاں تک آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھہ آنسو تھم رہے
کاشکے نرگس میں جون شبنم رہے

دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی
کچھہ دل کا لگانا ہی نہین راس کسیکو

یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا
دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسر
کیا جانئے کس ساعت بد آنکھہ لگی تھی

جس طرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی
اوس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی

جی تک بھی اگر چاہو تو وسواس نہین ہے
کچھہ اور جو ڈھونڈھو تو مرے پاس نہین ہے

یار پردے مین ہے اور غلش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے دربے جاسوسی ہے

شمع کی طرح کون رو جانے
جسکے جی کو لگی ہو سو جانے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہرو ہے اور ہم ہین

یوسف نے میری کھولا ہے جامہ کے بند
تہ کر رکھو نسیم سے کہدو قبائے گل

میرے دل کی طپش تو کیا جانے
مین ہی جانون و یا خدا جانے

کیون نہ مین قربان ہون جب نہ کو ناز سے
تجکو جفا کا ہے شوق ابل وفا کون ہے

بے منصفی اور لے بت بیداد گر ایسی
چاہت تری غیرون کو بھی ہوگی مگر ایسی

حال جان بازی کا مین کس سے کہون
جس سے کہتا ہون وہ ہی سنتا نہین

ماہ کا ہیدہ ہوا جاتا ہے ابرو دیکھکر
دیکھ لو بن کرکے نکلا آج اور شکل ہلال

جان و دل بیچتے ہین ہم اپنا
ایک بوسے کو سے لے ستا ہے

مناجات

الٰہی بحق رسول انام
محمد علیہ الصلوة وسلام

بآل و باصحاب ختم رسل
مجھے دے مرادین مری جزو کل

مجھے دین و دنیا مین عزت سے رکھ
یہان اور وہان عیش و عشرت سے رکھ

شراب محبت پلا دے مجھے
تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے

کر ایمان اسلام پر خاتمہ
طفیل نبی و نبی فاطمہ

الٰہی ہزارون درود اور سلام
ہمیشہ پہ نازل تو فرما مدام

تواریخات متقدمین

مظہر

مظہر کا ہوا قاتل جو یک مرتد شوم
اور اوسکی شہادت کی خبر ہوئی جو معلوم

تاریخ وفات اوسکی کہی از روی ورع
سودا نے کہا کہ ہاے جان جانان مظلوم

چو ہیچ میں وا ب کر سر کھیا | کچھ نہ ہوئے سوائے نے لے

از مولانا فخر الدین صاحب حسب فرمایش فریز صاحب در

آہ اغنتہ سند ماطو با مین | الٰہی خانہ انگریز گر جا

بسم اللہ

تاریخ از نتائج افکار عالی مقدار سخن سنج کلام شناس بلبل شاخسار حدیقۃ الاطیاب در آبدار بحر الانسجا کشاف دقائق خفی و جلی جناب فضیلت مآب آغا علی صاحب مہری ساکنہ بمبئی

کیون شرمگین نہووے مجھی باغ از بہار نظم | طرفہ کھلا ہے ابر فلک شعلہ زار نظم
مجموعۂ طلسم ہے رنگین بیاض شعر | محو و گل ہے ہر ورق زرنگار نظم
موسی سے انتخاب ہے گلدستۂ بہار | ہر بیت شاہ بیت ہے آئینہ دار نظم
ہر اک غزل ہے رشک غزال سوادِ چین | مرغوب بلبل چمن جو بہار نظم
دکھلانے ہے نقاب اوٹھا رخ سے ہر گھڑی | ہر لفظ حسن شاہد سیمین عذار نظم
اشعار آبدار و مضامین سے نئے | پیہم رواں ہیں قافلہ سان از دیار نظم
گویا نظیر عقد ثریا ہین زیر چرخ | در سلک انتخاب ہو ہر شاہوار نظم

زہے شورش فزائے بزم ابرار | ہے بہر عندلیبان چمن زار
یہ طرفہ مجمع اشعار عشاق | کہ جس میں چیدہ چیدہ گل ہیں بسیار
کرے ہے محفل عشاق کو گرم | نئے انداز سے دکھلا کر رخ یار
ہوا ہے طبع دیوان جلوہ آرا | بتان چین جو ہیں نقش دیوار
بہار گلشن اشعار کو دیکھ | ہے سہے شرمگین ہو حسن گلزار
نواد بوستان عشق ہے یہ | طرب افزا بچشم ہر خریدار
الٰہی یہ بیاض شعر رنگین | ہو نت نور سواد چشم اخیار
کوئی تاریخ ہونے سے رقم ہو | سبب ہے تا یادگار از عاشق زار
کہا ہے اس طرح پیر خرد نے | کہ لاثانی ہوا ہے جنگ اشعار

ایضاً

ہوا ہے یہ جب طبع دیوان تمام | کہ درج اس میں ہر اک ہے رنگین کلام
ہوئی چاہ مونسے کو تاریخ کی | رقم طرفہ تر یادگار دوام
یہ دی ہاتف غیب نے تب ندا | کہ ہے یہ گلستان خوبی مدام

ایضاً
مجمع الاشعار نسخہ ہے عجیب | چاہیے تاریخ اسکی بر ملا
سن کے پوچھا تو خرد نے مجھے یوں | ملاذ الاشعار آباد کہ

یمس سید رشیہ

بسالش فی البدیہہ گفت ہاتف — جزاک اللہ زہے ال این خیرا
برد این شعلہ زار عالم عشق — نور از مہر تابش از مریخ
طرفہ بشگفت شعر نگینش — گفت منظوم با گل تاریخ

ایضاً

شد چو مرتب چمن نوبہار — یعنے کتاب شعرائے کبار
تازہ تر از برگ درختان سبز — نور فزائے نظر ہوشیار
طرفہ سرستے کہ بخواب خرد — گفت بگو معرفت کردگار
ز آفات این گلشن بیخزان — نگہدار یا خالق ماتستان

طرفہ ہوا مرتب گلشن ہنروروں کا — بیتد رب جسکے آگے مجمع ہے ساحروں کا
ہاتف سے گوش زد ہے تاریخ تعمیر آج — کیا بے بہا ہوا ہے تحفہ یہ شاعروں کا
غیب سے ہاتف نے یہ مژدہ دیا — باغ اردو بے بہا آج یہ ہوا

فہرست مجمع الاشعار دیوان ہنادی موسوم بہ چمن بے نظیر

تمت

خاتمة الطبع

انشاء اللہ خان — ناسخ — آتش — ظفر — مومن خان وغیرہ وغیرہ جملہ اساتذہ
قدیم و جدید کا کلام شامل ہے جسکا نام حسن بے نظیر ہے مدون و مؤلف اس
سخن دان شیرین زبان محی ابراہیم صاحب بن شہاب الدین صاحب مرحوم
جنھون نے بغرض شوق و مزید لیاقت با آنائی رائے محمد حسین صاحب اس مجموعہ
بطرز شائستہ فراہم کیا مقبول عالم ہوا سب نے پسند فرمایا

خواہش خریداران سے بکثرت چھپنے کا رنگ دکھایا ناظرین
مقام کانپور مطبع فیض منبع سرچشمۂ فتوت و مروت
جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ
میں ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۲۹۷ ہجری
مطابق ماہ اپریل ۱۸۸۰ء
چھپکر زیب انجمن
اہل روزگار
ہوا